پستک بھنڈار لاہور

کی

Gosam Aphar

۔۔۔ (۱۰۰) مفید ترین ۔۔۔

علمی اخلاقی ملکی مجلسی تعلیمی اور دھارمک کتب کی

مختصر فہرست

نوجیون وِدیا "دی سائینس اوف اے نیو لائیف" کا ہندی ترجمہ عہ
آرین عظمت ۔ پروفیسر میکس مولر کی مشہور کتاب
"انڈیا واٹ کین اٹ ٹیچ اس" کا مکمل اردو ترجمہ ۱؍
ہند وعظمت کا آخری نظارہ قیمت ۳؍
ہندو قوم مر رہی ہے قیمت ۲؍
بچوں کی تربیت ۴؍
عورت کی بزرگی ۳؍ } از ڈاکٹر گوکل چند جی ایم۔ اے
دنیا کے نو مہا پرش ۵؍ از لالہ دیوان چند جی ایم۔ اے
جیون چرتر سوامی وویکا نند جی ۔ از رائے زادہ شانتی نارائن
جیون چرتر سوامی رام کرشن پرمہنس قیمت ۶؍
راجپوت جیون سندھیا قیمت ۸؍
جیون چرتر ایشور چندر ودیا ساگر قیمت ۲؍
گورو صاحبان و بیدوں کے پیرو تھے ۲؍

دیباچہ

میں درحقیقت کوئی عالم و فاضل شخص نہیں ہوں جو اپنی علمیت دکھانے یا ناموری
پیدا کرنے کی غرض سے کتابیں لکھ رہا ہوں - میرے نزدیک دنیا کی ناموری اور
برسات کی دہوپ میں کچھ فرق نہیں ہے بلکہ میری غرض ان علوم کے افشا کرنے
اور اپنا وقت اور محنت صرف کرنے سے یہ ہے - کہ دنیا میں الحاد کی روز بروز ترقی
پذیر بلا کو اپنی بیوقعت کوشش سے روکوں اور اپنے انسانی فرض سے ادا ہونے
کی تدبیر کروں ؛

دنیا سراسر مصیبت اور تکلیف کا گھر ہے - لیکن میرے نزدیک یہاں کی تکلیف
سے بھی بڑھکر ایک مصیبت کا وقت ہر شخص کو درپیش آنیوالا ہے - اور اس
مصیبت کے وقت کا انتظام دنیا میں ہی ہوسکتا ہے - دنیا کی بڑی مصیبیں مفلسی
مرض اور اولاد یا بزرگوں کا موجود نہ ہونا ہی ؛

اول مصیبت لا علاج ہے - بلکہ یوں کہو کہ اس کے علاج کا نام ہی ترقی ہے
جس قدر انسان غریب ہوتا ہے - اس قدر ہی اس کی ضروتیں کم ہوتی ہیں - اور
جس قدر مالدار ہوتا ہے - اس ہی قدر اس کی احتیاج زیادہ ہوتی جاتی ہے - پس
اگر اس بلا کا کوئی علاج ہی تو یہ ہے کہ اس کے علاج کی فکر نہ کرے اور معمولی طور سے
کام کئے جائے خدا صابر کا نگہبان اور معاون ہے -

دوسری مصیبت اپنے ہی افعال اور بدپرہیزیوں کا نتیجہ ہوتا ہی - تاہم انسان اس کا
دفعیہ کرنیکی کوشش کرے - تو بیجا نہیں ہی - پس میں نے بھی جو ایک معمولی آدمی
ہوں حصہ رسدی دنیا کو امراض سے نجات دلانے کیلئے رسالہ **زندہ کرامات**
لکھدیا ہے - جو لوگ عاقبت کے قایل ہیں اور خدا سے محبت کرتے ہیں ان کو
ضرور مصیبت زدہ بنی انسان سے اُنس ہونا چاہیئے - اور ان کے عوام کی مصیبت
دور کرنیکی فکر کرکے اپنا فرض ادا کرنا لازم ہے اگر یہی کسی سے [illegible] کہ خیرات

وغیرہ کرکے غریب عوام کی امداد کرو۔ تو اگر نا داری کا حیلہ کر سکتے ہین۔ لیکن مسمریزم سیکھ کر علاج کرنے مین ایک حبہ بھی صرف نہین ہوتا۔ پس ہر بہی خواہ خلق کو چاہئے کہ ہمیشہ خلق مین مفید بن کر زندگی بسر کرے ۔

تیسری مصیبت بالکل خیالی ہے۔ اگر کسی شخص کے اولاد نہین ہے۔ تو خدا پر اس کا کوئی دعوے نہین ہے۔ اگر ہو کر مرجاتی ہے تو یہ اس کے اعمالون کا نتیجہ ہے اگر اس کے سر پر بزرگ نہین ہین تو بھی مجبوری سے لڑنا حماقت ہے لیکن ان دلائل سے انسانی دل کو تسکین نہین ہوتی اس خیالی تکلیف کو دور کرنے کے لئے انسانون کے ایک فریق نے یہ ترکیب نکالی ہے کہ انسان کوئی روحانی شے نہین ہے صرف عناصر کا مجموعہ ہے جو ایک وقت منتشر ہو جائیگا پس کسی کے مرنے یا جینے کا رنج وافسوس کرنا فضول بات ہے یہ بات دلائل کی ہی حد تک کارآمد معلوم ہوتی ہے۔ اور جو لوگ زندگی بعد وفات کے قائل ہیں کوئی بہی ثبوت نہ جاننے کے سبب چپ ہو جاتے ہین۔ مگر جب دل پر ہاتھ رکھکر خود دلیل ہی کرنیوالے صاحب غور کرتے ہین تو ان کو بھی اپنی بات اس پر کامل یقین نہین ہوتا۔ پس انکی ترکیب رنج والم دور کرنیکی ناموثر ہو جاتی ہے اور وہ لوگ جن کو کسی عزیز کی ہمیشگی کیلئے علیحدہ ہونے کا رنج وصدمہ ہوتا ہے تسکین نہین پاتے۔

مین خود ایک عرصہ تک خدا روح زندگی بعد وفات وغیرہ کا کٹر منکر رہ چکا ہون لیکن مین ایمانداری سے کہتا ہون اور مجھے اپنی غلطی قبول کرنے مین ذرا بھی شرم نہین۔ کہ میری دلیلون کو میرا ہی دل کبھی قبول نہین کیا کرتا تھا۔

مین نے یورپ اور ایشیا کے مشہور دہریون زمانیون کی تصانیف دیکھی۔ مگر کچھ تسکین نہ ہوئی۔ الغرض کچھ عرصہ تک مایوسی اور حیرت کا زمانہ مجھ پر گذرا۔ اتفاقیہ مجھکو ایسے لوگون سے واسطہ پڑا۔ جنھون نے میرے برسون کے پکائے ہوئے خیال کو ایک دم مین اپنی مضبوط دلیلون اور بدیہی ثبوتون سے روند ڈالا۔ گویا میری آنکھون کے سامنے ایک نیا پردہ کھل گیا۔ اور مین ازسر نو تحقیقات کرنے لگا۔ میری عاجز تحقیقاتون کا نتیجہ میری ناچیز تصانیف ہین اور آئندہ اگر حیات باقی ہے تو جو کچھ لکھونگا۔ وہ اپنے ذاتی تجربے سے لکھونگا۔

میری اصلی منشاء اس مہلک علم کے افشاء سے یہ نہین ہی کہ لوگ جادوگر ہوجائین
بلکہ یہ غرض ہے کہ خود کتاب کو پڑھ ہی نہ لین۔ بلکہ تجربہ کرین۔ اور انسان کی
پوشیدہ اور غیر ترقی یافتہ طاقتون کی تحقیقات کرین۔ اور نیچر کے حیطۂ امکان
کو غور سے دریافت کرین کیونکہ یہ علم ایسا نہین ہے۔ کہ جس کو ایک تن واحد
کی زندگی بھر کی کوشش تکمیل کو پہنچادے۔ یہ ممکن ہے کہ جو کچھ میرے ذاتی
تجربہ مین آیا ہے صدہا ناظرین کو اس سے بھی عجیب و غریب تجربات ہون۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض کو کچھ بھی ثبوت نہ ملے لیکن اس حالت مین اس
علم یا میری ناچیز کوشش پر الزام نہین آسکتا۔ کیونکہ سب لوگ جانتے ہین
کہ سنکھیا ہلاک کر دیتا ہے لیکن سب کو ہلاک نہین کر سکتا۔ اس ہی طرح کوئی مفید
دوا بھی سب کو ہی مفید نہین ہوسکتی۔ میری کتاب کے پڑھنے والون مین سے
۷۵ فیصدی سے زیادہ کامیاب ہونگے اور میرے کلام کی تصدیق کرینگے
لیکن یہ اس وقت ممکن ہی کہ جب وہ [illegible] ہدایات عمل کرین اور استقلال
رکھین۔ صرف کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ جانا کچھ کام نہ دیگا۔ کیونکہ
یہ وہ علم ہے جسمین زبان ہلانا ہی نہین بلکہ کچھ کرنا بھی ہوتا ہی:

پس جو لوگ اس علم مین کامیابی حاصل کرینگے ان کو تیسری مصیبت
بالکل تکلیف نہ دے سکیگی۔ وہ جان لینگے کہ موت صرف ایک تبدیلی کا نام ہی
روح مرتی نہین۔
کیونکہ ان کے عزیز ان کے بزرگ ان سے باتین کرینگے۔ اپنے حالات بتائینگے
اور اکثر اوقات مجسم نظر آئینگے۔ جس طرح اگر کسی کا کوئی عزیز سفر کو چلا جائے
تو وہ مایوس نہین ہوتا۔ کیونکہ اس کی واپسی کو امید رہتی ہے۔ اس ہی طرح
علم روحانی کے واقف کو معلوم ہوجاتا ہی کہ اس کا پیارا نابود نہین ہوا ہے۔
بلکہ ایسے مقام پر ہے۔ کہ جو یہان سے اچھا ہے۔ اور یہ کہ اس سے ملنا ممکن
ہے۔ پس اس کو موت کی خوفناک صورت بالکل خوف نہین دلا سکتی۔ بلکہ وہ
نہایت کوشش اور خیال سے دوسری دنیا کیلئے سامان بہم پہنچانیکی فکر مین
ہوجاتا ہے۔ جو کل قدیم اور روحانی مذاہب کی تعلیم کا منشاء ہے بالفرض یہ

بات غلط بھی ثابت کہ حلقوں میں ارواح نمودار نہیں ہوتیں اور باتیں نہیں کرتیں۔ تو بھی عقلمند لوگوں کیلئے ایک نئی تحقیقات کرنیکا راستہ ہاتھ لگ جائیگا۔ کہ وہ کیا شے ہے۔ جو عجیب و غریب کرشمے کرتی ہے۔ اور یورپ کے علماء اور ایشیا کے عقلا کو حیران کر دیتی ہے ؛

اگر میں دنیا میں چند اشخاص کے دل کو بھی تسکین دلا سکا یا نیا درسنہ تحقیقات کا دکھا سکا۔ تو میں خیال کرونگا۔ کہ مجھے میری محنت و جانفشانی کا پورا صلہ مل چکا ؛ (صوفی)

باب اوّل

تمہید

ہم آج ایسے عمیق مضمون کی طرف اپنی توجہ کی باگ اٹھاتے ہیں جس کے متعلق کچھ نہ کچھ ہر شخص نے سنا ہوگا۔ مگر واقفیت فی ہزار شاید ایک ہی دو کو ہو۔ یہ وہ بات ہے۔ کہ جس کی طرف ہر مذہب و فرقہ کے علما کا خیال صدہا سال سے ہوتا چلا آیا ہے۔ مگر بالآخر زبانی جمع خرچ پر ہی خاتمہ ہو کر رہ گیا ہے مطلب تک بہت کم پہنچے اور جو پہنچ گئے وہ چپ ہو گئے۔ انہوں نے کسی سے یہ راز کہنا پسند نہیں ؛

مضمون جسکی بابت آج ہم لکھا چاہتے ہیں۔ یہ ہے کہ انسان صرف چار عناصر کا مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ ان میں کچھ اور بھی ہے۔ جو زندگی کے علاوہ بعد مرگ بھی قائم رہتا ہے۔ یہ کچھ اور بعد مرگ قائم ہی نہیں رہتا۔ بلکہ اس کو کچھ عرصہ تک دنیاوی

(نوٹ) اس کتاب میں جہاں کہیں لفظ روح استعمال ہوا ہے وہ سنسکرت کے لفظ لنگ شریر کے معنی میں لیا گیا ہے کیونکہ روح بذاتہ یعنی بلا واسطہ وہ کچھ کر نہیں سکتی اور نہ کوئی اسے دیکھ سکتا ہے ... لفظ آتما یا جیو ہے

اول اول ہنود وہی مخالفت کرینگے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان مرتے ہی دوسرا جنم لے لیتا ہے اور جسم قبول کر لیتا ہے۔ پس روح کا عالم ارواح مین موجود رہنا اور کسی کے بلانے سے آنا اور بات چیت کرنا غیر ممکن ہے اگر ایسا ہو تو ان کے مذہب کی بنیاد یعنی مسئلہ تناسخ بالکل رد ہو جائے۔ لیکن ہم زور سے کہہ سکتے ہین کہ یہ موجودہ اہل ہنود کی غلط فہمی ہے۔ بلکہ ہمارے مذکورہ بالا قول سے ان کے قدیم اور اصلی مذہب کی بڑی تائید ہوتی ہے۔ نئی قسم کے ہندو جو اپنے آپ کو آریہ کہتے ہین ان کو یہ مغالطہ اس لئے لگ گیا ہے۔ کہ اول تو ان کو اپنا مذہبی علم نہین اور علاوہ ازین وہ جس مذہبی کتاب کو دیکھتے ہین۔ اس مین عیب جوئی اور نکتہ چینی کا خیال پیشتر دل مین رکھ لیتے ہین۔ جو بات انکی عقل مین نہین آتی۔ اور جو عرصہ سے غیر مذہب والون کی بھی سمجھ مین نہین آئی۔ اور وہ اس بات پر اعتراض کرتے ہین تو یہ جان بچانے کی لئے اس کتاب اور اس مسئلہ ہی کو چھوڑ دیتے ہین۔ اور وہ مسئلہ بیچارے برہمنون کے سر لکھ دیا جاتا ہے۔ کہ یہ پوپون کی گڑھت ہی یہ کوشش کبھی نہین کرتے کہ اس کی اصلیت دریافت کرنیکی کوشش کرین۔ ہمارا خیال ہے کہ جس مذہب مین نہ سمجھ مین آنے والی باتین زیادہ ہونگی۔ اس مین ضرور صدہا بھید پوشیدہ ہونگے۔

راسخ الاعتقاد دیا۔ پرانی قسم کے ہنود کے یہان ایسی صدہا اقسام کی کتابین موجود ہین۔ جن مین صدہا لوگون کا تذکرہ ہی سرگ لوک کام لوک۔ دیو لوک وغیرہ وغیرہ جہان انسان کو بعد مرگ جانا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک پتر لوک بھی ہی جہان بزرگون کی ارواح رہتی ہین پس وہ لوگ یہ ہرگز نہین کہہ سکتے۔ کہ انسان مرتے ہی دوسرا خاکی جسم قبول کر لیتا ہی ورنہ یہ پتر لوک وغیرہ سب لغو باتین ہین۔ اور شرادھ وغیرہ انکی ہی قول سے ایک دھوکا بازی ثابت ہوگی۔ ہم اس امر کا کامل ثبوت اس ہی کتاب مین عملی طور پر دینگے۔ کہ انسان مرنے کے بعد ہی خاکی جسم قبول نہین کرتا۔ لیکن اس مادہ سے لطیف تر مادی جسم جو زندگی مین جسم کے اندر رہتا تھا قبول کر لیتا ہی

یا صحیح عبارت مین یون کہو۔ کہ اصلی انسان خاکی جیلخانہ سے چھوٹ جاتا ہے
مگر پھر بھی اس کو ایک قسم کا جیلخانہ باقی رہتا ہے یہ سچ ہے۔ کہ اس جیلخانہ
میں زندگی دنیاوی کے جیلخانہ سے زیادہ آزادی اور آرام وہی یہ جیلخانہ بھی
مثل خاکی جیلخانہ کے دوامی نہین ہو سکتا۔ یہ بھی ایک دن چھوڑنا ہوگا۔ اور
رفتہ رفتہ کچھ عرصہ بعد جسکی بہت میعاد ہے روح پھر اپنے افعال کے مادی نتیجے
برداشت کرنے کیلئے خاکی قالب قبول کرنے پر مجبور ہوگی۔ ان مسایل کے
متعلق ہم بحث کرنے کے لئے ہر شخص سے مستعد ہین۔ لیکن یہان اس ذکر کو
بخیال طوالت اور اس وجہ سے کہ ہم اپنے اصلی مطلب کے بیان کرنے سے
باز رہینگے۔ ملتوی کرتے ہین صرف اس امر کے ثبوت کیلئے کہ اہل ہنود کی معتبر
کتب میں صدہا ایسے بیانات موجود ہین۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ انسان مرتے
ہی خاکی جسم نہین قبول کرتا۔ ایک قصہ مہابھارت سو نقل کرتے ہین۔

"اٹھارہ دن کی جنگ کے اختتام پر سو فرزندون کی مان رانی گندھاری اور
بوڑھے مہاراج دھرراسٹر سینکڑاون بیوہ عورتون کیساتھ جن کے خاوند لڑائی
مین کام آگئے تھے۔ اس ہی زمانہ مین نارد من رشی وید ویاس سی ملاقات
کیلئے آئے اور جہان یہ راجون کا خاندان خفیہ بود و باش رکھتا تھا۔ وہین
آکر ٹھہرے نارد من ہمیشہ خوش رہنے والے ہین اس وقت موسم بہار تھا
اور بن عجب جوبن پر تھا، اس لئے نارد من اپنی بین بجانے لگے۔ اور گانے
لگے۔ پھر راجہ کے پاس گئے۔ وہان سب سے پہلے گندھاری نے دو آسن دونو رشیون
کے لئے بچھا کر ان سے بیٹھنے کی التجا کی۔ پھر آہستہ آہستہ اور عورتین بھی وہان آ
گئین اور ان دونون مہاتماؤن کو گھیر کر بیٹھ گئین ؛

ویاس جی نے گندھاری اور دیگر مستورات سے انکی خیر و عافیت
دریافت کی ویاس دیو کی اتنی بات سن کر سب عورتون نے اپنا اپنا بغیر چوڑیون
کا بایان ہاتھ انکی طرف اٹھا کر کہا۔ کہ اے مہاراج! ہماری خیر و عافیت یہی
ہے۔ یعنی ہم بیوہ ہو گئی ہین، یہ کہکر سب بڑے زور سے رونے لگین ؛
ویاس جی نے کہا۔ کہ اے عورتو! تم اپنے اپنے بیٹون اور خاوندون

سکے غم سے پژمردہ ہو رہی ہو۔ یہ رنج تم دور کرو۔ کیونکہ دنیا مین سب چیزین غیر فانی ہین۔ انسان تو انسان درخت کے کیڑے مکوڑے چوچائے کسی کا بھی ایک دم کیلئے فناہ نہین ہوتا۔ عالم مین مادہ بھرا ہوا ہی اور ایک ابدی قادر مطلق خالق اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ جب یہ خالق مادہ سے وصل کرتا ہی تب ہی انسان کی پیدائش ہوتی ہے اس ہی طرح سے پانی مین مچھلیان اور ہوا مین پرند اور زمین پر بیشمار اقسام کے جاندار پیدا ہو جلاتے ہین خالق کچھ دنون اس طرح تماشے دیکھتا ہی اور جب وقت آتا ہی تو ہر عنصر اپنی قسم میں مل جاتا ہے۔ اور **جیواتما پرماتما** میں مل جاتا ہی ؛

مطلب یہ ہے۔ کہ جس کو تم لوگ مرنا کہتے ہو وہ درحقیقت شکل کی تبدیلی ہے۔ بخیال جان کے ہم لوگون اور دیگر ذیحیات مین کچھ بھی فرق نہین ہی۔ بھوک پیاس اولاد پیدا کرنیکی خواہش بی بی خاوند کی محبت خوف۔ لالچ۔ غصہ یہ سب میں یکسان ہین۔ اور جسے موت کہتے ہو۔ وہ بھی سب کیلئے یکسان ہی ہے مگر ہم لوگون کے اس خاکی جسم کے اندر ایک لطیف جسم بھی ہی جو مرنے کے بعد اس جسم کثیف سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور روح اس جسم مین موجود رہتی ہے۔ جس طرح ایک لوہے کے گولے کو آگ مین تپانے سے آگ اس کے ذرہ ذرہ مین داخل ہو جاتی ہی اس طرح یہ لطیف جسم ہمارے کثیف جسم کے ہر ذرہ مین داخل ہے۔ مرنے پر اس جسم مین کچھ تغیر واقع نہین ہوتا اس کا وطن بھی زمین ہی ہے۔ اور یہان عرصہ دراز تک ترقی کے زینہ پر چڑھتا رہتا ہے۔ اور تجربات روحانی حاصل کرتا ہی۔ جب وقت آجاتا ہے۔ تو روح اس جسم کو چھوڑکر اوپر چلی جاتی ہی دیکھو یہ جو گلاب کی کلیان دیکھتے ہو۔ وہ تھوڑے ہی دنون مین جیون کھلینگی تیون ہی ان کے بیچ کی اصلی چیز یعنی خوشبو فوراً اوپر آجائیگی۔ اور پتیان زمین پر گر کر مٹی مین مل جائینگی اس ہی طرح جب ہم لوگون کا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ تو روح اسے چھوڑ کر اوپر چلی جاتی ہی اور ہر عنصر اپنی قسم مین مل جاتا ہی۔ پس جس کو تم لوگ موت کہتے ہو۔ وہ درحقیقت روح کا جسم لطیف قبول کرنا۔ یا یون کہو کہ جسم کثیف چھوڑتا ہی یہان مرحوم کے عزیزو اقربا رنج و غم کرتے ہین

اور عالم ارواح مین خوشی کی دہوم مچ جاتی ہی - عالم ارواح کے وہ لوگ جنسے زمانہ حیات دینوی مین محبت تھی مریض کے بستر کے قریب کھڑے رہتے ہین اور اس کی خدمت کرتے رہتے ہین - اور جہان جسم کثیف سے اس کا تعلق علیحدہ ہوا اوسے اپنے ہمراہ کام لوک مین لے جاتے ہین ❊

نارد منی بولے کہ اے ویاس دیو! کیا آپ ست جگ کا حال نہین جانتے ہین اس وقت انسان گناہ نہ کرتا تھا - اس لیے جسکی جسطرح کی آتما ہوتی تھی - وہ ویسا ہی دکھائی دیتا تھا - رانی گندھاری نے کہا کہ اے مہارشی! آپ کو ہر زمانہ کی خبر ہے - لیکن ہم لوگ اس بدنصیب دواپر کی پیدائیش ہین - ہمکو ست جگ کی باتون سے نفع ہوگا - اے پیر مُرشد! آپ نے آتما کے جنم کا قصہ کہتے وقت فرمایا تھا - کہ عالم ارواح کے لوگ اپنے پیارون کے پاس آجاتے ہین - سو اس بات مین ہم لوگون کو پورا اعتقاد ہے کیونکہ میری مان بیمار ہوکر بہت دنون تک تکلیف اٹھاتی رہی تھی ان کے مرنے کے دو تین دن پیشتر میرے والد مرحوم ان کے پاس آکر ان سے نصیحت آمیز باتین کیا کرتے تھے - لیکن ہم سمجھتے تھے - کہ بوران کے سبب بک رہی ہین ویاس دیو جی بولے کہ اے گندھاری تم نے ٹھیک کہا - مرنے کے وقت مرنے والے کو اس کے مرحوم عزیز و اقربا نظر آنے لگتے ہیں اور کبھی کبھی مریض ان کا نام لیکر بھی پکارتا ہی - حکیم لوگ اسے بوران یا سرسام سمجھ کر ادویات دیتے ہین اور سر کو گرم ریت سے سکواتے ہین - اس حالت مین اکثر وید خون نکلوا دینا آبلہ ڈالنا - پچکاری لگانا - سر پر برف بند ہوانا وغیرہ وغیرہ علاج کرتے ہین - اور تیمار دارون کو سمجھا دیتے ہین کہ اب موت کے پیادون سے کشمکش ہو رہی ہے - پر یہ سب کارروائیان مُردے کو تلوار مارنے کے برابر ہین - خیر جو ہو سو ہو - اس وقت مین یہ ہی اچھی طرح سمجھانا چاہتا ہون کہ آتما کا جنم کسطرح ہوتا ہے - سو تم غور سے سنو ❊

" بہت دن ہوئے کہ جب مین دکھن مین عبادت کر رہا تھا - وہین ایک سو برس کی بڑھیا برہمنی رہتی تھی - یہ کوئی نہین کہہ سکتا تھا - کہ وہ کب

کہان - کیون وہان آئی تھی - وہ دن بھر تو قریب کے گاؤن مین بھیک مانگتی تھی - اور رات کو عبادت کرتی اور جو کوئی بھولا بھٹکا تھکا ماندہ مسافر ملتا - اس کو اپنی کٹی مین لاکر ٹھہراکر اور خدمت کرکے گذارتی تھی - مین اسکی یہ خصلت دیکھکر بہت خوش تھا اور اس لئے اسے بہت مانتا تھا - ایکدن دفعتہً اس نے مجھ سے کہا کہ چار پانچ مہینہ سے میرا جسم کمزور ہو رہا ہے - کوئی بیماری بھی معلوم نہین ہوتی ہے - لیکن تو بھی دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہون - اس کا سبب معلوم نہین ہوتا - آپ مہربانی کرکے میرے جسم کا امتحان کر لیجیئے - مین اس ہی وقت دھیان کرکے بیٹھ گیا - اور دھیان ہی مین اس کے جسم مین داخل ہو کر دیکھا - کہ اس کے پیٹ مین مرض پیدا ہوا ہے - اور اس مرض کا کوئی علاج بھی نہین ہے - پس مین نے اس بوڑھی سے کہا کہ تم خوف نہ کرو اور گاؤن مین بھیک مانگنے بھی نہ جایا کرو - مین تمہارے لئے خوراک یہیں لادیا کرونگا - اس طرح سے سات آٹھ دن گذر گئے ایک دن وہان جاکر دیکھا - کہ وہ جھونپڑی سے باہر پڑی ہے - اس نے مجھے دیکھتے ہی ہاتھ اٹھاکر پرنام کیا - اور کہا - کہ اے مہارشی! کیا میرے بچنے کی کوئی تدبیر نہین ہے - مین نے جواب دیا - کہ بیشک دنیا کے جنجال سے چھوٹنے کا وقت نیک ہے - کیونکہ اس کے بعد روحانی زندگی شروع ہوتی ہے -

بوڑھیا :- تب تو آپ کے بیان سے یہ پایا جاتا ہے - کہ اگر سب لوگ ایک دم مرجائین تو اچھا ہو -

مین :- اس مین شبہ نہین کہ مرنے کا وقت نیک ہے لیکن مرنیکی خواہش کرنی بہتر نہین ہے -

بوڑھیا تو کیا جو مرنیکی خواہش کر رہی ہون برا کرتی ہون ؟

مین :- درحقیقت پہلے مرض کے دفعیہ کی خواہش کرنی چاہیئے -

بوڑھیا :- مین آپ کی بات نہین سمجھی -

مین اس جسم مین جب تک رہنا ممکن ہو رہنا چاہیئے -

بوڑھیا مین اگر وہ نہ کہاؤن تو کیا مجھ کو مرا ہوگی

مین - جو لوگ مایۂ حیات کے ہر ایک فرض کو پورا ادا کرتے ہین ان کو خوف نہ کرنا چاہیئے۔

گرمی کا موسم تھا۔ اس پر اسکو اس درجہ سردی معلوم ہوتے دیکھکر مجھے خوف ہُوا۔ کہ اس کے مرنیکا وقت اب آ پہنچا۔ مین نے اسے کپڑا اڑھایا۔

بوڑھیا - کیا مین نے زندگی مین نیک کام کیئے ہین؟

مین - معلوم ہوتا ہے۔ کہ کیئے ہین:

بوڑھیا تب مجھے کچھ خوف نہین ہے۔ اے موت آ! مجھے کوئی خوف و فکر نہین ہے۔

یہ کہکر بوڑھیا کا چہرہ بشاش ہو گیا گویا ہنسنے دیتی تھی۔ اور اس کی آنکھین خوشی سے چمکنے لگین۔ تب وہ پھر بولی:- میرے خاوند کیساتھ یہ دوسرا آدمی کون ہے؟

مین دھیان لگا کر دیکھا۔ کہ روح تمام جسم مین موجود تھی۔ مگر مختلف اعضا سے روشنی نکل کر سر کیطرف دوڑتی ہے۔ جسم کے سب حصے آہستہ آہستہ بیکار ہوتے جاتے ہین۔ جیوں جیوں روح کی روشنی ان کے پاس سے نکل کر اوپر جانیکی کوشش کرتی ہے۔ تیوں تیوں وہ اسے اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کرتے ہین۔ چونکہ روح اور جسم کا ایک مدت دراز کا ساتھ تھا۔ اس لیئے جسم روح کو اپنا ایک جزو خیال کرنے لگا تھا۔ اس لئے کوشش کرتا تھا کہ کہیں وہ اُسے چھوڑ کر چلی نہ جاوے ایک طرف روح نکل جانیکی کوشش کرتی تھی۔ اور دوسری طرف جسم کی یہ کوشش تھی۔ کہ وہ اس کے ہی ساتھ رہے۔ ہاتھ پیرون کا ٹیڑھا ہو جانا۔ اور سُکڑ جانا۔ اور سانس لینے مین تکلیف وغیرہ معلوم ہونا۔ یہ جس قدر حرکتین مرتے وقت مرنیوالا کرتا ہے۔ اور جس کو دیکھنے والے مرنیکی تکلیف کہتے ہین۔ وہ سب روح اور جسم کی آپس کی کشاکشی ہوتی ہے۔ اور یہ سب کچھ دنیوی چیزون اور رشتون کے لگاؤ کے سبب ہوتا ہے۔ واقعی روح کو کچھ بھی تکلیف نہین ہوتی۔ جس طرح بڑے بڑے طوفان کے بعد سمندر کا پانی بالکل ٹھہر جاتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک جسم شیشہ کا بڑا ٹکڑا پڑا ہوا ہے۔ اس ہی طرح اس بوڑھی کی جان نکلنے سے

چند لمحہ پیشتر کسی تکلیف کا نشان تک باقی نہین رہا۔ صرف یہ دیکھا۔ کہ اس نے اپنی آنکھین بند کر لین۔ اور وہ تین بار اپنے بیٹے اور خاوند کا نام لیکر پکاری۔ اس وقت صدہا ارواح اس کے گرد کھڑی تھین۔ اور پیدائش سے لے کر دم مرگ تک جتنے فعل اس دنیا مین اس بوڑھیا نے کئے تھے۔ وہ سب سایہ کیطرح اس کے سامنے ہو کر گذرنے لگے۔ ان کو دیکھکر کبھی وہ خوش ہوتی تھی۔ اور کبھی شرماتی تھی اس وقت اس کے ماتھے سے روشنی سب نکل کر اس کے سر کے چارون طرف دہوئیں کی شکل مین تین چار ہاتھ اونچی اٹھی سر کا ہر عضو اپنے اپنے مقام سے راستہ دینے لگا۔ اور جس قدر جسم سرد ہوتا جاتا تھا۔ اسی ہی قدر روحانی جسم صاف اور مکمل ہوتا جاتا تھا۔ مین نے دیکھا۔ کہ سب سے پہلے ایک خوبصورت چہرہ۔ پھر گلا۔ پھر چھاتی پر ہاتھ پیر وغیرہ افعال کے نتیجے کے بموجب بن کر ایک نہایت خوبصورت عورت کا جسم تیار ہو گیا۔ معمولی طور پر دنیا مین جس طرح نو زائیدہ بچہ کا تعلق کی ناف سے رہتا ہے اس مردہ جسم کے قریب ایک دہوئیں جیسی شے کا تھا۔ پھر وہ دھوان کچھ تو اوپر اٹھ گیا اور کچھ اس مردہ جسم مین جذب ہو گیا۔

اس طرح روحانی جسم کی پیدائش ہوئی آہا۔ اب بھی وہ خوبصورت نظارہ مجھے آنکھین بند کرنے سے نظر آرہا ہے۔ ایسا خوبصورت جسم مین نے کبھی نہین دیکھا ہے۔ اور نہ آئندہ کبھی دیکھنے کی امید ہوتی ہے مجھے کبھی خواب مین بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی مین ایسی خوبصورت عورت بودوباش رکھتی ہے۔ اس وقت مین نے اسکی ایک تصویر بھی تیار کر لی تھی سو تم لوگ یہ لو۔

یہ کہہ کر رشی نے گندھاری کے ہاتھ مین ایک تصویر دی۔ سب متعجب ہو کر اس تصویر کو دیکھنے لگے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

گندھاری نے کہا کہ اے مہاراج! آپ نے عمر پا کر مرنے والون کا کچھ حال بیان کیا۔ وہ ہم سمجھ گئین مگر جو لوگ لڑائی مین مارے جاتے ہین۔ ان کے اعضا کو مختلف مقامات پر کٹ کٹ کر گر جاتے ہین۔ ان کا روحانی جسم کس

طرح بنتا ہوگا۔ آپ مہربانی فرما کر اچھی طرح سمجھا دیجئے۔

ویاس جی جواب دیا۔ کہ ان کا روحانی جسم بھی اسی طرح بنتا ہے کہ جہان ان کا سر گرتا ہے۔ وہان ہی جسم تیار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام باقیماندہ اعضا کی روشنی بھر سر کے ہی قریب آجاتی ہے جس طرح ہڈی گوشت نسون سے ہمارا جسم ملا رہتا ہے اس ہی طرح روحانی جسم کشش کے ذریعہ آپس مین ملا رہتا ہے۔ اس ہی لئے لڑائی مین جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے علیحدہ علیحدہ پھینک دینے سے بھی روحانی کو کچھ نقصان نہین پہنچتا۔

اتنا قصہ سن کر گندھاری نے کہا۔ کہ اے رشی راج! آپکی کرپا سے آج مجھے بہت واقفیت ہوئی اور مین سمجھ گئی۔ کہ موت کیا شے ہے مگر سمجھنا کافی نہین ہے کیونکہ مین بڑی بدنصیب ہون۔ میرے سَو بیٹے تھے۔ سب رات دن میرے پاس رہتے تھے کہاتے پیتے تھے۔ لیکن اب مین ان مین سے ایک کو بھی نہین دیکھتی ہون۔ مجھے کس طرح یقین آوے کہ وہ سب دوسری دنیا مین روحانی جسم سے زندہ ہین۔ مین ہرچند اپنے دل کو سمجھاتی ہون۔ مگر وہ نہین سمجھتا۔

ویاس نے کہا۔ کہ گندھاری! تم ایسی بات کہہ سکتی ہو مگر دل مین خیال تو کرو کہ چھ مہینہ سے ہستنا پور کے ہزارون آدمی معہ مال و اسباب کے اس بن مین بود و باش رکھتے ہین۔ لیکن کیا ہستنا پور کا فنا ہو گیا۔ اگر تمہارے بیٹے اور خاوند تمہارے پاس نہین ہین۔ تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب نابود ہو گئے؟

اتنا سُن کر چارون طرف سے سب عورتین رونے لگیں۔ اور سب لوگ کہنے لگے۔ کہ اے مہارشی! آپ کے کلام سے ہم سب لوگون کو بڑا نفع ہوا مگر جب تک ہم اپنے عزیزون کو ان آنکھون سے نہ دیکھیں گے۔ اور ان کانون سے انکی باتین نہ سنینگے۔ تب تک کسی طرح ہمارا شک دور نہ ہوگا۔ اے مہاراج! ہم نے سنا ہے کہ آپ خواہش کرتے ہی ان لوگون کو بلا سکتے ہین۔ تو مہربانی کر کے ان لوگون سے ایک مرتبہ ہماری ملاقات کرا دیجئے۔ یہ کہکر سب عورتین زمین پر گر پڑین۔ اور چارون سمت سے چلا چلا کر رونے لگیں۔ ویاس جی بہت دیر

دیر تک نادرجی کے منہ کی طرف دیکھتے رہے اور فکر کرتے رہے۔ پھر آسن سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور عورتوں سے کہا کہ آج رات کو سب اس ہی ندی کے کنارہ جمع ہونا۔ اس وقت اپنے اپنے مقام کو لوٹ جاؤ۔ تم جس جس سے ملنا چاہوگی اسکا ہی اس سے تم کو ملادونگا۔ یہ کہکر رشی تو اپنے آشرم کو چلے گئے اور عورتیں اپنی اپنی کوٹیوںکو چلی گئیں دن بھر یہ شوق رہا کہ کب رات ہوگی اور شام کو سب اس ہی مقررہ سنسان مقام پر جمع ہوئیں۔ کچھ دیر بعد رشی بھی وہاں آگئے اور عورتوں کو اپنے چاروں طرف دایرہ کی شکل میں بٹھا کر بیچ میں کھڑے ہوکر کہنے لگے۔ اے عورتو! ایک بار اس آسمان کی طرف دیکھو۔ آہا۔ کیسا عمدہ نظارہ ہے۔ گویا سر پر ایک نیلا شامیانہ تنا ہوا ہے اور اس میں لاکھوں تارے ہیرے کی کنی کیطرح جڑے ہوئے ہیں۔ یہ جو ایک بیچ میں سفید سڑک سی نظر آتی ہے اسے معمولی لوگ بہتری ندی کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ ندی وغیرہ کچھ نہیں ہے اگر دوربین سے دیکھو تو صاف معلوم ہوجائیگا کہ لاکھوں چھوٹے چھوٹے تارے ایک دوسرے کے قریب قریب موجود ہیں۔ یہ تارے ہماری زمین سے بہت سخت فاصلہ پر ہیں۔ اس لئے سفید دھوئیں کیطرح معلوم ہوتے ہیں۔ اس مقام کا نام بہشت ثانی ہے۔ مرنے کے بعد روح اول یہاں ہی جاتی ہے۔ بہت دن ہوئے کہ جب میں دکن میں عبادت کرتا تھا تو ایک دن اپنے جسم لطیف سے اس کے دو ایک مقام پر گیا تھا۔ جو کچھ میں نے وہاں دیکھا۔ اس کے سوحصوں میں سے ایک حصہ کا حال بیان کرنے کیلئے بھی دنیا میں کوئی مکمل زبان نہیں ہے۔ الغرض جو کچھ ہم اپنی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ وہ وہاں کی نقل کے طور پر ہیں۔ خیر یہ بات میں تم کو کسی اور وقت سمجھاؤنگا۔ اس وقت تم اپنے عزیزوں کا تصور قلب یکسو کرکے کرو۔ اور خود رشی مہاراج آسمان کیطرف نظر اوٹھا کر کرک چھیتر کے ایک ایک لڑنے والے کا نام لیکر بلانے لگے۔ یہ کس کی مجال تھی۔ کہ ان کا حکم نہ مانے۔ سب ایک ایک کرکے آنے لگے۔ اور وہ سرزمین گویا دوسرا کرک چھیتر ہوگیا۔ صرف فرق اتنا تھا کہ وہاں پر جنگجو لوگوں میں آپس میں دشمنی نہ تھی۔

ناظرین خیال کرسکتے ہین کہ اگر انسان مرتے ہی دوسرا خاکی جسم قبول کرلیتا ہے
تو ویدویاس نے جنگ مہابھارت کے بہادرون کو کہان سے بلا کر دکھایا۔ اگر کوئی
یہ کہے کہ یہ صرف قصہ ہے۔ اسکی اصلیت کچھ بھی نہین۔ تو ہم آیندہ اس ہی کتاب
مین وہ ترکیب بتائینگے۔ جس کے ذریعہ ہر شخص آپ مردون کی روح کو اپنے روبرو
بلا سکتا ہے۔ اور بات چیت کرسکتا ہے۔ اور اچھی طرح دیکھ سکتا ہے۔

اس بات کے کہنے سے کہ مرنے کے بعد انسان فوراً خاکی جسم قبول نہین کرتا
راسخ الاعتقاد ہنود کے مذہب مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا۔ ان کا یہ قول لفظاً
صحیح ہے۔ کہ انسان مرتے ہی دوسرا جسم قبول کرلیتا ہے۔ ہان صرف غلطی یہ ہے
کہ وہ اس جسم کو اس ہی قسم کا جسم سمجھے ہوئے ہین۔ جس کو ہم روحانی جسم کہتے ہین
وہ بھی ایک قسم کا مادی جسم ہے۔ مگر اس کا مادہ خاکی جسم سے حد درجہ لطیف ہے۔
ایک مدت دراز کے بعد روح کو وہ جسم بھی چھوڑنا ہوگا۔ اور اس کے
بعد پھر مادی سزا و جزا بھگتنے کیلیے خاکی جسم قبول کرنا ہوگا۔ خواہ کسی زمانہ مین
ہو اہل ہنود کی کتب کے علاوہ انجیل مین بھی اس قسم کے صدہا قصص درج
ہین جن سے پایا جاتا ہے۔ کہ انسان کی روح عالم ارواح سے بلائی جاسکتی ہے
اور اس سے بات چیت ہوسکتی ہے چنانچہ کتاب پیدائش باب ۱۹ آیت
اسباب ۱۸ آیت ۱۔۲ باب ۱۶ آیت ۷۔ کتاب خروج باب ۳ کتاب
سلاطین اول باب ۱۹ آیت ۵۔ کتاب گنتی باب ۲۲۔ آیت ۱۔ کتاب
سموائیل اول باب ۲۸۔ آیت ۱۴۔ کتاب یعقوب باب ۴ آیت ۱۴ تا ۱۷ کتاب
دانیال باب ۹۔ آیت ۲۱۔ باب ۹ آیت ۹ تا ۱۔ باب ۱۰ آیت ۱۸ باب ۸ آیت ۱۵
تا ۱۶ کتاب اعمال باب ۷ آیت ۳۵ کتاب الانجیل روحوں کا مجسم سامنے آنا
اور باتین کرنا واضح طور پر درج ہے۔

سب سے زیادہ وضاحت سموائیل اول میں کی گئی ہے۔ چنانچہ اس
کو خالی از لطف نہ سمجھ کر یہان درج کرتے ہین۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائین
اور یاد رکھیں۔ کہ جو طریقہ ہم اس کتاب مین بیان کرینگے وہ اس پرانی اور مقدس
کتاب کے بیان سے کہان تک مطابق ہے۔ سموائیل اول باب ۲۸ مین لکھا

ہے کہ :- (۱) اور اُنہین دنون مین ایسا ہوا کہ فلسطیون نے اپنی فوجین
جمع کین تاکہ بنی اسرائیل سے لڑین تب اکیس نے داؤد سے کہا - تو یقین
جان کہ تجھے اور تیرے لوگون کو میرے ساتھ لڑائی پر چلنا ہوگا - سو داؤد نے
اکیس سے کہا تجھے دریافت ہو جائیگا - جو کچھ کہ تیرے بندے سے بن پڑیگا -
اور اکیس نے داؤد کو کہا - پس مین اپنے سر کی نگہبانی ہمیشہ کیلیئے تجھے دونگا -
اور سموائیل مرچکا تھا - اور بنی اسرائیل اس پر روتے تھے اور اسے
اسی کے شہر مین جو راماہ تھا - گاڑا تھا - اور ساعول نے ان لوگون کو جن
کے یار دیو تھے - اور افسونگرون کو ملک سے خارج کر دیا تھا - سو فلسطی جمع ہو کر
آئے اور سینیم کو خیمہ گاہ کیا - اور جب ساعول نے فلسطیون کا لشکر دیکھا
تو ہراسان ہوا - اور اسکا دل نہایت کانپا اور اسدم ساعول نے خداوند
سے مشورت پوچھی - پھر خداوند نے اُسے کچھ جواب نہ دیا - نہ تو خوابون سے
اور نہ اوریم سے اور نہ نبیون کی معرفت سے تب ساعول نے اپنے خادمون
کو کہا - ایسی عورت کو جس کا یار دیو ہو (حال کی اصطلاح مین میڈیم کہتے ہین)
میرے لئے تلاش کرو - تاکہ مین اس پاس جاؤن اور اس سے پوچھون - سو خادمون
نے اوسے کہا کہ دیکھ - عین دار کے بیچ ایک عورت ہے - جس کا یار دیو ہے
سو ساعول نے اپنی پوشاک اتاری اور دوسری پوشاک پہنی اور گیا -
اور دو شخص اس کے ساتھ ہوئے اور رات کو اس عورت کے پاس پہنچا -
اور اس سے کہا - مہربانی کرکے میرے لئے یار دیو سے مشورت کیجئے - اور اس کو
میرے لئے چڑھا لے - جس مین کہونگا - تب اس عورت نے اس سے کہا - دیکھ
تو جانتا ہے - کہ ساعول نے کیا کیا - کہ اس نے ان کو جن کے یار دیو تھے - اور
افسونگرون کو ملک سے کاٹ ڈالا - پس تو کیون میری جان پر پھندا مارتا ہے
کہ مجھے مروا ڈالے - تب ساعول نے خداوند کی قسم کھا کے کہا - کہ خداوند کی حیات
کی قسم کہ اس بات کیلئے تجھ پہ کوئی آفت نہ پڑیگی - تب وہ عورت بولی مین
کس کو تجھ پر چڑھاؤن - وہ بولا سموائیل کو میرے لئے چڑھا - سو اسوقت
اس عورت نے سموئیل کو دیکھا اور بلند آواز سے چیخ اٹھی - اور اس عورت

نے ساعول کو کہا تو نے مجھ سے کیون دغا کی۔ تو تو ساعول ہے۔ تب بادشاہ
نے اسے کہا۔ ہراسان مت ہو۔ تو کیا دیکھتی ہے۔ اس عورت نے ساعول کو کہا
کہ مین معبودون کو دیکھتی ہون کہ زمین سے چڑھتے ہین تب اس نے اسے
کہا اس کی شکل بتا۔ وہ بولی۔ کہ ایک بوڑھا آدمی اوپر کو جاتا ہی اور لحاف اوڑھے
ہوئے ہے۔ تب ساعول نے دریافت کیا۔ کہ وہ سموائیل ہے۔ اور اس نے
منہ کے بل گر کے زمین پر سجدہ کیا۔ الغرض اس کے بعد سموائیل کی روح
اور ساعول سے باتین ہوئی ہین کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہی کہ یہ بات غلط ہے
ہم اس کے عملی ثبوت کے علاوہ اس کتاب بین بڑے مستند لوگون کے حوالے
دینگے۔ جنہون نے اپنی آنکھون سے روحون کو دیکھا۔ اور باتیں چیتیں کین۔
قرآن مجید مین جگہ جگہ فرشتون کے وجود کی بابت لکھا ہے۔
اور مسلمانون کے مذہب مین ان کی ہستی ماننا ایک جزو مذہب شمار ہوتا ہے
ہمارے تجربہ کے بموجب فرشتے وہ مخلوق ہین جو ازل سے اب تک روحانی حالت
مین موجود ہین اور جنہون نے ابھی جامہ خاکی نہین پہنا۔ یہ کہنا شاید اکثر
لوگون کو عجیب معلوم ہو کہ ہر ایک شخص مرنے کے بعد کم سے کم پندرہ سو برس
اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار برس تک اپنے اعمالون کے نتیجے کے بموجب
روحانی حالتون مین رہ کر پھر زمین پر آکر خاکی جسم قبول کرتا ہے (دیکھو
مسز بسنٹ کی مصنفہ الکاٹ ورداز) اس عرصہ کے گذرنے کی فطرتاً ضرورت
ہے۔ کیونکہ ہر انسان کے افعال دو قسم کے ہوتے ہین ایک ظاہری یعنی زیادہ
مادی اور باطنی یعنی زیادہ روحانی۔ پس ہر قسم کے افعال اپنی ہی قسم کی حالت
مین پورا موقع اپنے اظہار کا پاتے ہین جس طرح یہ ناممکن ہے۔ کہ ناک کا کام
کان یا کان کا کام زبان سے لیا جائے اس ہی طرح یہ ناممکن ہے کہ مادی
قسم کے افعال روحانی حالت مین اپنا نتیجہ دکھاوین۔ اور روحانی مادی
حالت بیں مادی افعال کی بہ نسبت روحانی زیادہ دیرپا ہوتے ہین۔ اس
لئے ان کو اپنا نتیجہ ختم کرنے مین بہت عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اور مادی افعال
کو اپنا دور ختم کرنے کو بہت کم زمانہ درکار ہوتا ہے۔ ہم ایک موٹی سی مثال

دیتے ہین - کہ فرض کرو کہ کسی انسان کو قلبی رنج پہنچا ہے اور کسی کو صرف
جسمانی تو جسم کا دُکھ درد بہت جلد رفع ہو سکتا ہے - بہ نسبت اس کے کہ
قلب کا گزشتہ زندگی کے باقیماندہ افعال کے نتیجہ کو اہل ہنود کے یہان پر
البدھیا تقدیر کہتے ہین - اور ان کی سزا و جزا مین کمی بیشی ناممکن ہے - تقدیر
کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ کسی خود مختار شخص نے بلا سوچے سمجھے اور بلا وجہ
مقرر کر دی ہو اور عدل و انصاف کو طاق پر رکھدیا ہو - بلکہ وہ انسان
کی کھیتی ہوتی ہے - جو اُسے مجبوراً کاٹنی پڑتی ہے پس جب مادی افعال
کے ختم ہونے کا مقام دنیا ہے تو لطیف اور قلبی افعال کے ختم ہونے کیلئے
بھی حالت روحانی کی ضرورت ہے یہ نہین ہو سکتا - کہ انسان مرتے ہی
پھر خاکی جسم قبول کر لے - مرنے کے بعد بھی یہ روحانی حالت مختلف ہوتی ہے
یعنی اول فوراً مرنے کے بعد ہی روح کی ایک نشہ کی سی حالت ہوتی ہے
جو شخص دنیاوی لوگون مین زیادہ پھنسے ہوئے ہین ان کے دنیا کے لوگون
اور یہان کی باتون سے زیادہ انس رہتا ہے اور وہ عرصہ تک زمین کے قریب
مارے پھرتے ہین اور نیز جس لوگون کے جسم سے حرارت عزیزی بہم پہنچا
کر لوگون کو نظر آ جاتے ہین - اور اکثر تکلیف بھی پہنچاتے ہین - جو لوگ نیک
ہوتے ہین ان کی روحین اس پھندے سے جلد ہی نکل جاتی ہین - اور کسی
کو دق نہین کرتین - اور خاص ہی خاص حالتون مین نمایان ہوتی ہین - ہم
آگے چل کر مختلف اقسام کی ارواحون کا مفصل حال خود ان کی ہی زبانی
بیان کیا ہوا درج کرینگے اہل ہنود کا مرنے کے بعد دسوان وغیرہ کرنا اور شرادھ
کرنا اس ہی بنا پر مبنی تھا - تمام ان رسوم سے جو اس وقت ادا کی جاتی ہین
اور اشلوکون وغیرہ سے جو اس وقت پڑھے جاتے ہین غور کرنیوالے کو صاف
معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ فضول حرکتین نہین ہین نئی قسم کے ہنود کا یہ خیال کہ
یہ سب فضول باتین اور برہمنون کے ٹھگنے کی باتین ہین - اس غلطی پر مبنی
ہین - جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین کہ وہ خیال کرتے ہین - کہ انسان مرتے
ہی خاکی جسم دوسرون کا قبول کر لیتا ہے ان لوگون کو مباحثہ کرنیکی

ہم کو ضرورت نہین اور نہ ہماری کتاب پڑھنے والون کو بھی ہوگی۔ کیونکہ ان کو اس بات کا علمی ثبوت مل جائیگا۔ کہ صدہا برس کے مرے ہوئے ہوئی ارواح ان کے روبرو آکر نمایان ہونگی۔ اس سے زیادہ دلیل کیا کام دے سکتی ہے دسوان کرنے سے صرف یہ غرض تھی کہ کسی بڑے یوگی اور بزرگ کے توسل سے (یعنی مہا برہمن کے وزریعہ مہا کے معنی بڑے اور بزرگ کے ہین) مرحوم کی ارواح کو اس تکلیف کی ابتدائی حالت سے نجات دلا دیجاوے وہ لوگ اپنی قوت ارادی کے زور سے مرحوم کی روح کا مادی پنڈ وغیرہ سے تعلق پیدا کرکے اس کی مصیبت کو چھڑا دیتے تھے اور مرحوم کی روح فوراً عالم ارواح یعنی سُرگ مین جانے کے قابل ہوجاتی تھی۔ چنانچہ اب تک یہ رسم جاری ہے۔ کہ مہا برہمن جواب ایک حقیر قوم ہوگئی ہے دسوان ختم کرنے کے وقت اپنے قدیم بزرگون کی نقل کرکے کہتے ہین کہ ہم نے سپھل کیا یعنی پاک کردیا۔ اور جب تک وہ زبان سے نہ کہیں مرحوم کے اقارب رسم دسوین کا اختتام خیال نہین کرتے۔ یہ سچ ہے کہ موجودہ زمانہ میں ایسا کہنے والے لوگ محض بد افعال اور جاہل ہین۔ ان سے کچھ فایدہ متوفی کی روح کو نہین پہنچتا۔ انہون نے کمانے کمانے کا ایک دہندا سمجھ رکھا ہے۔ اور مرنے والے کے عزیز بھی اس کو ایک جرمانہ یا جبریہ رسم دنیاوی سمجھکر ادا کرتے ہین۔ لیکن درحقیقت ابتدا مین یہ رسم بزرگون نے صدہا سال کے تجربہ کے بعد قایم کی تھی۔

چنانچہ اب کچھ نفع نہین ہوتا۔ یہ ضروری نہین ہے۔ کہ اس رسم کو توڑ دیا جاوے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی وقت مین ایسے لوگ پھر پیدا ہوجاین جو اس رسم سے پورا نفع حاصل کرسکین۔ گو اب موجود نہ ہون۔ روح کی یہ حالت کہ اس کو زمین کے افعال سے تعلق رہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک سو پچاس برس رہتی ہے۔ پس ان لوگونکی روح کی خلاصی کیلئے جن کی روح کو دسوین کے وقت رہائی نہین مل سکتی تھی۔ شرادھ کی رسم ہر سال کرنا مقرر کی گئی۔ ہر سال موسم برسات مین رشی منی لوگ بنون سے دیس اور آبادی مین قلیل عرصہ کے لئے آجایا کرتے تھے۔ اور اس وقت ان کے چیلے ان کی مدد سے پھر اپنے عزیزونکی

روح کو نفع پہنچانیکی کوشش کراتے تھے اور بطور نذرانہ اور شکرانہ کچھ خدمت کرتے تھے اور کہانا کھلاتے تھے۔ لیکن صرف کہانا ہی کھلانا باقی رہ گیا۔ اور دسوین کے وقت نقد اور جنس گھوڑے قیمتی دنیا رہ گیا ہے۔ ہمارے نزدیک ناواقفون سے یہ رسم چھوڑنا بہتر نہین ہی گو عقلمند کو اس کے کرنے نہ کرنیکا اختیار رہے۔

اہل اسلام اور عیسائیون مین بھی مرنے والے کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے خیرات وغیرہ اور ختم قران کیا جاتا ہے۔ تاکہ کلام پاک سُن کر اسکی روح کو تسکین ہوجائے۔ مختلف رسوم چالیس روز تک ادا کرتی ہوتی ہین۔ اور درحقیقت روح کو نفع ہوتا ہے۔ غرض روح کو نفع پہنچانیکا دستور اور رواج ہر قدیم مذہب مین موجود ہے۔

اہل ہنود مین جہان امتداد زمانہ اور ناواقفیت کے سبب یہ غلط فہمی پھیل گئی ہے۔ کہ انسان مرتے ہی خاکی جسم قبول کرلیتا ہے۔ اس طرح یہ بھی غلطی ہی کہ انسان کی روح مرنے کے بعد جانورون کا قالب اختیار کرتی ہے۔ اگر مرنے کے بعد ہی جنم ہوجاتا۔ تو دسوان وغیرہ اور شرادھ سراسر فضول حرکتین ہین۔ کیونکہ نفع کس کو ہوتا ہے۔ اس ہی طرح اگر جانورون مین روح چلی جاتی ہے۔ تو اور ابھی فضول ہے۔ کیونکہ فرض کرو۔ کسی شخص کا باپ مرا۔ اور وہ بیل کے جسم میں داخل ہوا۔ تو دسوین کے وقت مہابرہمن کو وہ غذا کھلانے کے بجائے جو انسان کو پسند ہے بھس اور کھل کھلانا چاہیئے۔ جو بیلون کو مفید اور پسند ہے۔ عمدہ عمدہ کپڑون اور اسباب کے بجائے جھول دینی مناسب ہے جوتا خیرات کرنیکے بجائے نعل لگانے واجب ہین جو اس کے پیرون کی حفاظت کرین۔ ورنہ وہ سب چیزین اس کے کس مصرف کی ہین۔

درحقیقت بات یہ ہے۔ کہ اُن کو جیو۔ آتما کے فرق نہ معلوم ہونے نے دہوکا دے رکھا ہی جس طرح چراغ کی لو کبھی نیچے کو نہین جاسکتی۔ اسی طرح روح جو بہت ہی نفیس اور لطیف ہی ہرگز ترقی کرکے اور انسان کا جسم پاکر کبھی حیوان اور جانورون کا جسم قبول نہین کرسکتی۔ ہان افعال کے نتیجون کے مطابق اچھی

اور بری حالت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن جسم انسان کا ہی قبول کریگی اہل ہنود کو ہمارا یہ قول بالکل عجیب اور نیا معلوم ہوگا۔ لیکن ہم اس کا ثبوت دینے کو موجود ہیں۔ بلکہ وہ خود ہی ارواحوں سے دریافت کر سکتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ انسان کے جسم میں جو حرارت عزیزی ہے۔ وہ مرنے کے بعد جسم کے ساتھ ہی رہ جاتی ہے۔ اگر جسم آگ سے تباہ نہیں کیا جاتا۔ تو وہ حرارت یعنی مادہ جان کیڑوں مکوڑوں کی شکل قبول کرتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ان کی حرارت عزیزی اعلےٰ قسم کے ذی حیاتوں میں منتقل ہوتے ہوتے بڑی قسم کے جانوروں تک ترقی کر جاتی ہے۔ اور اگر آگ سے جلا دیا جاتا ہے۔ تو وہ آسمان میں مل جاتی ہے اور وہاں مختلف اقسام کے حشرات الارض پیدا کرتی ہے۔ اس معنی میں بیشک انسان ادنےٰ قسم کے ذی حیات کی حالت اختیار کرتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ اس مسئلہ کی تائید ہر قدیم مذہب نے کی ہے گو اب اس کے پیرو اس کو کسی طرح پھیر پھار کر دوسرے معنی لگا دیویں۔

ہر مذہب میں ایک آنیوالے نبی یا اوتار کی پیشین گوئی کی گئی ہے لیکن ہم دریافت کرتے ہیں کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ کوئی کسی تازہ اور جدید روح کو جو پیشتر کبھی زمین پر نہیں آئی یہ کہہ سکے کہ اس کا یہ نام ہوگا۔ اور ایسی حاصیتیں ہونگی۔ اور فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور یہ کام کریگا۔ وغیرہ وغیرہ عیسائیوں کے یہاں یہ پیشین گوئی نہایت صاف اور واضح الفاظ میں ہے۔ جو لفظاً ہمارے قول کی موید ہے۔ ان کا قول ہے۔ کہ خود مسیح ہی زمین پر دوبارہ آویگا۔ اور ہمارے خیال کے بموجب یہ سچ اور صحیح بات ہے مسیح کا اپنے باطنی افعال ختم کرنے کے بعد آنا زیادہ ممکن ہے۔

ہم شاید اپنے ارادہ سے زیادہ اس بحث کو طوالت دینے پر مجبور ہو گئے ہیں ہم کو لکھنا کچھ اور تھا۔ اور چلے کس طرف گئے۔ لیکن یہ بحث بھی فلسفی مزاج کے آدمیوں کے کیلئے لطف سے خالی نہیں ہے۔ ان کو اس میں مختلف پہلوؤں پر غور کرنیکی خوراک بہم پہنچ سکتی ہے۔

الغرض جیسا قصہ ہم نے مہابھارت سے نقل کیا ہے۔ ہم اور بھی مذاہب

مفصل کیفیت کتاب اسرار تصنیف میں دیکھو

مین ایسے قصص کا پتہ پاتے ہین۔ لیکن وہ زمانہ وہی تھا۔ اس وقت بزرگون مین قوت تھی کہ اپنی قوت ارادی کے بموجب جب معلوم کرین۔ کہ اب جسم ناکارہ ہوگیا ہے۔ اور کام نہین دیتا۔ اسے چھوڑ دین اور عالم ارواح میں داخل ہو جائین۔ اس زمانہ مین ایسے لوگون کا وجود معدوم تو نہین۔ لیکن کمیاب ضرور ہے۔ اس لئے نئی تعلیم کے لوگ ایسی باتون پر ہنستے ہین۔ اور ان مین اعتقاد رکھنے والون کو سادہ لوح اور احمق بناتے ہین۔ اس لئے ہم مناسب خیال کرتے ہین کہ ان کو ایسی ہی مثالین دین۔ جن مین شک کرنے کی ان کو گنجائیش نہ رہے۔

ہم اہل ہنود اور اہل اسلام مین سے صدہا بزرگون کے حالات درج کر سکتے ہین۔ جو مستند کتابون مین لکھے ہوئے ہین۔ مگر نئی روشنی اور تعلیم کے ہندو مسلمان ان کو جھوٹا خیال کرتے ہین۔ ان کے نزدیک انگریز جھوٹ نہین لکھتے۔ اس لئے انگریزون کی ہی کتابون سے حالات جو بادی النظر مین عجیب و غریب ہین پیش کرینگے۔ اور پھر چند ہندوستان کے باشندون کے بھی جواب زندہ موجود ہین سنائینگے۔ ہم اپنے ذاتی تجربات کو خاص خیال سے فی الحال اٹھائے رکھتے ہین۔ چنانچہ کچھ دن گذرے ہونگے۔ کہ امریکہ کے نیویارک شہر مین ایک انگریز معہ اپنی بیوی کے رہتا تھا۔ اس کے کچھ اولاد نہ تھی۔ کسی ضرورت کے سبب اس کو انگلستان جانا پڑا۔ اور وہان سے تین چار ماہ تک خط لکھنے کا موقع نہ ہوا اس فکر سے اسکی بیوی بہت اداس رہتی تھی ان دنون اس شہر کے باہر غیر آباد اور ویران مقام مین ایک پاگل سا شخص رہتا تھا۔ اس کی صورت سے وحشت برستی تھی۔ بال بکھرے ہوئے۔ کپڑے میلے کچیلے۔ نہ کسی سے بولنا نہ چالنا یہ اس کی حالت تھی۔ اس ہی لئے اکثر لوگ اس کو دیوانہ کہتے تھے۔ لیکن جو لوگ اس کی خوبی سے واقف تھے وہ اُس کو ولی خیال کرتے تھے۔ جب میم صاحبہ کو عرصہ تک اپنے خاوند کی خیر و خبر نہ ملی تو اتفاقیہ ایک دن اس دیوانہ کے پاس گئین۔ اور نہایت خوشامد سے اپنا حال بیان کیا۔ اُس شخص نے اس عورت سے کہا۔ کہ تم باہر ہی بیٹھ جاؤ

اور یہ کہہ کر اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ جب اسے باہر بیٹھے عرصہ گذر چکا تو گھبرا باہر ہی سے ایک کھڑکی کی جھلملی اوٹھا کر اندر جھانکا۔ تو دیکھا۔ کہ دیوانہ صاحب کا نصف جسم پلنگ پر ہے۔ اور نصف زمین پر۔ جسم مین کسی قسم کی حرکت موجود نہ تھی ایک مُردہ جسم معلوم ہوتا تھا۔ اس عورت نے خوف سے وہ جھلملی آہستہ سے پھر بند کر دی۔ دو گھڑی کے بعد وہ شخص کواڑ کھول کر باہر آیا۔ اور اسس عورت سے کہا۔ کہ تمہارے خاوند نے جو آخری خط لکھا ہے۔ وہ تم کو آج ملیگا۔ تمہارا خاوند شدت سے بیمار ہو گیا تھا۔ اس ہی لیے وہ خط نہین لکھ سکتا تھا وہ بہت دُبلا ہو گیا ہے۔ اور مجھ سے کہتا تھا۔ کہ پندرہ دن بعد جو جہاز روانہ ہوگا۔ اس مین مَین سوار ہونگا۔

عورت نے کہا۔ کہ اگر یہ باتین صحیح ثابت ہوئین۔ تو مین آج سے آپکی بیدلخوں غلام ہو گئی جب وہ عورت گھر آئی۔ تو ڈاکیہ نے اس کے خاوند کی چٹھی دی اور جب خط کھول کر دیکھا۔ تو دیوانہ نے جو کچھ کہا تھا۔ سب اس مین لکھا تھا۔ ایک ماہ بعد وہ انگریز گھر واپس آیا۔ اس کے واپس آنے کے دوسرے دن اس کی بی بی نے اس سے ذکر کیا کہ جب عرصہ تک مجھے تمہاری خیر و عافیت معلوم نہین ہوئی تھی تو ایک دن مین نے فلان فقیر سے آپکی بابت دریافت کیا تھا۔ اُنھون نے مجھے تمہاری سب خبر دیدی تھی۔ اگر وہ مجھ سے وہ باتین نہ کہدیتے۔ تو شاید مین اب تک زندہ نہ رہتی۔ بہتر ہو کہ ایک دن چل کر ان سے مل آوین

خاوند نے جواب دیا کہ مین بھی تمہاری طرح پاگل نہین ہوا ہون۔ جو اُس شہور راوڑھے سے ملنے جاؤن۔ لیکن بی بی بار بار ضد کئے گئی۔ لاچار ہو کر صاحب کو منظور کرنا پڑا۔ دونو فقیر کے پاس گئے۔ آگے آگے عورت اور پیچھے پیچھے صاحب تھا۔ عورت نے سر جھکا کر سلام کیا لیکن صاحب جون ہی اس کے پاس گیا۔ تون ہی اس کا بدن کانپنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھکر ادھر ادھر سے لوگ جمع ہو گئے۔ اور اس کے چہرے پر پانی چھڑکنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد صاحب نے کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ مین نے فلان تاریخ کو فلان مقام پر لندن شہر مین ایک اینچینج کی دوکان پر اس شخص کو دیکھا تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا تھا

کہ کیون گھر نہین جاتے۔ اور کیون نہین خط لکھتے۔ بین نے اس کو سب باتون کا جواب دیدیا تھا۔ لیکن جب مین نے ارادہ کیا۔ کہ اس کا پتہ نشان دریافت کرون۔ تو اس کا کچھ پتہ نہین لگا۔

اس قسم کے چند واقعات ہندوستانی فقرا کے درج کئے جا سکتے ہین جن سے صاف ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنا جسم کثیف چھوڑ کر اور جسم لطیف کے ذریعہ دور دراز مقامات پر پہنچ سکتے تھے۔ اور پہنچ سکتے ہین۔ ہم نے جسم کثیف سے جسم لطیف علیحدہ کرنیکا مفصل قاعدہ اپنی کتاب زندہ کرامات مین درج کردیا ہے۔ لیکن اب ہم اپنے ناظرین کو زیادہ بیقرار کرنا نہین چاہتے۔ اور اپنے مقصد اصلی کیطرف متوجہ ہوتے ہین ؛

باب دوم

علم روحانی کی ضرورت

یہ علم ہمیشہ سے ہر قدیم مذہب کے برگزیدہ اشخاص کو معلوم تھا ہندوستان کی صدہا کتابین اس بات کی شاہد ہین۔ کہ ہندو اس علم سے خوب واقف تھے اہل اسلام کے صدہا ایسے شخص اس وقت موجود ہین جو اس علم سے کسی نہ کسی شکل مین واقف ہین یہ علم اہل عقبیٰ دونون کیلئے مفید ہے۔ اہل دنیا اپنے جلے ہوئے دلون کو اس متبرک علم کے ذریعہ ٹھنڈا کر سکتے ہین۔ جن لوگونکی دل چوٹ کھائے ہوئے ہین۔ وہ سمجھ سکتے ہین کہ ایک مرے ہوئے عزیز سے جس کو قیامت تک کے لئے چھوٹا ہوا تصور کر بیٹھے تھے۔ ملنا اور بات چیت کرنا اور اسکی حالت معلوم کرنا کیسا تسکین بخش ہے۔ اپنے عزیز کی حالت ہی نہین معلوم ہوتی۔ بلکہ موت کی وہ خوفناک صورت جس کا عرصہ سے خیال باندھے رہے ہین۔ کیسی بے خطر معلوم ہونے لگتی ہے۔ نیک اور بدروحون کی حالت جانکر نیک کام کرنے اور بدکامون سے پرہیز کرنے کی

کیسی جرات بڑھہ جاتی ہے اور ترغیب ہو جاتی ہے۔
صدہا لوگ آخر دم تک یہ خواہش اپنے دل مین ہی لے جاتے ہین کہ کاش اپنے فلان بزرگ یا فلان عزیز سے مرتے وقت دو دو باتین کر لیتے اور اسکی شکل دیکھ لیتے۔ لیکن ان کے نزدیک یہ خواہش پوری ہونی امر محال کے بھی درجہ سے گذری ہوئی ہے۔ پس اگر ان کو ایسی کوئی ترکیب ہاتھ آجاوے کہ جس کے ذریعہ وہ اپنے بزرگون اور عزیزون سے ایک ہی مرتبہ نہین۔ بلکہ ہر روز اور ہر وقت بات چیت کر سکین۔ اور صلاح مشورہ لے سکیں۔ تو کیا یہ علم اس قابل نہین کہ اس کو سر اور آنکھون پر جگہ دی جائے۔
ہمارے نزدیک اس سے زیادہ قابل تعظیم اور کوئی علم ہو ہی نہین سکتا۔ اہل دُنیا اس علم سے ہمیشہ فایدہ حاصل کرتے رہے ہین لیکن چونکہ یہ علم خال خال مخصوص معلوم ہوتا رہا ہے اور اس کے ذریعہ انکی عظمت اور بزرگی ظاہر ہوتی رہی ہے۔ بلکہ بعض کا ذریعہ معاش ہی یہ رہا ہے۔ اس لئے بعض نیک دل اور واقفون نے اس لئے تاکہ عوام اس علم سے واقف ہو کر کسی کو دہوکا نہ دین اور روپیہ نہ کما دین۔ پورے طور پر ظاہر نہین کیا۔ اور نہ پھیلنے دیا۔ اس کا آج یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اس علم سے بہت ہی کم واقف ہیں اہل تصوف جو اس علم سے پورے واقف ہوتے ہین اور بزرگون ولیوں اور حکما کی ارواح سے استفادہ حاصل کرتے رہتے تھے۔ اب زیادہ تر تکیے کے فقیر ہین لیکن اگر یہ لوگ اس علم سے واقفیت حاصل کرین۔ تو بیشک عاقبت کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکتے ہین۔
ہمکو ابتدا عمر سے ایسے علوم کی تلاش تھی تعلیم سے فارغ ہونیکے بعد ہم نے آزاد خیال بن کر مختلف مذاہب کی تحقیقات شروع کی شروع شروع مین کبھی کبھی ہمکو تذبذب رہا۔ ہمارا اس امر پر ہمیشہ سے یقین تھا۔ کہ یا تو سب مذہب جھوٹے ہین یا سب سچے ہین۔ مگر بادی النظر مین سب کے سچا ہونیکی بہ نسبت جھوٹا ہونا زیادہ آسان معلوم ہوتا تھا لیکن بات اصل یون ہے کہ جملہ مذاہب مین جو اصلی بات ہے۔ اور جسکا نام واقعی مذہب ہو سکتا ہے۔

یکسان ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد ہم کو یہ پیدا ہوا۔ کہ سب مذہب علوم روحانی کا پتہ دیتے ہین اسکی اصلیت دریافت کرنا چاہیئے اس تلاش ہین مختلف مذاہب کے علماء اور فقراء سے ملنے کا اتفاق ہوا اور سب سے کچھ نہ کچھ فایدہ اور واقفیت حاصل کی آخر کار ہم ایسے مرشد تک پہنچ گئے جس نے جملہ امور کے متعلق ہماری تسکین کردی ان کے صدہا عطیات ہین سے ایک یہ علم بھی تھا۔ جس کا ہم ان صفحات ہین ذکر کرینگے۔ ہم پیشتر یہ کتاب اور ہی پیرا دوسرے ہی طرز پر لکھی تھی۔ لیکن زیادہ مہلک راز افشا ہوئے جاتے تھے۔ جن کا اظہار ہونا شاید عوام کیلئے غیر مفید ثابت ہوتا اس مرتبہ ہم نے اس کو ایسے طریق پر لکھا ہے۔ جو یورپین طریق کہلا سکتا ہے۔ لیکن ہمارا منشاء اور اصلی مقصد ہاتھ سے نہین گیا ہے چونکہ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ روحانی معاملات ہین سب مذاہب متفق ہین اس لئے موجودہ طرز تحریر کوئی خاص تفاوت پیدا نہین کرتی ہے ہم خیال کرتے ہین۔ کہ ہر شخص کو اس علم کے سیکھنے کی ضرورت ہے ؀

باب سوم

زمانہ موجودہ مین علم روحانی کا آغاز

امتداد زمانہ کے سبب گم اور معدوم کے درجہ کو پہنچ کر یہ علم ایک نئی شکل ہین ملک امریکہ ہین ۵۱ سال کا زمانہ گذرا کہ پھر از سر نو تازہ ہوا ہے۔ ہمارے بزرگون اور فقرا کو یہ علم اور طریق سے معلوم ہوا تھا لیکن ہم اس وقت یہ بتاتے ہیں کہ امریکہ ہین اس کی ابتدا کس طرح ہوئی۔

۱۸۴۲ء میں امریکہ کے نیویارک شہر کے ایک محلہ ہین فاکس نامی ایک انگریز نے ایک مکان کرایہ لیا۔ وہ گھر تو بہت عالیشان اور عمدہ تھا۔ مگر لوگ اس ہین آسیب اور بھوتون کا خلل بیان کرتے تھے۔ بلکہ اس مکان کا نام

ہی بھُوتوں والا مکان ہو گیا تھا۔ اس لئے کوئی اس کے پاس نہ جاتا تھا۔ اور نہ کوئی اُسے کرایہ لیتا تھا جب مسٹر فاکس نے وہ مکان کرایہ لے لیا۔ اور ہیں بود و باش اختیار کی تو جگہ بہ جگہ مختلف اقسام کی آوازیں سنائی دینے لگیں ابتدا میں تو مسٹر فاکس نے خیال کیا کہ شاید کوئی چوہا وغیرہ ہو گا۔ مگر دو چار ہی دن کے بعد تمام مکان میں ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ گویا بہت سے آدمی مکان میں چل پھر رہے ہیں فاکس صاحب کی دو لڑکیاں بھی تھیں ایک سات برس کی اور دوسری دس برس کی ایک دن ان کی ماں نے دیکھا کہ بڑی لڑکی کی چھپر پر ایک بہت بڑا کتا بیٹھا ہے۔ لیکن جب وہ اس کے پاس گئی تو وہ ہوا میں مل کر غائب ہو گیا اور پھر مکان کی ہر میز اور کرسیوں پر اُچھلنے کودنے لگا۔ روز بروز کھٹ کھٹ کی آواز زیادہ ہونے لگی اور کسی دن ایسا بھی معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا کوئی شخص کواڑوں میں دھکا مارتا ہے۔ مگر دروازہ کھول کر دیکھنے سے کچھ نظر نہیں آتا تھا لیکن جب دروازہ بند کر دیا جاتا۔ تو پھر وہی آواز ہونے لگتی تھی۔ ہمسایوں کی مدد سے فاکس صاحب نے مکان کے چاروں طرف پہرا بیٹھا دیا۔ لیکن شرارت میں کچھ بھی فرق نہ ہوا۔ لڑکیاں ہاتھ سے جتنی بار تالیاں بجاتی تھیں اتنی ہی بار کوئی اور بھی تالیاں بجا دیتا تھا جب لڑکیاں بولتی تھیں تب وہی بات کوئی دوسرا شخص بھی بول دیتا تھا۔ ان باتوں سے لوگوں نے نتیجہ نکالا۔ کہ شرارت کرنیوالا لڑکیوں کی باتیں ضرور سمجھتا ہے ایسا خیال کر کے لڑکیوں کی معرفت کہلوایا گیا۔ کہ تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو وہ کہہ دو۔ ہم لوگوں کی بات جو تم سمجھ لو اس پر ایک مرتبہ کھٹکا کر دو۔ اور جو نہ سمجھو اس پر دو بار کر دینا۔ اور جب تم تین بار "کھٹ" کی آواز کرو گے۔ تو ہم سمجھ لینگے۔ کہ تم کچھ تسکین بخش جواب نہیں دے سکتے ہو۔ اتنی بات سن کر شرارت کرنے والے نے ایک مرتبہ "کھٹ" کی آواز کی۔ گویا یہ کہا۔ کہ یہ باتیں مجھے پسند ہیں اور میں منظور کرتا ہوں ؎

تب ان لوگوں کو فکر ہوئی کہ اور باتیں ان سے کس طرح کریں۔ تب یہ تدبیر

سُوجھی ۔ کہ انگریزی حروف تہجی ان کے سامنے پڑھنے شروع کئے جائیں جس حرف پر کھٹکا ہوا وہی لکھ لیا ۔ اور اس طرح لفظ بنائے اور پھر جملے اور اس طرح روحون کا مطلب سمجھ لیا ۔ اُس روح نے کہا ۔ کہ تیس برس کا عرصہ ہوا کہ جب مین بہت سا روپیہ لیکر اس مکان مین آیا تھا ۔ اس وقت بیل نامی ایک شخص اس گھر مین رہتا تھا ۔ اس وقت بیل کی عمر اکیس برس کی تھی ایک دن منگل کو آدھی رات کے وقت اس نے مجھے قتل کر کے میرا کل مال چھین لیا اس دن اس گھر مین اور کوئی نہ تھا ۔ دوسرے دن صبح کو تہ خانہ مین دس فٹ نیچے زمین میری لاش کو دفن کر دیا ۔

سب لوگ گئے اور اس تہ خانہ کو کھولا مٹی ہٹانے سے انسان کی بہت سی ہڈیان وہان ملین ۔ بیل نامی شخص اس مقام سے بہت فاصلے پر رہتا تھا ۔ اوسے وہان لائے اس نے سب کے سامنے قسم کھائی ۔ کہ مین بے گناہ ہون ۔ مجھے ان باتون کی کچھ خبر نہین ۔ اُس نے اپنی صفائی کی گواہی خود ہی دی تھی چونکہ اس کے خلاف کوئی ثبوت موجود نہ تھا ۔ اس لئے اوسے چھوڑ دیا گیا ۔

غرض اس ہی دن سے علم روحانی کا چرچا ملک امریکہ مین شروع ہو گیا پھر یہ بھی ثابت ہوا ۔ کہ فاکس کی لڑکیون کے علاوہ دوسرے مرد و عورتوں کے سامنے اس ہی قسم کی اور عجیب و غریب کرشمے ہوتے ہین ۔ اس ہی زمانہ مین صوبہ رٹلینڈ کے قصبہ چینڈن مین ایک خاندان کسانوں کا رہتا تھا ۔ ان کے روبرو روحین قسم قسم کے کرشمے کرتی اور سامنے آتی تھین امریکہ کے نامی نامی اخبارون نے بڑے بڑے لایق نامہ نگارون کو تحقیقات کے لئے کہ آیا یہ باتین سچ ہین یا جھوٹ وہان بھیجا تھا ۔ چنانچہ تھیاصوفیکل سوسائیٹی کے بانی کرنل الکاٹ صاحب بھی اس وقت امریکہ کے مشہور اخبار نیویارک سن کی طرف سے وہان گئے تھے ہم ان کے تجربات اور تحقیقات کو لفظاً صحیح مانتے ہین کیونکہ ہم ان سے ذاتی طور پر واقف ہین اس لئے ہم کچھ انکی تحریر مختصراً نقل کرینگے ۔ ناظرین ان باتون کو فضول نہ سمجھین ۔ ان سب سے آخر کار مطلب نکالا جائیگا ۔

ہم ہمیشہ چونکہ کل تصانیف مین التزام کرتے ہین کہ جملے اور مطلب

کی بات اس وقت لکھی جائے کہ جب کل متعلقات بیان ہو چکیں ورنہ کتاب پڑھنے والے صرف یہی حصہ پڑھ کر باقی کتاب کو جس کے لئے مصنف نے خون جگر پیا ہوتا ہے۔ چھوڑ دیتے ہیں۔

باب چہارم

معمولوں یعنی میڈیموں کے اقسام

پیشتر اس سے کہ ہم کرنل صاحب کے تجربات اور تحقیقات ہدیہ ناظرین کریں۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بتا دیں کہ وہ اشخاص جن لوگوں کے توسل سے ارواح بلائی جا سکتی ہیں کئی طرح کے ہوتے ہیں میڈیم بہت اقسام کے ہوتے ہیں لیکن ہم یہاں چھ ساتھ ہی قسم کے معمولوں تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) لکھنے والا (۲) بولنے والا (۳) کھٹکے اور ٹیلیگراف کا میڈیم جس طرح مسٹر فاکس لڑکیاں تھیں۔ (۴) صحت بخش معمول (جو امراض کو دور کرے) (۵) روشن ضمیر (۶) فوٹو گرافک۔ یعنی جس کے توسل سے ارواح کی عکسی تصاویر تیار ہو جائیں۔ اس قسم کے معمول کے متعلق ایک عجیب واقعہ ہو چکا ہی چونکہ وہ دلچسپ ہے۔ اس لئے ذیل میں ہم درج کرتے ہیں۔

ملک امریکہ میں سلطنت جمہوری ہے وہاں مستقل بادشاہ نہیں ہوتا رعایا ہر پانچویں سال ملک کے سربرآوردہ لوگوں میں سے ایک شخص کو پانچ سال کیلئے اپنا حاکم انتخاب کر لیتی ہے اور اس کو پریزیڈنٹ یعنی صدر انجمن کہتے ہیں۔ جس طرح اور ملکوں میں بادشاہ کا حکم مانا جاتا ہے۔ اسی طرح اس ملک میں پانچ سال تک اس شخص کا حکم مانا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص جس کا نام لنکن تھا۔ وہاں کا پریزیڈنٹ مقرر ہوا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کی بیوی نے خیال کیا کہ مردہ آدمیوں کی

روحوں کی بھی تصویریں کھنچی جاتی ہیں۔ پس وہ منہ پر نقاب ڈال کر مصور کی دوکان گئی اور کہا کہ میری تصویر کھینچ دو لیکن تصویر ایسی ہو کہ اُس میں اس شخص کی بھی تصویر ہو جس کی میں تصویر چاہتی ہوں۔

مصوّر آپ کون ہیں اور آپ دوسرے کس شخص کی تصویر چاہتی ہیں

بی بی میں کون ہوں۔ اور کس کی تصویر کھچوانا چاہتی ہوں یہ تو میں نہ بتاؤنگی لیکن ان کی تصویر میرے دل میں منقش ہو رہی ہے۔

مصوّر اچھا آپ بیٹھ جائیں لیکن میں یہ وعدہ نہیں کرتا کہ آپکے علاوہ کسی اور کی تصویر بھی کھینچ جائیگی ؛

بی بی بیٹھ گئی۔ تصویر کھینچی گئی یہ عورت بہت سن رسیدہ تھی۔ تصویر میں ان کی کرسی کے پیچھے ایک کم سن نوجوان ان کے کندھوں ہاتھ دئے کھڑا تھا۔ اور دوسرا جوان اس سے کچھ فاصلہ پر کھڑا ہوا تھا۔ تماشائیوں میں ایک اور عورت بھی وہاں موجود تھی۔ اس لئے فوراً دیکھتے ہی کہا۔ کہ واہ واہ یہ تصویر تو ہمارے سابق پریزیڈنٹ کی بن گئی تب لنکن صاحب کی میم صاحبہ نے اپنے منہ سے نقاب اُٹھا کر کہا جو اور تصویر ہے۔ وہ میرے بڑے لڑکے کی ہے۔ جو میرے خاوند کی وفات سے کچھ دنوں پیشتر مر گیا تھا۔ اس کے بعد مسز لنکن ہنسی خوشی اپنے خاوند کی تصویر لیکر اپنے گھر چلی گئیں ؛

(۷) ڈاک و تار کی خبر دینے والا میڈیم شہر نیویارک میں ماسٹر منفیلڈ اس قسم کے میڈیم ہیں کہ جو شخص چاہے۔ اپنے عزیز مرحوم کے نام خط لکھکر ڈاک میں ڈال دے۔ وہ بغیر خط کھولے عالم ارواح سے جواب منگوا دیتے ہیں۔

(۸) مذکورہ بالا اقسام کے علاوہ ایک معمول بھی ہوتے ہیں کہ پردہ میں بیٹھتے ہی بیہوش ہو جاتے ہیں عالم ارواح سے روحیں آکر اور میڈیم کے جسم میں اوڈایل (یہ ایک قسم کا نور ہوتا ہے۔ جو ہر ذی حیات اور جمادات و نباتات کے جسم سے ہر وقت نکلتا رہتا ہے) جذب کرکے انسان کی شکل جیسی کہ انکی زندگی کی حالت میں صورت ہوتی ہے قبول کرکے حلقہ میں تمام لوگوں کے سامنے جاتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ کچھ دیتی ہیں اور عجیب و غریب کرشمے دکھاتی

ہین۔ کرنیل الکاٹ صاحب نے اس ہی قسم کے میڈیمون پر تجربہ اور تحقیقات کی تھی۔ جس کا ذکر ہم آئیندہ کرینگے ؂

باب پنجم
ایک مشہور معمول

امریکہ مین جب ابتدا مین روحون کے متعلق علم چرچا شروع ہوا تھا۔ تو وہان تمام نامی اور چلتے ہوئے اخبارون نے اس کے متعلق تحقیقات شروع کی تھی جہان کہین کسی میڈیم کا پتہ چلتا وہان ہر ایک اخبار کا نامہ نگار جاتا۔ چنانچہ اس وقت امریکہ کے رٹلینڈ شہر کے قریب چٹنڈن نامی قصبہ میں ایک خاندان رہتا تھا۔ اس خاندان کے دو بھائی ہوریشو ایڈی اور ولیم ایڈی بڑے مشہور میڈیم تھے۔ یہ بنائی (میڈیم تیار کرنیکا طریق ہم آگے لکھین گے) میڈیم نہ تھے بلکہ ان مین یہ خاصیت خاندانی تھی۔ کیونکہ ان لوگونکی والدہ کو روشنضمیری اور پیشین گوئی کرنیکی طاقت تھی۔ وہ ماضی حال و مستقبل سب کا حال بتا سکتی تھی۔ اس کو عالم ارواح کے باشندے بھی نظر آتے تھے۔ بلکہ اس کا دعوے تھا کہ وہ مجھ سے باتین کرتے ہین اور معمولی ہمسایون کی طرح ملتے جلتے ہین۔ صرف یہ ہی نہین بلکہ آنے مصیبتون اور آنیوالی خوشیوں کی خبرین بھی دے جاتے تھے۔ ہور شیو اور ولیم کی نانی میں بھی یہ خاصیت تھی۔ بلکہ ان کی پرنانی کو ۱۶۹۲ئہ میں ولایت کے مقام سیلم مین ڈائن اور افسونگر ہونیکی علت اور شبہ مین قتل کا حکم بھی مل چکا تھا۔ مگر اس کے مددگارون نے اوسے جیلخانہ سے بھگا دیا تھا۔ اور وہ اسکاٹلینڈ میں چلی گئی تھی۔

ان لڑکوں کا باپ تنگدل، متعصب اونیم تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اس لئے

اسکی بی بی نے شادی ہونیکے کچھ عرصہ تک اپنی ان روحانی قوتون کو چھپائے رکھا بلکہ یوں کہو کہ ان کی یاد بھی بھلا دی لیکن جب سی کہ اسکے پہلوٹھا بیٹا پیدا ہؤا تو وہ طاقتیں پیشتر سے بھی زیادہ شدت کیساتھ نمایاں ہوئین اور تادم مرگ مصیبت کا باعث رہین۔ ابتدامیں تو مسٹر ایڈی (لڑکوں کے والد) نے اپنی بی بی کے ان عجیب کرشمون کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ مضحکہ اوڑاتا رہا۔ اور کہتا رہا کہ یہ شیطانی کام ہین انکا اظہار کرنا بہتر نہین ہی پھر جب ان کرشمون نے ترقی پکڑی تو دعا وغیرہ کی پناہ لی۔ اور اپنی (بقول خود) بے دین بی بی اور بچون مین سی شیطان نکالنا چاہا۔ لیکن جب دُعا اور مناجات وغیرہ سی کچھ کام نہ چلا۔ تو مار پیٹ سی کام نکالنا سوچا۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور روحانی کرشمے برابر ہوتے رہے۔ پہلوٹھے بچہ کا مزاج تو باپ کا سا تھا۔ لیکن باقی سب اپنی والدہ کی خو بو پر تھے اور ان مین بچپن مین ہی یہ حالتیں پیدا ہو جاتی تھین۔ اُنکے گہوارون مین ہی عجیب و غریب آوازین سنائی دیتی تھین جیسے کمرے میں ٭ ہوتے تھے۔ وہان مختلف لوگ انہین پکارتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ وہ گمنتوں ارواحون کے خوبصورت بچون کیساتھ کھیلا کرتے جو ان کو اور انکی ماں کو بھی نظر آتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے بستروں مین سو رہے تھے کہ کسی پوشیدہ طاقت نے انکے جسمون کو اٹھا کر ہوا مین معلق کر دیا۔ لڑکون کے باپ نے ہر چند کوشش کی۔ اور دھمکیاں دین ؛



مسز ایڈی

مگر یہ باتیں ظہور میں آتی ہی رہیں اس نے گرد و نواح کے پادریوں کو جمع کیا کہ وہ لوگ دعا کریں اور اس کے گھرانے کو اس بلا سے نجات دلائیں اور شیطان کو نکالیں لیکن وہ تو نہ اُن کی خوشامد سے باز آتا تھا نہ دھمکی سے بلکہ جوں جوں وہ دعا مانگتے۔ توں توں اُس کی شرارتیں اور زیادہ ہوتی جاتی تھیں۔ جب کچھ پیش نہ جاتی تو وہ لڑکوں کو خوب مارتا کہ جن ان کے جسم سے چلا جاوے۔ چنانچہ ان کے جسم پر بڑے بڑے نشان ان مارپیٹ کے باقی تھے۔ ان کا باپ اپنی ناکامیابی دیکھ کر پاگل ہُوا جاتا تھا۔

رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ روحیں مجسم ہو کر اس کے سامنے آنے لگیں ان کو وہ مارپیٹ تو سکتا ہی نہ تھا۔ اس لئے کمرہ چھوڑ کر نکل بھاگتا تھا۔ لڑکے سکول کو نہ جا سکتے تھے۔ کیونکہ جہاں وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ میزوں اور ڈیسکوں سے آوازیں آنی شروع ہوئیں اس اسلئے استاد ان کو نکال دیتے تھے اور ہم جماعت ان پر تالیاں بجاتے تھے۔ اور طعن مارتے تھے۔

"ایک رات جبکہ ہوم شیلو کی عمر صرف چار سال کی تھی تو اس کمرے میں جہاں وہ معہ تین اور بچوں کے سو رہا تھا، ایک چھوٹا سا سفید اون والا جانور دفعتہً



ہیوم شیلو

نمایاں ہوا ان کے بستروں پر کودنے لگا۔ اور ان کے منہ کے پاس منہ کر کے سونگھنے لگا پھر ایک بڑا چمکیلا بادل بن گیا۔ اور رفتہ رفتہ ایک انسان کی شکل ہو گیا اور جبکہ انکی ماں گھبرا کر شمع لائے تو وہ شکل غائب ہو گئی۔

غرض اس ہی طرح کئی سال تک اس گھرانے پر آفت آتی رہی اور اسی ہی سبب سے ہوریشیو اور ولیم کا مزاج تند و تیکھا و متشکی ہو گیا تھا۔ ہر شخص جس کے ساتھ ایسے سلوک ہوں۔ ایسا ہی ہو جائیگا۔

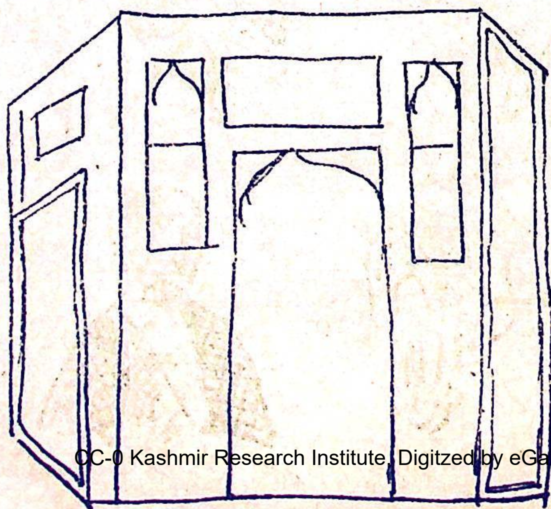
ان کی ماں کی مصیبت ان کے باپ کے مرنے پر بھی ختم نہ ہوئی بلکہ قبر تک ساتھ گئی۔ یہ بات۔ اس نے بطور پیشینگوئی کئی برس پیشتر کہہ دی تھی اور ویسا ہی ہوا۔ یعنی جب مری۔ تو یہ ارادہ تھا کہ اس کو وہ لوگ دفن کریں جو علم روحانی میں عقیدہ رکھتے ہیں چنانچہ دو چار شخصوں نے وعدہ بھی کیا۔ لیکن وہ نہ آ سکے اس کے جنازے کے اٹھانے کو اس کے خاوند کی طرف سے دو پادری دوست آئے قبرستان میں پہنچ کر جس وقت لاش قبر میں اتار رہے تھے۔ تو ان دونوں میں ایک مقدمہ کی بابت جو عدالت میں دائر تھا۔ تو تو میں میں ہو پڑی ایک مرتبہ ولیم بیہوش ہو گیا۔ تو اس کے باپ نے نوچنے کاٹنے کے علاوہ اس



کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈال دیا۔ اور جب اس پر بھی ولیم کو ہوش نہ ہوا۔ تو سر پر سرخ کوئلہ رکھدیا اس بے رحمی سے اور تو کچھ فایدہ نہ ہوا ہاں اس کے سر پر ایک زخم بن گیا۔ جو قبر تک اس کے ساتھ گیا۔

ان لڑکوں کا باپ باوجودیکہ ایسا دیندار بنتا تھا۔ مگر جب روحانی تماشا کرنے والوں نے ان دونوں بھائیوں کا کرایۂ پر مانگا۔ تو فوراً دیدیا۔ اس وقت کئی ایسی کمپنیاں قائم ہوگئی تھیں جو میڈیمون کا تماشہ کرتی پھرتی تھیں اور روپیہ کماتی تھیں۔ کمپنی والے ان لڑکوں کو دیش بدیش اور ملک بملک لئے پھرے چونکہ ان کے کرشمے نہایت ہی عجیب و غریب اور سمجھ میں نہ آنے والے ہوتے تھے اس لئے بڑے بڑے ہوشیار لوگ جن کو چالاکی وغیرہ کا شبہ ہوتا تھا۔ قسم قسم کی ترکیبیں اور پیش بندیاں کرتے تھے۔ کہ ان کا فریب پکڑا جائے اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوئی بات اٹھا نہ رکھتے تھے۔

اول ہم اپنے ناظرین کو یہ سمجھاویں کہ ان کے ذریعہ کس طرح تماشہ کیا جاتا تھا الماری کی قسم کا لکڑی کے تختوں کا ایک کمرہ بنا ہوا ہوتا ہے یہ ایسا ہوتا ہے کہ اسے جہاں چاہو اٹھا کر لیجاؤ اسکی تصویر صفحہ میں درج ہے

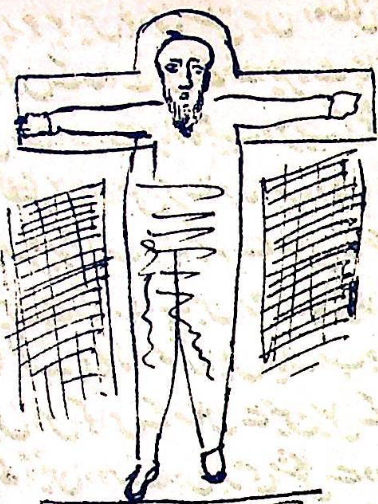


اس کے اندر ایک تپائی رکھی ہوتی ہے میڈیم بیٹھ جاتا ہے اور باہر سے کواڑ بند کر دی جاتی ہیں۔ اکثر میڈیم کے ہاتھ پیر ایسے باندھ دئے جاتے ہیں کہ جنبش نہ کر سکے اس کے بعد چراغ گل کر دیا جاتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کمرہ سے قسم قسم کے باجوں کی آوازیں آنے لگتی ہیں روحیں ہاتھ اور پیر نکالتی ہیں، سامنے کے چبوترے پر آ کھڑی ہوتی ہیں اور بات چیت کرتی اور کرشمے دکھاتی ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کو جس جس بیرحمی سے مختلف شہروں میں لوگوں نے باندھا تھا تاکہ فریب نہ کر سکیں اس کی تھوڑی سی تصویر پچھلے صفحہ میں درج کر آئے ہیں ؛

المختصر نیویارک کے مشہور اخبار نیویارک مس کے مالک نے کرنل کو ان ہی لڑکوں کے کرشموں کی تحقیقات کو بھیجا تھا۔ یہاں سے آگے جو کچھ لکھا جائے گا۔ وہ کرنل صاحب کی کتاب کا ترجمہ ہے اس میں جہاں کہیں متکلم کا صیغہ آوے کرنل صاحب سے مراد لینا چاہیئے ؛





باب ششم

خاندان ایڈی کا میڈیم پن اور کرشمے

کرنل صاحب لکھتے ہین۔ کہ اگر ہم ان معمولون کے کنبہ یقین کرین تو اس مین ذرا بھی مبالغہ نہین ہے۔ کہ یورپین نسلون کی تاریخ مین ایسی عجیب میڈیم کوئی نہین ہوا۔ ممکن ہے۔ کہ چین اور ہندوستان اور مصر کی اقوام مین ایسے ایسے کرشمے وقوع مین آئے ہون۔

ان میڈیمون مین میڈیم پن کی ہر قسم موجود ہے۔ مثلاً کھٹکا کرنا رکھی ہوئی چیزون کا درہم برہم کرنا روحانی حالت مین تصویرین بنانا (کاغذ کا ٹکڑا ہاتھون کے بیچ مین دیا جاتا ہے۔ اور بلا سامان اوزار و رنگ وغیرہ کے تصویر ایک لمحہ مین خود بخود ہوجاتی ہے) مختلف زبانون کا بولنا۔ مریضون کو آرام کرنا اشیا کا ہوا مین معلق کرنا۔ جاندارون کا بلا سہارے زمین سے اٹھ جانا بلا بجانیوالے کے باجون کا بجنا۔ کمرے کے دروازے سے صرف ہاتھ یا سرون

کا نکلنا۔ کاغذوں پر جو ہوا میں خود بخود معلق ہوں. روحانی ہاتھوں کی پنسل سے لکھنا۔ دور کے لوگوں کے حالات ان کے خط وغیرہ سے بتانا۔ دور کی باتیں سننا روحوں کی آوازیں سننا اور سب سے زیادہ عجیب وغریب کرشمہ یعنی ارواح کا سامنے مجسم نظر آنا۔ گفتگو کرنا اور مس کرنے دینا وغیرہ وغیرہ لارڈ ڈیزیون کے اس بیان پر کہ مسٹر ہوم ایک مرتبہ تیسرے منزل کے مکان کی کھڑکی سے اُڑ کر دوسرے مکان میں چلے گئے۔ یورپ میں بڑا چرچا پھیلا تھا۔ لیکن یہ بات سُن کر لوگوں کو کیسا تعجب ہوگا کہ موسم گرما میں ایک سب جبکہ ہورشیو صرف چھ سال کا تھا۔ روحیں اس کو اس کے مکان سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر اڑا کر رکھ آئیں دوسرے دن بڑی مشکل سے وہ اپنے گھر آیا۔

ہورشیو کا بڑا بھائی ولیم جو جوان آدمی تھا۔ اس کو تین آدمیوں کے سامنے اس کے مکان کی کھڑکی سے۔ روحوں نے اڑ کر مکان کی چھت پر جا رکھا اور پھر وہاں سے اڑا کر پاؤ میل کے فیصلہ پر ایک غار میں اتار دیا۔ ولیم کو ایک مرتبہ روحیں اڑا کر ایک میل فاصلہ پر بن میں لے گئیں۔ اور وہاں دو تین دن تک بیہوش پڑا رہا۔ اور پھر خود ہی پہنچ گئیں ہورشیو کو جبکہ وہ تماشہ کرنے والوں کے پاس تھا تو وہ مشہور فلو بن متواتر ۲۶ دن تک مع اسی کرسی کے جس پر وہ بندھا ہوا ہوتا تھا۔ زمین سے اٹھا کر لیمپ لٹکانے کے کڑے میں جو چھت میں لگا ہوا تھا۔ روحیں لٹکا دیا کرتی تھیں اور خود ہی اتار دیا کرتی تھیں ان کی بہن **میری ایڈی** کو شہر **نیویارک** کے مشہور **ہوپ** نامی گرجا میں روحوں نے اس قدر اونچا اوٹھا دیا تھا کہ اس نے چھت میں جا کر اپنا نام لکھ دیا تھا اس ہی عورت کا پانچ سالہ لڑکا متواتر کئی روز تک تاریک حلقوں میں (جب روحیں بلانے کو بیٹھتے ہیں۔ تو اس کو دایرہ یا حلقہ کہتے ہیں اور وہ دو قسم کا ہوتا ہے تاریک اور روشنی کا) روحوں نے زمین سے الٹا اٹھا دیا۔ اور وہ نیچے اترنے کو روتا رہا۔ اس ہی طرح ان کے اب ہمسایہ کا لڑکا بھی ہوا میں معلق ہو گیا تھا۔

ایڈی برادرس کو ہی نہیں بلکہ صدہا مستند واقعات موجود ہیں۔ جن

مین انسانوں کو ارواح نے ہوا میں معلق کر دیا ہے۔ چیٹنڈن قصبہ کے قریب اس خاندان کے دو تفریح کے مقام ہین ایک ہنٹو کا غذا اور دوسرا سنیٹم کی قبر مشہور ہین ایک مرتبہ رات کے وقت چاندنی خوب چٹک رہی تھی کہ سب لوگوں کی جو اس وقت میڈیوں کے مکان مین مقیم تھے۔ یہ صلاح ہوئی کہ حلقہ وہان بیٹھے سب وہان گئے۔ اور پتھرون پر تختے رکھکر بنچین بناکر بیٹھے تین لکڑیون پر کپڑا وغیرہ تان کر میڈیم کیلئے کمرہ بھی بنا دیا۔

سب لوگ تھوڑی ہی دیر بیٹھے ہونگے۔ کہ دفعتہً امریکہ ملک کے قدیم باشندے کی روح جن کو وہان انڈین کہتے ہین ہتھیار بند کمرے کا پردہ ہٹا کر نکل آئی اور چشمہ کیطرف جو قریب ہی تھا۔ چل دی۔ اور وہان جا کر جھک کر لبوں سے پانی پینے لگی سب چپ چاپ یہ نظارہ دیکھ ہی رہے تھے کہ کسی نے مجمع مین سے کہا۔

"ارے اوپر کو چٹان پر دیکھو" دیکھتے کیا ہین کہ سنیٹم نہایت طول طویل قد سے روحانی جسم مین چاندنی مین کھڑی ہے۔ فوراً ہی وہان اس ہی قوم کی تیسری شکل نظر آئی جو ہماری طرف جھکی ہوئی دیکھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی پس تین روحانی شکلیں نظر آنے لگین۔ اور سب کی نظرون کے سامنے دیکھتے دیکھتے غائب ہوگئیں۔ اس کے بعد متواتر کبھی ہنٹو کبھی اس کی قوم کا کوئی اور سردار سر مین پر لگائے اور گھونگھے وغیرہ پہنے نظر آ لئے اس تمام عرصہ مین ولیم کمرہ میں سے برابر سامعین سے باتین کرتا رہا اور سب سنتے اور جواب دیتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد ایک روح نے کہا کہ اگر تم لوگ انڈین لوگون کی پرانے فوجی خیمہ گاہ کے میدان میں جاؤ۔ تو تم کو عجیب غریب کرشمے دکھائے جائین یہ مقام ولیم کے گھر سے تھوڑی ہی دور تھا۔ یہاں پر امریکہ کے قدیم باشندون کے سردار و عورتین وغیرہ قیام کیا کرتے تھے اور اس ہی مقام پر سنیٹم کی قبر تھی اس کی قبر پر ایک پتھر کھڑا کر کے صلیب کی تصویر ہورشیو نے اپنے ہاتھ سے بنا دی تھی۔ ولیم و ہورشیو کی ماں اور سنیٹم کی قبروں کی تصویریں ذیل مین دیجاتی ہین۔ تمام تصویرین ہم نے اصلی تصویرون سے نقل کی ہین۔



تھوڑی ہی دیر ایک عورت کی روح کمرے سے باہر نکلی اس عورت کو موجودہ



فوراً ہمارے ساتھی جو کرشموں کے بھوکے تھے اس مقام پر پہنچے اور تین
درختوں میں شال وغیرہ تان کر کمرہ تیار کر دیا۔ اور ویم اس میں جا بیٹھا۔
اشخاص میں سے جبکہ وہ زندہ تھی کوئی شخص جانتے تھے اس نے باہر نکل کر
ایک وسیع مضمون پر تقریباً پندرہ منٹ تک نہایت فصاحت سے جانداروں

کی آواز سے بکھیر دیا اس کی شکل چاندنی مین صاف معلوم ہوتی تھی اس کے چلے جانے کے بعد ایک اور عورت کی روح نکلی اور کمرے سے بیس فٹ کے فاصلہ تک آگے کو بڑھی پھر ایک امریکہ کے قدیم باشندہ کی روح نکلی۔ اور وہ بھی اسی ہی قدر فاصلہ تک میڈیم کے کمرہ سے علیحدہ گئی اور پھر اُچک کر ایک درخت کی شاخ مین لٹک گئی اور غایب ہو گئی۔

اختتام حلقہ پر مسٹر ولیم وایٹ کی روح نمایاں ہوئی یہ شخص امریکہ کے مشہور اخبار ہیرز آف لائٹ کا ایڈیٹر تھا۔ یہ اخبار علوم روحانی مین اعتقاد رکھنے والون کے لئے مضامین لکھتا تھا۔ مسٹر ولیم وایٹ کی روح سیاہ بانات کا کوٹ اور سفید قمیص پہنے ہوئے تھی۔ اس کے بٹن چاندنی مین چمکتے تھے۔ ولیم ایڈی یعنی میڈیم صرف اپنے روزمرہ کے کاروبار کے کپڑے پہنے ہوئے تھا اس کے کرتے مین کالر یعنی گلا اور کف وغیرہ کچھ نہ لگے ہوئے تھے اس روح کے ہاتھ مین اس اخبار کا ایک پرچہ بھی تھا۔ اس نے تمام لوگون کو کھول کر دکھایا۔ اور سب نے اچھی طرح پہچان لیا۔ دوسرے دن صبح کو ہمارے دو ساتھی اس مقام پر گئے جہان رات کو روحین دکھائی دی تھین۔ تاکہ اگر یہ کام کسی انسان کا ہوگا۔ تو ضرور اس کے پیر کے نقش زمین پر موجود ہونگے۔ مگر وہان کچھ بھی پتہ نہ لگا۔

باب ہفتم

مذکورہ بالا کرشمون کی نظر ثانی

اور

دیگر مشاہدات

اگر کوئی بھی امر مصور ان تمام مشاہدات کو جو ایڈی برادرس کے توسل سے ظہور

مین آئے ہیں۔ تصویر کھینچ کر کسی کتاب مین دکھاتا۔ تو ایک نہایت ہی عجیب وغریب اور ناقابل یقین کتاب تیار ہوتی ہر دوراندیش شخص کو ان واقعات و پڑھکر جب تک وہ صبر اور استقلال سے خود تجربہ نہ کرے۔ یقین آنا مشکل ہے۔ لیکن ہم یہ واقعات جو لفظاً صحیح ہین اس لئے پیش کرتے ہین کہ ہمارے ناظرین کو یہ معلوم ہو جائے کہ جن باتون کو ہم نے نئی روشنی کی چمک اور نئی تعلیم کے اثر سے ڈھکوسلا کہا۔ اور ان پر یقین نہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اب اس ہی قوم نے جس نے نئی روشنی سے ہمارے دیسی بھائیون کی آنکھون مین چکاچوند پھیلائی تھی اور نئی تعلیم دے کر اپنے بزرگون کو جن کا مذکورہ بالا امور مین پورا یقین اور اعتقاد تھا۔ احمق اور بیوقوف کہلوایا تھا۔ وہ ہی ان باتون کو مانتے ہین۔ بلکہ روزمرہ تجربہ مین۔ تے ہین ؎

فی الحال ہم یہ مانے لیتے ہیں۔ کہ جو واقعات پیچھے بیان ہوئے ان مین تم کو یقین ہو۔ اور ہم ضرور یقین دلا کر چھوڑین گے۔ بشرطیکہ تم استقلال سے ہماری تحریر کو اختتام تک پڑھ جاؤ۔ تو فطرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان طاقتوں سے میڈیم کو کیا نفع ہوتا ہے؟ فرض کرو کچھ نہین۔ تو کیا یہ تھوڑا نفع ہے کہ دنیا کو بدیہی طور پر یہ ثبوت دے دیتے ہین یہ کہنا کہ انسان مرنے کے بعد کچھ نہین رہتا۔ ہر عنصر اپنے جسم مین جا ملتا ہے۔ محض حماقت ہے دہریون کے دانت توڑنے کیلئے اس سے زیادہ اور کوئی عمدہ ہتھیار نہین کہ ہماری تباہی ہونی ترکیب سے روحیں بُلا کر انہین قائل کرو۔ پس میڈیم کی ذات کو کچھ فائدہ ہو یا نہ ہو۔ ان کے ذریعہ تمام بنی انسان کو دہرپن سے بچنے کا موقع ملتا ہے۔ اور نیک کام زمانہ دنیاوی زندگی مین کرنے کی نیک توفیق اور جرأت پیدا ہوتی ہے۔

اگر ہمارے ناظرین مین سے کوئی ہماری تحریر کو بکواس اور واہیات سمجھ کر توجہ نہ دے تو ہم کو ایسے شخص کی حالت پر غصہ نہین۔ بلکہ رحم آتا ہے کیونکہ وہ عقبےٰ کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے ایک ہفتہ بلکہ اکثر اوقات اس سے بھی کم عرصہ کے لئے تکلیف برداشت کرنے اور ہماری ہدایتون کے موجب

عمل کرنے پر آمادہ نہین ہوتا۔ اور ہمیشہ کی مصیبت مین پڑنا اور کف افسوس ملنا اور پشیمان ہونا پسند دریقیوں کرتا ہے۔

ابتدائے عمر مین ہمارا خود خیال منکرانہ اور دھریون کا ساتھا مقدس کتابون معجزات اور بزرگون کی کرامات۔ اور خرق عادت مین کسی طرح اعتقاد نہ ہوتا تھا۔ ہمیں یہ امر قبول کرنا سخت دشوار تھا۔ ہم نے صدہا ایسے لوگوں سے بحث کی ہے۔ جو شیطان کے شخصی وجود کے قطعی قائل نہین لیکن جب ان کو اس قسم کا عملی ثبوت دیا گیا۔ تو انہون نے بیساختہ کہدیا۔ کہ یہ سب کام حضرت شیطان کی مدد سے ہوتے ہین معلوم نہین اس وقت حضرت شیطان اُنکی مدد کو کہان سے آجاتے ہین۔ اور وہ اپنے دشمن کی مدد سے ہم سے کیوں پیچھا چھڑاتے ہین؟

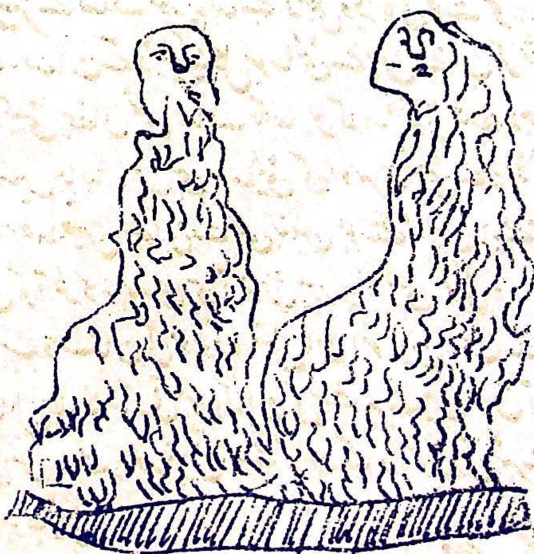
بعض کوتہ اندیش جو بڑے افلسفکار بنتے ہین کہہ دیا کرتے ہین کہ یہ سب کام قوت کہربائی اور بجلی سے ہوتے ہین لیکن ان کو یہ معلوم نہین کہ ان علوم کے موجدوں نے کیا اقرار کیا ہے پروفیسر **ہیرمسٹر وارلے و مسٹر کروکیز** نے صاف طور پر کہا ہے کہ بجلی وغیرہ کی قوت سے یہ کام کبھی نہین ہوسکتا۔ لندن کے ڈیلیکٹیکل سوسائٹی نے جس نے ان کرشموں کی تحقیقات کے لئے کمیٹی بٹھائی تھی صاف لکھا ہے کہ "وہ کوئی فلسفانہ جواب اب تک معلوم نہین ہوا۔" اس ہی سوسائیٹی کی دوسری کمیٹی نے یہ اقرار بھی کیا ہے۔ کہ یہ کام مقناطیس حیوانی سے بھی نہین ہوسکتے۔ پس ایسے معترضوں اور منکرون کو آخر کار ہماری ہی آغوش مین پناہ لینی ہوگی:

ہندوستان کی موجودہ نسل ان امور مین اس لئے بھی یقین کرنے مین تجاہل عارفانہ کرتی ہین کہ ان کی شہرت مین فرق آجائیگا۔ لیکن وہ کبھی اس بات پر غور نہین کرتے کہ ان کے بزرگوں کی شہرت بے انتہا زیادہ ہوجائیگی۔

افسوس کہ اولاد کو اپنی ناموری کے مقابلہ مین بزرگون کی ناموری قربان کرنا منظور ہے:

ہم فخر سے یہ کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ ان تمام باتون سے واقف ہی نہین - بلکہ ان کے موجد تھے - ہنود کے وید - پوران بھگوت گیتا - راماین اور اہل چین کی کانفیوشنس کی تحریرین قران مجید - اہل روما اور یونان کے حکما کے کلام - مصریوں کی کتابین ایرانیوں کی ژند اوستھا - یہودیوں کے اہل قبالہ اور سب سے بعد عیسائیوں کی انجیل پکار پکار کر کہہ رہی ہین - کہ نیک اور بد روحوں کے وجود مین ہر زمانہ کے لوگوں کو اعتقاد تھا -

ایڈ مامی برادر روحوں کو رات کے وقت پکارتے ہوئے سنتے تھے بلکہ ہم نے خود حلقہ کے کمروں میں روحوں کو گاتے سرگوشی کرتے اپنی روحانی زندگی پر لیکچر دیتے سُنا ہے - درحقیقت یہ عجیب و غریب باتین ہین - اور ان مین یقین کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے - لیکن اب یہ کوئی نئی بات نہین ہے - ہزاروں واقف ہین - اور ہماری کتاب سے ہزاروں واقف ہو جاینگے ٭



ہیریڈوٹس مشہور مورخ نے مصر کے ایک پادشاہ کا تذکرہ لکھا ہے۔ کہ وہ مرنے کے کچھ دنون بعد روحانی جسم سے اپنی رعایا کو نظر آیا تھا۔ اور اس نے ان سے باتین کین۔ مصر کے مقام **تھیبس** مین دو سنگین مورتین پرانے زمانہ کی بنی ہوئی اب تک موجود ہین پیشتر جب صبح کے وقت سورج کے اول کرن ان پر پڑتی تھی۔ تو ان مورتون مین سے قسم قسم کے باجوں کی آواز نکلا کرتی تھی۔ وہی مورخ لکھتا ہے۔ کہ یہ سب ارواح کا کام تھا غرض ہم اس قسم کے واقعات لکھتے لکھتے ایک کتاب تیار کر سکتے ہین۔ تاریخ مین لکھا ہے۔ کہ یہ دو تصویرین اٹھارہویں خاندان کے شاہ نے حضرت مسیح سے بہت عرصہ قبل تیار کی تھی ان کی ایک صفت یہ تھی۔ کہ سورج نکلنے کے وقت اول کرن پڑنے سے پیشتر دونون مورتوں سے باجا بجانے کی آواز آتی تھی۔ انگریزوں نے ہزاروں کوشش کین۔ کہ ان کی اصلیت معلوم کرین لیکن کچھ معلوم نہین ہوئی۔ مسیح سے ستر سال قبل ان کا کچھ حصہ گر گیا تھا۔ جو دوبارہ مرمت ہو گیا۔ لیکن وہ بات نہین رہی اب ان تصویروں کی حالت موجودہ یہ ہے۔ جو پچھلے صفحہ کی تصویر سے ظاہر ہے۔ ناک۔ کان۔ منہ۔ ہاتھ سب شکستہ ہو گئے ہین یہ بیٹھی ہوئی مورتیں بھی پچاس فیٹ بلند ہین۔

ولیم ایڈی کے کرشمے ایسے عجیب وغریب قسم کے ہین کہ جس قدر غور کرتے ہین اس ہی قدر قدیم زمانہ کے قصص میں ہم کو اعتقاد بڑھتا جاتا ہے۔ یہ ہی نہین کہ ان کے روبرو انسان ہی کی ارواح مجسم ہو کر آتی ہون۔ اور بات چیت کرتی ہون بلکہ بیزبان جانوروں کی ارواح بھی مثل قدیم زمانہ کے بالام کے گدھے کیطرح بولتی تھین چنانچہ ایک مرتبہ اتفاقیہ ان کے گھر کی پلی ہوئی بط جس کو راج ہنس کہتے ہیں۔ ان کے ہاتھ سے ماری گئی کیونکہ وہ بیٹھنے کے کمرے کے پاس آکر شور مچایا کرتی تھی۔ مارے جانے کے بعد اکثر رات کے وقت اس بط کی روح اکثر کھڑکی کے نیچے آکر چلایا کرتی تھی۔ اے میرے خدا! میرے بچوں کی جان پر رحم کر،، اور کبھی

کہتی " میں کیا کروں " اور بعض وقت کہہ اٹھتی " قتل! " اس قصہ کو بیان کرتے وقت خود مورشیو ایڈمی نے کہا کہ مجھے یقین نہیں ہی کہ جانور نے مرنے کے بعد گویائی حاصل کر لی ہو اور ایک دیندار کیطرح بولتی ہو بلکہ ممکن ہے۔ کہ ڈکنس نامی ایک مسخرے کی روح یہ مذاق کرتی ہو۔ ولیم اور بہت سے ان کے ہمسایوں نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ اس قسم کی آوازیں ایک ہی بار نہیں بلکہ صدہا بار سنی تھیں۔

واقعی بات یہ ہے کہ اور مذاہب تو کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی شکل میں ان باتوں میں یقین کرتے بھی ہیں مگر دہریوں کی یہ باتیں دیکھکر بری حالت ہوتی ہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ **مسٹر ٹنڈل** دہریوں کے گرو گھنٹال کی بھی کبھی ان معاملات کے دیکھنے کی جرات نہ ہوئی ہوگی۔ اگر کبھی کسی حلقہ میں پہنچ جاتے۔ تو دہریہ پن طاق میں رکھا جاتا۔

ایک مرتبہ اس قسم کے تین شخص جن میں ایک وکیل صاحب تھے۔ دوسرے صنّاع تھے اور تیسرے موجد ہمارے حلقہ میں بیٹھے یہ تینوں شخص پکے دہریہ تھے ذرا چھیڑ دو۔ تو دلیلوں کے پل باندھ دیں اس اطمینان سے دہریہ پن پر گفتگو کو آمادہ ہو جاتے تھے گویا فطرت نے جس قدر دنیا بنائی تھی۔ تو یہ بھی موجود تھے اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ فلاں شخص کا اعتقاد روح وغیرہ کی ہستی میں تھے۔ تو ان کو سخت ناگوار ہوتا گویا ان کو کسی نے گالی دی۔ غرض شامت اعمال سے یہ تینوں شخص کئی روز متواتر حلقوں میں بیٹھے۔ اس عرصہ میں انہوں نے اپنی آنکھوں سے صدہا روحوں کو مجسم ہو کر سامنے آتے اور اپنے عزیز و اقارب سے اپنی شناخت ہونے پر اظہار خوشی کرتے ہوئے اور بالکل زندہ انسان کی سی آواز سے باتیں کرتے دیکھا جس وقت اس قسم کے واقعات ان کے روبرو ہوتے تھے۔ تو ان کے چہرے فق ہو جاتے تھے۔ وحشت برسنے لگتی تھی۔ ان کے منہ دیکھ کر اور گھبراہٹ معلوم کر کے ہنسی آتی تھی۔ وجہ یہ تھی۔ کہ سالہا سال کی نکتہ چینی کے انگریز بند کئے ہوئے تھے اب ان کو ایک نے خیال کا

سمندر نظر پڑا جس مین اُن کو جانا سخت دشوار معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ
نہین جانتے تھے۔ کہ ان کو اس سمندر میں کیا کیا پیش آئیگا اس لیئے ان
کے خیال کی شکستہ کشتیاں ٹکرا کر تباہی کی حالت تک پہنچ جاتی تھین
ان مین سب سے گھوسوجار صاحب تھے لیکن ان کے کئی مرحوم عزیز و آقارب
ان کو حلقہ مین ملے اور انہوں نے ان سے باتیں کین اور حالات دریافت
کیئے غرض یہ ہے۔ تو مین اپنے سابق عقیدہ سے توبہ کر بیٹھے دوسرے
وکیل صاحب ہر قسم کے آدمیوں کو عورتین علے العموم تیز حس ہوتی ہین اور
بیماری کیحالت میں مرد بھی تیز حس ہو جاتے ہین۔ ایڈمی کے خاندان میں
دو نو قسم کے کرشمے ظہور میں آئے ہین وہ بھی جن مین روحیں قریب
المرگ اور بیمار شخصوں کو نظر آئی ہین اور وہ بھی جن مین تندرست لوگوں
کو نظر آئی ہین اور ان روحوں کا نظر آنا اکثر کسی آنے والی مصیبت کی فال
بد ثابت ہوئی ہے۔ روحین مجسم ہو کر معتقد و منکر دو نو قسم کے لوگوں کو یکساں
نظر آئی ہین۔

ایک مرتبہ سردی کے موسم مین رات کے نو۔ دس بجے جبکہ ایڈی کا کُل
کنبہ کھانا کہانے کے بعد سونے کی تیاری کر رہا تھا اور سب بچے بوڑھے
بیٹھنے کے کرے مین بیٹھے تھے تب انہوں نے شمال کی جانب سے ایک
بگھی کی کھڑکھڑاہٹ سرنگ پرسُنی چونکہ اس شب برف پڑ رہا تھا
اس لئے بگھی کے پہیوں کو آواز آنی سب کو عجیب معلوم ہوئی اور سارا کنبہ
دیکھنے کو دوڑا تو دیکھا کہ پرانے فیشن کی کھلی ہوئی چار پہیوں کی گاڑی جس
مین دو سفید گھوڑے جتے ہوئے ہین اور جن کے سر پر کلغیاں لگی ہوئی
ہین۔ تیزی کے ساتھ احاطہ مین آ کر کھڑی ہو گئی جب مکان کے عقب کے
دروازے کو کھول کر دیکھا۔ تو وہاں ایک صاحب بگھی کا ملازم کھڑا ہے
بگھی کے اندر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے (جو اپنی پوشاک اور وضع سے
اسکاٹ لینڈ کے رہنے والی معلوم ہوتی تھی)
کوچبکس پر کوچوان ایک بڑا لمبا کوٹ پہنے ہوئے بیٹھا ہے گھوڑوں کے

سازکی ہر ایک چیز صاف دکھائی دیتی تھی۔ حتےٰ کہ بگھی کے پہلوؤں پر جو کچھ نقش کاری ہوتی تھی۔ چیا نارنی ہین نظر آتی تھی۔

چونکہ ایڈمی خاندان قصبہ مین رہتا تھا۔ اس لیۓ قصباتی پن کے حجاب سے کسی نے اس عورت سے کچھ نہ دریافت کیا۔ بلکہ اس بات کے منتظر رہے کہ وہ خود کچھ فرمایئے کسی کو بھی کنبہ بھر مین اس کا شک نہ تھا۔ کہ یہ اصلی گاڑی اور اس کے بیٹھنے والے اصلی انسان نہین ہین۔ حتےٰ کہ ہورشیو اور ولیم کا متشکی باپ بھی اس لیۓ باہر نکل آیا۔ کہ جو کچھ تازہ وارد بیگم حکم دے اسکی تعمیل کرے ۔

لیکن سب کے دیکھتے دیکھتے وہ گاڑی اور اس کی سواریاں معدوم ہونا شروع ہوئین۔ گاڑی کے کھڑے ہونے سے جو احاطہ کا بنگلہ وغیرہ نظر آتا تھا گاڑی کے وار پار نظر آنے لگا۔ اور چند منٹ مین سب کچھ غائب ہو گیا۔ اور دیکھنے والے بھچک رہ گئے۔ بوڑھے مسٹر ایڈمی نے فوراً اپنی بی بی سے کہا۔ کہ تم نے پھر اپنی شیطانی حرکتیں شروع کر دین۔ لیکن وہ جانتی تھی۔ کہ یہ کسی آنے والی مصیبت کی پیشین گوئی ہے کوئی ضرور مریگا۔ ہورشیو اور ولیم جو اس وقت خوردسال ہی تھے۔ لالٹین لے کر سڑک اور احاطہ مین پہیوں کے نشان دیکھنے دوڑے لیکن ان کی جستجو فضول ہوئی۔ وہ شکلیں بلا کسی نشان کے برف وغیرہ چھوڑنے کے غائب ہو گئی تھین۔ اس وقوعہ سے دو ماہ بعد ولیم و ہورشیو کی نانی مر گئی۔

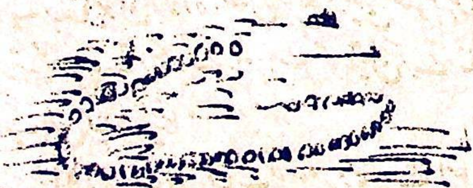
ایک دن حلقہ مین مین نے ایک روح سے دریافت کیا۔ کہ اس رات گاڑی میں سوار ہو کر کون آیا تھا۔ تو اس نے کہا۔ کہ ولیم کی ماں کے خاندان کی ایک عورت کی روح تھی۔ جو اس کی ماں کی موت کی خبر دینے آئی تھی۔

اس کے بعد پھر ایک حلقہ مین خود مرحوم نے آکر کہا کہ ہاں وہ میری ایک رشتہ دار بیگم تھی۔ جو مجھے مطلع کرنے آئی تھی۔

اس خاندان مین ہر شخص کی وفات سے کچھ عرصہ پیشتر روحین مطلع کرتی رہتی تھین یہ خبرین ایسے وقتوں مین ملتی تھین کہ جب کسی کے مرنیکا شبہ

تک بھی نہ ہوتا تھا۔ ان لڑکوں کی ماں بہت بیمار رہ کر مری تھی حالت بیماری مین اس کے پاس روحیں آیا کرتی تھیں۔ جب لڑکے رات کے وقت خدمت کرتے تھک جاتے تو ان کی ماں انہیں اس بہانے سے کہ مجھے اس وقت تنہائی پسند ہے تم لوگ جاکر سو رہو۔ علیحدہ کر دیا کرتی تھی لیکن وہ لوگ چھپ کر دیکھتے۔ تو ان کو معلوم ہوتا۔ کہ ان کی مرحوم بہن مرینڈا مجسم شکل سے مریض کی ضروری خدمت مین مصروف ہے لڑکوں نے اُسے اچھی طرح باتین کرتے سُنا جب مریض کو کروٹ بدلنے کی ضرورت ہوتی۔ تو وہ لڑکی دیگر ارواح کی امداد سے کروٹ دلا دیتی۔

ایک مرتبہ جبکہ سارا کنبہ کھانا کھا رہا تھا۔ دروازے مین سے گانے بجانے کی سریلی آواز آنے لگی۔ جب باہر جاکر دیکھا۔ تو ایسا معلوم ہوا کہ گھر کے ایک گوشہ سے آواز آرہی ہے۔ بانسری اور رباب بج رہا ہے۔ لیکن جبکہ یہ لوگ اس سمت کو بڑھے تو آواز پیچھے کو ہٹتی گئی۔ اور معدوم ہوگئی۔ ولیم کی ماں کی وفات سے ایک ہفتہ پیشتر خود ولیم کی نانی جس کی موت کی خبر دینے کو گاڑی میں بیٹھ کر روح آئی تھی۔ سارے کنبہ کو نظر آئی اور اس کے ہاتھ مین سفید گلاب کے پھولوں کی ٹوکری تھی۔ اس نے ان سے کہا۔ کہ تمہاری ماں عنقریب وردریا پار جانیوالی ہے۔ اور میں دوسرے کنارے پر اس کی منتظر





ہون۔ تاکہ اُس کا خیر مقدم کرون۔ اس روح کی وضع قطع پوشاک سب ایسی تھی۔ جیسی کہ وہ زمانہ حیات مین پہنتی تھی۔ چلتے وقت اس روح نے ہورشیو سے کہا کہ مین ایک مرتبہ سفر کو جاتے وقت فلاں کمرے کی دیوار میں ایک سونے کے دانوں کی مالا اور ایک ناسدانی بند کرکے چھپا گئی تھی۔ تم اس کو تلاش کرکے اپنی سب سے چھوٹی بہن کو میری طرف سے پہننے کو دیدینا۔ چنانچہ عرصہ تک اس کی تلاش کی گئی۔ اور ایک روز ہورشیو نے پتہ بتاتے ہوئے کمرہ کی دیوار مین ایک پتھر کے پیچھے وہ مالا پائی اس مالا اور ناسدانی کی تصویر ہو بہو پچھلے صفحہ مین درج ہے

اپنی ماں کی وفات کے دو تین روز پیشتر ہورشیو مکان پر موجود نہ تھا۔ اس لئے اسے خط بھیج کر بلانے کو ٹھہری اس کی چھوٹی بہن ڈیلیا نے اسے بلانے کے لئے خط لکھا کہ میز پر چھوڑ کر لفافہ تلاش کرنے دوسرے کمرے مین گئی جب لفافہ لے کر واپس آئی تو کیا دیکھتی ہے۔ کہ اس خط کے آخر مین تھوڑا سا اس کی مرحوم بہن مرنیڈا نے بھی کچھ لکھ دیا ہے۔ اور اپنے دستخط کر دئے ہین آخر ان کی ماں مر گئی اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہونیکے بعد وہ اپنی بیٹی مرنیڈا کو مجسم نظر آئی۔ اور اس سے کہا۔ کہ سیاہ کپڑا جو ماتم کیلئے لٹکا رکھا ہے اتار ڈالو کیونکہ یہ تو خوشی کا مقام ہے نہ کہ ماتم کرنیکا۔

مین خوب جانتا ہون۔ کہ وہ اس موقع پر کیسی معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ میں نے اسے اکثر مرتبہ مجسم ہوتے دیکھا ہے۔ اور اس کو باتین کرتے سنا ہے۔ یہ ذکر مفصل کسی آیندہ باب مین کیا جائیگا ؛

مسٹر اوِن نے اپنی کتاب موسومہ دی بیٹ ایبل لینڈ کے صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ پر لکھا ہے کہ روحانی بگھی گاڑیون کے نظر آنیکی تین وقوعہ انگلستان اور امریکہ مین بھی سنے گئے ہین۔ لیکن وہ موت وغیرہ کی پیشین گوئی نہ کرتے تھے۔ مسٹر مکروی صاحب نے اپنی **نائیٹ سائیڈ آف نیچر** کے صفحہ ۱۳۳ پر لکھا ہے کہ مقام بیورلی پر جو گاڑی معہ ڈرائیور کے (اس مین ایک عورت بندھی ہوئی) نظر آتی تھی وہ بھی پیشین گوئی اور بدشگونی نہ کرتی تھی۔

مقام راڈنیسٹن کے قلعہ اور سیلرطٹ کے درمیان بھوتون کا ایک شہانہ نکلا کرتا تھا۔ یہ ایک مشہور ڈاکو کا گروہ تھا۔ جن کی گاڑیون اور گھوڑون کے شور و غل سے تمام قرب و جوار مین غل مچ جاتا تھا۔ کتے بھونکنے لگتے تھے۔ ملک جرمنی مین ایک چرواہا معہ اپنے کتے کے بھیڑیون کو ہنکاتا ہوا دکھائی دیا کرتا تھا۔

مذکورہ بالا مثالیں اس لیئے پیش کی گئی ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ صرف امریکہ یا ہندوستان یا کسی اور ملک پر ہی منحصر نہین ہے روحین ہمیشہ سے ہر ملک مین نظر آتی رہی ہین۔

باب ہشتم

گذشتہ باب سے بھی عجیب و غریب پیشگوئیان

مسٹر کولراج نے اپنی کتاب بائیوگریفیا ایریا مین لکھا ہے۔ کہ ایک محض جاہل لڑکی بخار کی حالت مین بلا تکلف لاطانی۔ یونانی اور عبرانی زبان مین بولتی تھی۔ بعد کو معلوم ہوا۔ کہ وہ عرصہ تک ایک عبرانی زبان کے عالم فاضل شخص کے پاس نوکر رہی تھی۔ مسٹر کولراج اس کرشمہ کا حل یون کرتے ہین کہ وہ لوح محفوظ مین سے۔ جس کو تھیاسوفسٹ لوگ **اسٹرل لائیٹ** اور اہل ہنود چتر گپت (یعنی مخفی تصاویر) کہتے ہین۔ پڑھ لیا کرتی تھی۔

اسٹرل لائیٹ ایک لطیف ترین مادہ ہے۔ جس مین یہ قدرت ہے۔ کہ انسان کے ہر فعل و خیال کی تصویر جس طرح فوٹوگراف مین کھینچ جاتی ہے کھینچ لیتی ہے۔ مسمریزم کے معمول اور سمادھی لگانے والون کو ابتدا مین یہ روشنی اپنے دماغ مین معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت یہ بذریعہ اندرونی بصارت کے خلا مین نظر آتی ہے۔ یہ روشنی اسٹرل لائیٹ تک پہنچنے کا درجہ ہے جب زیادہ مشق یا ترقی ہو جاتی ہے۔ تو یہ روشنی زیادہ صاف ہو جاتی ہے اور اس مین

پھر قسم قسم کی شکلیں نظر آنے لگتی ہین۔ یہ شکلیں وہ ہوتی ہین۔ جو لوگوں
کے خیال اور افعال سے بنتی ہین۔

کچھ خاص ایسی مشقین ہین جن کے ذریعہ یہ حالت بہت جلد حاصل
ہوجاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ترقی کرنے سے عالم ارواح تک انسان پہنچ
سکتا ہی اہل اسلام کے یہاں جلالی عملوں کو پڑھتے وقت عامل گوشت
وغیرہ کچھ نہیں کہاتا۔ حتے کہ اکثر اغذیہ سے پرہیز ہوتا ہی صرف دودھ چاول
یا ایسی ہی اور زود ہضم اور نفیس غذا بتائی جاتی ہی اس سے مطلب یہ ہوتا
ہے۔ کہ عامل کے اندرونی حواس تیز ہوجائین اور اس کی قوت ارادی
بڑھ جائے۔ پس اکثر عامل ایسے عملوں کو پڑھتے وقت اونگھ جانے کے عادی
ہوجاتے ہین اور اس طرح ان مین میڈیم پن پیدا ہوجاتا ہی اور کو
اسٹرل لائیٹ کی خوفناک اور قسم قسم کی شکلین نظر آنے لگتی ہین اور
خوف کہا جلنے سے دماغ کے **نروس سسٹم** یعنی نظام عصبی مین
فرق آجاتا ہی اور پاگل ہوجاتے ہین پھر حصار وغیرہ یعنی ایک گول دایرہ
جو بغرض حفاظت اپنے گرد کھینچ لیا جاتا ہی کچھ کارگر نہین ہوتا۔

جو شخص علم مسمریزم سے واقف ہو اور جس نے ہماری کتاب "زندہ کرامات"
جو اس علم پر لکھی گئی ہے۔ دیکھی ہو وہ ہرگز ان خطروں کے قابو کا نہین رہتا
اس کو حصار کھینچنے کی اصلی ترکیب معلوم ہوجاتی ہی اور وہ دیو جنوں کے
لئے درحقیقت ایک مضبوط قلعہ اپنی انگلی کے نشان سے بنا سکتا ہی اور بھی
کبھی کسی عمل مین ناکامیاب نہین ہوسکتا۔

المختصر عام طور کی پیشینگویاں اسٹرل لائیٹ مین دیکھکر کیجاتی ہین
بعض لوگ اس بات سے واقف ہوتے ہین کہ ان کا مخرج کیا ہی۔ اور
بعض یہ خیال کرتے ہین کہ ہم مین کرامات ہی شمالی ہند مین امرتسر کے
قریب ایک بڑا بھاری میڈیم موجود ہی ابتدا عمر مین اس نے صوفیوں کے
طریقہ سے مجاہدہ وغیرہ کیا ہی اور بوجہ عدم واقفیت اس مین معمول پن پیدا
ہوگیا اس کو اسٹرل لائیٹ مین قسم قسم کی چیزیں نظر آنے لگیں ان اشکال کو وہ

فرشتے وغیرہ کے نام سے تعبیر کرتا ہے اور اس کی اپنی کرامت خیال کرتا ہے درحقیقت میڈیم پن میں جو کچھ نظر آتا ہے۔ اس کو وہی خیال کر کے قسم قسم کی پیشین گوئیاں کرتا ہے۔ جن میں غلطی ہونیکا بہت کچھ امکان ہے۔ اگر وہ میڈیم نہین ہے۔ تو ہم دعوے سے کہتے ہین کہ وہ اپنے کرشمے دکھانے کیلئے ایک دن مقرر کرے بلکہ وہ اس سبب سے کہ اس کو ان کے واقع ہونے پر قابو نہین (یہ ہی میڈیم پن کی شناخت ہے) ایک غیر محدود زمانہ مقرر کرتا ہے اس خیال سے کہ اس عرصہ مین ضرور کبھی نہ کبھی اس پر وہ حالت طاری ہو جائیگی۔ اور اس وقت کہہ دونگا کہ یہ ہی میرا معجزہ ہے ہمارا خیال ہے کہ اگر ایڈی کا خاندان بجائے امریکہ کے ہندوستان میں ہوتا۔ تو یہان کے سادہ لوح لوگ اس کو بڑا ولی اور کراماتی مان کر اسے پوجنے لگتے۔ کیونکہ پنجابی میڈیم کی کرامات اس کے اختیار کی نہین ہے لیکن ایڈی برادرس ہر شب کرامت دکھاتے تھے۔

ایڈی برادر کا میڈیم پن تین قسم کا تھا۔ گویا یوں کہو کہ وہ تین حالتوں مین ہو جاتے تھے۔ یا تین مختلف قسم کی زندگی بسر کرتے تھے (۱) ایک بیرونی (۲) ایک ہوش والی اندرونی (۳) ایک بیخبری کی اندرونی۔

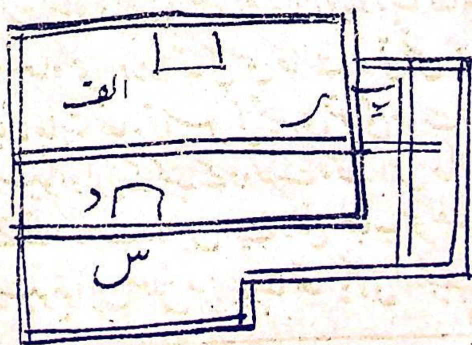
اول قسم کی زندگی ہم سب لوگ بسر کرتے ہین اس لئے اسکی تشریح کی کچھ ضرورت نہین۔ دوسری قسم کی زندگی مین اس کو روحانی شکلین نظر آتی تھین۔ لیکن ان کو ہم لوگون کا سا ہوش و حواس بھی باقی رہتا تھا۔ اور جو کچھ وہ اس حالت مین دیکھتے یا سنتے تھے۔ ان کو یاد رہتا تھا تیسری قسم کی زندگی ایک سمادھی اور مراقبہ کی سی حالت ہوتی تھی۔ جب کبھی ویلیم مجسم روحوں کو بلانا چاہتا تھا۔ تو اس کی تیسری قسم کی حالت ضرور ہی ہو جاتی تھی۔ اور ہورشیو اور ان کے کنبہ کے دوسرے لوگ اس حالت میں اس وقت میں ہوتے تھے۔ کہ جب روحیں اپنے ذاتی احباب سے گفتگو کرنا چاہتی تھین۔ یا ہورشیو ہوا مین معلق ہونا چاہتا تھا۔ یا کوئی اور عجیب کرشمہ

دکھا نا منظور ہوتا تھا۔

تیسری حالت سے ہوش میں آنے کے بعد میڈم کو یہ یاد نہیں رہتا تھا۔ کہ اس نے اپنے ارواح میں کیا دیکھا۔ اور کیا سنا۔ ہاں کبھی جسم کثیف کو چھوڑ کر جسم لطیف سے باہر جاتا تھا۔ تو وہاں کے حالات میں سے کچھ کچھ یاد رہتے تھے۔ ہم نے پچھلے باب میں بد فالیوں اور پیشینگوئیوں کا ذکر کیا ہے اور وہ سا ماعت ہی لکھ دیئے ہیں جو ولیم کی ماں کو مرنے سے پیشتر نظر آئے تھے۔ ولیم کے باپ کی وفات سے ایک سال پیشتر ایک شب جبکہ اسکا باپ اچھا خاصہ تندرست تھا معمولی طور سے کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں جا سویا۔ کچھ عرصہ بعد کل کنبہ نے جو ابھی سونے نہیں گیا تھا۔ دیکھا کہ وہ اپنے شب خوابی کے کپڑے پہنے دوسرے کمرے کے دروازہ میں کھڑا ہے۔ وہ کمرا اس طرح واقع تھا کہ بلا بیچ کے کمرے میں سے گذر کے جس میں سب کنبہ بیٹھا تھا جانا غیر ممکن تھا اس لئے ان سب کو تعجب ہوا کہ وہ کس طرح وہاں چلا گیا۔

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کس طرح کا تھا اور وہ کس کمرے سے کس کمرے میں نظر آیا تھا۔

(الف) بیٹے کا کمرہ ہے (ب) مسٹر اسٹڈ ہی یعنی ولیم کے باپ کے سونے کا کمرہ ہے جس میں وہ سوتا تھا (ج) اس کا پلنگ ہے (د)



ہے۔ جہاں وہ نظر آیا تھا (ر) آگ کی چمنی ہے جہاں کنبہ بیٹھا تھا۔
کمرہ (الف م) سے کنبہ کو اس کا پلنگ نظر آتا تھا۔ ولیم کی ماں نے آواز
دی تو اس کے خاوند یعنی ولیم کے باپ نے اپنے پلنگ سے جواب دیا کہ تم مجھے
کیوں دق کرتی ہو میں اس امر سے سخت ناراض ہوں۔ پس ضرور یہ شکل
اس کا جسم لطیف جس کو اکثر لوگ ہمزاد اور ہنود سوکشم شریر کہتے ہیں
تھا۔ ولیم تھا ایک چھوٹا بھائی جس کا نام جمس تھا۔ بیمار پڑا اس کے مرنے
سے ایک ہفتہ پیشتر اس کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بوڑھی عورت ہر روز
سفید گھوڑے پر سوار ہو کر اسے دیکھنے آتی ہے

اس نے اپنی ماں سے دریافت کیا کہ وہ کون عورت ہے۔ ماں نے یہ
سمجھ کر کہ اس کا دل بہکتا ہے۔ تسکین کیلئے کہہ دیا کہ کوئی عورت وغیرہ
نہیں ہے۔ تم کچھ خیال نہ کرو۔ لیکن لڑکے نے کہا کہ ضرور کوئی عورت ہے
جو وقت مقررہ پر ہر روز اسے دیکھنے آتی ہے اور اپنے گھوڑے کو درخت
سے باندھ دیتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے تیرے آنیکا انتظار ہے۔ ماں نے اس وقت
خیال کیا کہ کوئی روح ہے لیکن لڑکے سے از راہ دور اندیشی کہہ دیا کہ ہاں اب یاد
آیا میری ایک واقف عورت ہے جو آیا کرتی ہے۔ اس لڑکے کے علاج کرنیوالے ڈاکٹر
نے یہ پیشین گوئی کی کہ لڑکے کو عنقریب صحت کلی ہونیوالی ہے لیکن اس کی ماں کا
خیال تھا کہ روح کا آنا خالی از علت نہیں ہے بلکہ یہ آنیوالی مصیبت کی پیشگی
اطلاع ہے۔ اور درحقیقت ایک ہفتہ بعد اس کا خیال صحیح نکلا اسی ہی رات
اس لڑکے کی روح اسکے بھائی ولیم کو جو ان دنوں ایک زمیندار کے ہاں مقام وجسٹر
میں نوکر تھا۔ نظر آئی وہ لڑکے کے مکان چل دیا اور مکان میں روتا ہوا گھسا
اور اپنی ماں سے کہا کہ مجھے سب خبر ہے میں میت میں شریک ہونے کو آیا ہوں۔

ایک مرتبہ شہر ایڈنبرگ کا ایک رئیس آدمی وہاں کی ایک
پہاڑی پر ہوا کھانے سوار ہو کر گیا۔ وہاں اس کو ایسا معلوم ہوا

کہ اس کا ایک دوست گھوڑے کو دھیما کر دیا۔ لیکن پھر جو دیکھا۔ تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اس نے ہر چند تلاش کی۔ کیونکہ وہاں ایک ہی راستہ تھا۔ کوئی دوسری سڑک نہ تھی جو بچ کر نکل جاتا۔ اس بات کا اس کو بڑا تعجب ہوا۔ گھر آکر معلوم ہوا۔ کہ اس کو دوست گھوڑے سے گر کر مر گیا؛

ولیم کی بہن مرنیڈا کی وفات سے ایک روز پیشتر تمام کنبہ کھانا کھانے کے کمرہ مین بیٹھا تھا۔ کہ دفعتہً ہوا مین ان کے سرون کے اوپر ایسا معلوم ہوا کہ ایک بڑا گھڑیال بجا۔ اور اس کی آواز آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ سب کو امید تھی وہ دو بارہ آواز ہوگی لیکن مرنیڈا نے دیکھا کہ اس کے دونون مرحوم بھائی جیمس اور فرینس مجسم موجود ہین مرنیڈا نے مرنے سی قبل ہی یہ وصیت کی کہ میری قبر کے تعویز پر یہ کتبہ ہو "مری نہین۔ بلکہ زندہ ہوئی۔ کیون تم زندوں کو مردوں مین تلاش کرتے ہو"!

فرینس کی وفات کا حال سنو۔ یہ ایک فوج مین ملازم تھا۔ وہان سے بیمار ہو کر گھر آیا۔ تین مہینے تک بیمار پڑا رہا۔ اس نے اپنے مرنے سے تین دن پیشتر ایک انجیل کے پھٹون پر اپنے مرنے کا وقت وغیرہ اور سب کچھ ٹھیک ٹھیک لکھ دیا تھا۔ اس وقوعہ سی دو ہفتہ پیشتر کنبہ کے لوگوں نے سُنا۔ کہ کوئی گاڑی دروازے کے سامنے سے آتی ہے اس مین سی دروازہ کھول کر دو سپاہی نکلے اور انہون نے ایک تابوت اتار کر برآمدہ مین رکھ دیا۔ اور بغیر کچھ کہے سنے واپس ہوئے تابوت پر ایک تختی لکھی ہوئی معلوم ہوئی چونکہ وہان اندھیرا تھا۔ اس لئے چراغ لینے گئے واپس آکر جو کنبہ کے لوگوں نے دیکھا۔ تو تابوت ندارد تھا۔ پس فرینس کے مرنے کے بعد ایک ہمسایہ کو تابوت خریدنے بھیجا۔ تو بالکل اس ہی شکل کا تابوت آیا۔ جیسا کہ غائب ہو گیا تھا۔

اس لڑکے نے بھی اپنی قبر کا کتبہ خود ہی بتایا تھا۔ کہ " روحانی عالم میں گیا"۔ بجائے اس کے مر گیا وفات پائی اس نے یہ بھی وصیت

کی۔ کہ اس پتھر پر ایک نشان کی تصویر کروی جائے اور اس کے پھریرے پر لکھا ہو "آخر کار آزادی ملی"۔ لیکن اس کے باپ نے اپنی مرضی کے موافق کتبہ کھدایا۔ اس سے لڑکے کی روح کو اس قدر غصہ آیا۔ کہ اس نے مجسم اور غیر مجسم شکل میں اس کو اس قدر دق کیا۔ کہ مجبوراً وہ پتھر اس کی وصیت کے بموجب لگانا پڑا۔

مذکورہ بالا قسم کی بشارتیں یا بد فالیاں کچھ لیڈی کے خاندان پر ہی منحصر نہیں۔ بلکہ صدہا مقامات پر مختلف خاندانوں میں ہوتی رہی ہیں ۱۷۹۹ء میں ایک یورپین لیڈی کے مرحوم بچہ کی روح اس کے ساتھ رہتی تھی۔ اور خطروں سے حفاظت کرتی تھی۔ جب کبھی وہ عورت کہتی کہ تم اپنے باپ کو بھی نظر آؤ تو لڑکے کی روح انکار کرتی اور کہتی۔ کہ ایسا کرنے سے وہ بیمار ہو جائیگا۔ اور مر جائیگا۔ اس روح نے کہا۔ کہ سب لوگ ایسی چیزیں دیکھنے کی آنکھیں نہیں رکھتے۔

مشہور یورپین شاعر **ڈانٹی** نے جب وفات پائی تھی۔ تو اس وقت اس کی تصنیف موسومہ **پراڈیشو** چھپنے نہ پائی تھی۔ جب وہ مر گیا۔ تو اس کے بیٹے نے چھاپنے کے لئے کتاب کو نکالا۔ لیکن کتاب نامکمل پایا۔ کیونکہ بیچ کے کچھ جزو غائب تھے۔ ہر چند تلاش۔ مگر بے سود چنانچہ ایک شب خود شاعر مذکور کو روح نے آکر اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ فلاں جگہ گم شدہ جزو رکھے ہیں۔ جب تلاش کیا۔ تو اس ہی مقام سے ملے

ایک **اسکاٹ لینڈ** کا باشندہ ایک مرتبہ سفر کر رہا تھا کہ اس کو ایک روح نظر آئی۔ اس نے کہا۔ کہ آج ٹھیک ایک سال بعد تم اپنے مرحوم باپ سے جا ملوگے۔ اتفاقیہ برس بعد ٹھیک اس ہی دن وہ شخص مر گیا۔

الغرض ہم اس قسم کے صدہا واقعات نہایت ہی مستند کتابوں اور شخصوں کی تحریرات سے نقل کر سکتے ہیں۔ جو ہر ذی عقل کو علم روحانی میں اعتقاد دلانے کو کافی ہیں۔ مگر بالفعل اس ہی ضروری معاملات کی طرف

باب آئیندہ مین رجوع ہوتے ہین۔ ہمین امید ہے کہ ہمارے ناظرین ہماری طویل تحریر سے گھبرا نہ جائینگے۔ ہم اس مضمون پر مختصر لکھنے سے اس لئے مجبور ہین۔ کہ یہ زمانہ بد اعتقادی اور الحاد کا ہے۔ اگر ہم دو چار ہی مثالیں لکھ کر ہدائیں اور روحیں بلانے کا طریق لکھ دین۔ اور یورپ والوں کو اپنی امداد کے لئے نہ بلا دیں۔ تو نئی تہذیب اور نئی روشنی والے ہندوستانیون کی باتون کو جو فقرا اور ان کی کرامتوں کو مانتے ہین اور قدیم مذاہب مین اعتقاد رکھتے اور ان کی باتوں کو سچا جانتے ہین۔ ڈھکوسلا کہہ کر ٹالدیں لیکن ہم عملی ثبوت کے علاوہ جو ہر طرح دندان شکن ہی اور جس سے ہمارے ناظرین جو ہماری ہدائیتوں کے موجب عمل کرینگے۔ بہت ہی جلد اپنا دل ٹھنڈا کر لین گے۔ ہم عملی ثبوت بھی دئے بغیر بھی نہین رہ سکتے۔ جو لوگ پیشتر سے ایسی باتوں مین عقیدہ رکھتے ہیں ان کے لئے درحقیقت کتاب کا بہت سا حصہ فضول ہی مگر کتاب دونو قسم کے ناظرین کے لئے لکھی گئی ہی اور چونکہ ملحد۔ منکر اور دہریوں کی اور نئی تہذیب اور نئی روشنی والوں کی تعداد کثیر ہے۔ اس لئے ان کے لئے کتاب کے صفحے بھی زیادہ صرف کئے جائینگے

باب نہم

سرکل یا چکر یا حلقہ بنانا اور روحوں کا بلانا

جس وقت چند شخص روحیں بلانے بیٹھتے ہین تو انگریزی زبان میں اس کو "سرکل" یعنی حلقہ کہتے ہین۔ اس باب مین ہم اس کتاب کا طریق یعنی حلقہ مین بیٹھنا اور روحوں کا بلانا بتاتے ہین۔

(۱) ایک میز کے چاروں طرف کرسیاں ڈالو۔ لیکن وہ یا تو بیدوں سی بنی ہوئی ہوں۔ یا ان کے تلے مین تختہ لگا ہو۔ اور کوئی گدی وغیرہ نہ ہو۔

(۲) تین آدمیوں سے کم اور دس آدمیوں سے زیادہ حلقہ مین نہ بیٹھین سب لوگ میز پر اپنے دونوں ہاتھ رکھکر کرسیوں پہ جو میز کے چاروں طرف ہوں بیٹھین۔ ہر ایک شخص کا داہنا ہاتھ دوسرے کے بائیں ہاتھ سے چھوتا رہے

(۳) مرد عورت۔ گورے کالے۔ عزیہ لاغر اندام۔ بیوقوف۔ عقلمند۔ سست اور چالاک سب لوگ ایک دوسرے سے ملے جلے بیٹھین۔

(۴) اس وقت کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ غرض۔ غم دنیا و تفکرات دنیا سب کچھ دل سے دور کر دو۔ آپس میں محبّت و اخلاص کی باتین کرو مجمع مین سے کوئی خوش گلو شخص میٹھے سروں مین کچھ معرفت کی غزلین یا بھجن یا مناجات گاوے۔ اور باقی سب اگر نہ گا سکتے ہون۔ تو بالکل یکسو ہو کر سنیں۔ مطلب یہ ہے کہ خیال مین اختلاف نہ رہے جس کی روح بلانا چاہو اس کا خیال سب لوگ اس کی شکل کا تصور کرو۔

گانا گانے مین اس بات کی ضرورت نہین ہے۔ کہ گانیوالے سب لوگ علم موسیقی سے واقف ہون۔ مگر طرز چلتی ہوئی ہو۔ جس طرح کہ صوفیوں کے عرسوں مین قوال لوگ ڈھولک یا طبلہ پر ٹھیکہ بجا کر ترانہ گاتے ہین اہل تصوف کے یہاں ارواح سے تعلق پیدا کرنے اور استفادہ حاصل کرنے کے صدہا طریقے ہین لیکن چونکہ اب متقدمین کی نقل اتارنے والے اور دوکانداری کرنے والے زیادہ رہ گئے ہین۔ اس لیئے ان کو اصلی مطلب ہاتھ نہین آتا۔ اور ان کے مریدوں اور خود ان کو ناکامیابی ہوتی ہے لیکن ہم کو چونکہ اہل تصوف سے بہت کچھ واسطہ ہے اس لئے ہم نہین چاہتی کہ اپنے لیئے گھر کے بھیدی کا خطاب حاصل کرین لیکن ان امور کے اظہار سے باز بھی نہین رہ سکتے۔ جن مین بہت کچھ غلطی ہو رہی ہے مگر یہ باتین اس کتاب مین منتشر طور سے بیان ہونگی۔ یہاں صرف اتنا کہنا مناسب سمجھتے ہین۔ کہ ان کا یعنی پیروں کا مریدوں پر توجہ ڈالنا کس کو کہتے ہین۔ اور حلقہ بنانا کیا چیز ہے اور اس مین سماع کیوں ضروری ہے۔

توجہ ڈالنے کی قوت حاصل کرنے کے لیئے اکثر موجودہ زمانہ کے صوفی

لوگ قسم قسم کی مشقیں کرتے ہین۔ چلے کھینچتے ہین۔ مگر چونکہ ان کو ان چلوں کی اصلی وجہ معلوم نہیں۔ کہ ان سے کیا فایدہ ہی اس لئے ان کے ہاتھ در مقصود نہین آتا۔ ان کو یہ معلوم ہی کہ عمل پڑھنے اور چلہ کھینچنے سے خدا راضی ہو کر قوت بخش دیگا۔ یا کوئی خاص ولی یا پیر مہربان ہو جائیگا۔ مگر وہ یہ کیا جانیں کہ یہ سب ترکیبین قوت ارادی بڑھانے کے لئے ہین۔

ہم دعوے سے کہہ سکتے ہین۔ کہ جو شخص ہماری کتاب زندہ کرامات کی ہدایتوں کے بموجب ایک ماہ بھی مشق کر لے۔ جس میں نہ کچھ پڑھنا پڑتا ہے۔ نہ چلہ کھینچنا ہوتا ہے۔ تو بھی وہ پشتینی اور خاندانی پیروں سے کہین روز کیساتھ اپنے معمول یعنی مریدوں پر ہی نہین۔ بلکہ محض اجنبی اور کثیر تعداد لوگوں پر توجہ ڈال سکتا ہی اور کنٹھ پتلیوں کیطرح نچا سکتا ہی اور بڑا بھاری کراماتی بن سکتا ہی ہم نے اکثر لوگون کو خاص خاص صوفیوں کی نسبت کہتے سنا ہی کہ وہ صرف اپنی ہی گڑیوں کو نچا سکتے ہین یعنی اپنے ہی مریدوں پر توجہ ڈال سکتے ہین۔ لیکن دوسرون پر کچھ زور نہین چلتا۔

صوفی لوگ خاص مشقوں کے ذریعہ اپنے مریدوں میں معمول پن پیدا کر دیتے ہین اور چونکہ مریدوں کو ان پر بہت اعتقاد ہوتا ہی اس لئے وہ ان پر قابو پا جاتے ہین جس طرح مسمرزم کا عامل اپنے معمول کے حواس اور جسم پر قابو حاصل کر لیتا ہی پس اگر پیر زبردست مقناطیس والا شخص ہے۔ تو وہ ہر جگہ حلقوں وغیرہ مین جہاں مختلف لوگوں کے مرید موجود ہوں عارفانہ غزلیں وغیرہ گائے جانے کے وقت جبکہ سبکی توجہ لگنے کے سبب یکسو ہو جاتی ہی علے العموم سب پر توجہ ڈالتا ہی یعنی تصور کرتا ہی کہ ان پر اثر ہو۔ پس تمام تیز حس یعنی ان لوگون کو جو کہ معمول ہونے کا خاصہ رکھتے ہین۔ یا جس میں وہ پیدا کر دیا گیا ہے۔ اثر محسوس ہونے لگیگا۔ اور وہ جھومنے لگینگے۔ پس پیر جی صاحب اور قوت ارادی کو زور دیکر اسے کھڑا کر دیں گے اور اپنے خیال اور ذہنی حکم سے اسے نچائینگے اور اگر پیر جی کچھ ایسے ہی ویسے ہین۔ تو غیر تو غیر خود ان کے چیلوں پر اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کی کمزور قوت

ارادی دوسروں کی زبردست قوت ارادی پر غالب نہ آسکیگی۔

ہم نے بہت سے صوفیوں سے التجا کی کہ ہم پر توجہ ڈالیئے اور جب کبھی انہوں نے کوشش کی۔ تو ہم نے ہی ان کو نیچا دیا۔

ایک مرتبہ ایک مشہور پیر کے مزار پر عرس کے زمانہ مین تمام دن ہم نے کسی کی توجہ کو بھی کام نہ کرنے دیا۔ لیکن ایک شخص جو ہم سے واقف تھا۔ اس نے ہمین ہمارے ارادہ سے باز رکھا۔ یہ جملہ معترضہ چھوڑ کر ہم ان کے حلقہ کا حال بیان کرتے ہین ہر ایک صوفی کی قبر یعنی مزار پر سال بھر بعد اس کے مرید ایک جلسہ کیا کرتے ہین۔ جس کو اصطلاح میں عرس کہتے ہین اس موقع اگر کسی مشہور ولی کا عرس ہوتا ہی تو دور دور سے لوگ آتے ہین۔ عرس کے دن اس سلسلہ کے سب مرید مزار کے سامنے دروازہ چھوڑ کر دو رویہ دو زانو بیٹھتے ہین۔ یا جیسا موقع ہو۔ قوال لوگ گانا شروع کرتے ہین۔ اور عارفانہ غزلیں اور اشعار و بھجن وغیرہ گاتے ہین۔ صوفی لوگ اپنے مریدوں کے ساتھ خاموش بیٹھے توجہ ڈالتے رہتے ہین۔ چونکہ گانے سے سب کے خیال یکساں ہوجاتے ہین۔ اور کچھ پیشتر ہی یکساں خیالات ہوتے ہین۔ (خیالات کے روح ہم آہنگی بہت اثر کرتی ہی اگر ہم آہنگی نہ ہو۔ تو کچھ بھی نتیجہ نہ ہو) مرید ناچنے اور کودنے لگتے ہین۔

جلسہ ختم ہونے کے قریب تمام پیر اور مرید ملکر پیر کی روح کو نفع پہنچانے کے خیال سے درود فاتحہ پڑھتے ہین۔ مختصر لفظون مین یوں کہہ سکتے ہین۔ کہ یہ سب ترکیبین ہم آہنگی کیسا تھ ان کا تصور پیدا کرتی ہین اور یہ ہی منتقدمیں کی اس کاروائی سے غرض تھی۔ (مگر عوام کو مغالطہ دینےکی غرض سے کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے) اس کے بعد سب کھڑے ہوجاتے ہین اور قوال گانا شروع کرتا ہے۔ اور سب حلقہ والے پیروں سر اور ہاتھوں کے جھٹکے سے تال دیتے ہین۔ چنانچہ امریکہ والوں نے اس سب کاروائی کو چھوڑ کر عطر نکال لیا ہے۔ جو ہم نے اس بات ہدایت نمبر ۲ مین درج کر دیا ہے۔ سمجھانے کیلئے ہم نے صوفیوں کا ذکر بھی بے موقع نہین سمجھا۔

(۵) جس قدر اشخاص حلقہ مین بیٹھین - ان مین آپسمین حسد. بغض ونا اتفاقی وغیرہ نہ ہو -

(٦) بدکارون - بدمعاشوں اور خدا اور روح کی ھستی کے منکرون کو حلقہ مین شریک نہ کرنا چاہیئے - بلکہ مشق کرنے کی ابتدا مین کچھ دنون تک ایسے لوگوں کو اس مکان مین بھی نہ آنے دینا چاہیئے کیونکہ ان لوگوں کا برا اثر روح کو پسند نہین ہوتا ان کو ان جسم سے سخت بدبو آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسلیئے نہیں آتی ہین - لیکن جب تعلق پیدا ہو جائے اور ارواح آنے لگیں - تو تماشائیون کے پاس ایک دو کا بیٹھنا چندان مضر نہین ہے ؛

(۷) ابتدا مین وہ مکان جس مین حلقہ کیا جائے - بار بار تبدیل کرنا نہ چاہیئے - یعنی ایسا نہ ہو کہ آج اس مکان مین اور کل اس مکان مین بلکہ میز اور کرسیاں بھی تبدیل نہ کی جائین - تو بہتر ہے - جو شخص جس کرسی پر اول دن حلقہ میں بیٹھے وہ روزمرہ اس ہی پر بیٹھا کرے -

(۸) ہم کو تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے - کہ ابتدا مین کسی خاص شخص کی روح کی تصور باندھکر حلقہ میں بیٹھنے کی بہ لنسبت عام طور پر لاکسی خصوصیت کے کہ کس شخص کی روح آوے - یکسو طبیعت کرکے تصوّر کرنا اچھا ہے - کیونکہ اس وقت جو روح اس مقام سے قریب تر ہو گی - آجائیگی - اور وہ ہی دوسری ارواح کو جن کو حلقہ والے بلانا چاہتی ہین بلا لاسکتی ہے

(۹) یہ کوئی لازمی بات نہین ہے کہ ابتدا میں حلقہ مین بیٹھنے کے اول ہی دن حلقہ والوں مین سے میڈیم معلوم ہو جاوے - اکثر دس پندرہ روز تک استقلال کے ساتھ حلقہ مین بیٹھنے سی شناخت ہوا کرتی ہے اگر میڈیم معلوم ہونے میں عرصہ لگ جائے - تو اپنی اپنی جگہ تبدیل کر لینا مناسب ہے - لیکن جب میڈیم معلوم ہو جائے تو جگہ تبدیل نہ ہو -

(۱۰) حلقہ والوں مین جو شخص میڈیم پایا جائے - تو اُسے شمال کی جانب پشت اور جنوب کی جانب رُخ کرکے بیٹھنا اچھا ہے

(۱۱) حلقہ والوں مین سے ایک شخص کو اپنا میر مجلس قرار دے لینا چاہئے اس کے حکم کی پابندی سب لوگ حلقہ کے وقت کرین۔ اور میڈیم سے جو کہنا یا دریافت کرنا ہو۔ وہ اس ہی کے توسل سے کہا یا دریافت کیا جائے۔ میر مجلس میڈیم کے مقابل کی کرسی پر بیٹھے۔

(۱۲) آندھی۔ پانی اور بجلی کڑکنے اور نہایت سردی و نہایت گرمی کے دلوں مین حلقہ بنانے مین کم کامیابی ہوتی ہے اس لئے جس دن نہ بہت سردی نہ بہت گرمی ہو یعنی موسم معتدل ہو اس دن ایک تنہا مکان مین دھیمی روشنی کرکے یا بالکل تاریکی مین حلقہ ہونے سے بہت کامیابی ہوتی ہے۔ یعنی ارواح میڈیم پر بہت جلد نزول کرتی ہین۔

(۱۳) اگر حلقہ مین بیٹھنے کے کچھ عرصہ بعد اس کمرے مین کسی طرف سے کھٹ کھٹ کی آواز ہو یا جس میز پر بیٹھے ہو۔ اس کا کوئی پایہ وغیرہ اٹھ جائے تو جان لو۔ کہ کوئی روح آگئی اس سے بات چیت دریافت کرنے کے لئے۔ ان کھٹکون سے ہی اس طرح کام کو۔ کہ ان کی تعداد کے لحاظ سے حروف مقرر کر لو۔ یعنی میر مجلس آہستہ کی آواز سے کہے۔ کہ: " اگر کوئی صاحب آگئے ہین تو وہ ایک بار کھٹکا کرین۔ اس سے ہم ہاں سمجھ لینگے"

پس اگر اس کا جواب ملے۔ اور ایک مرتبہ کھٹکا ہو۔ تو پھر زیادہ باتین کرنے کے لئے ان کھٹکون کو حروف مان لو۔ مثلاً ایک بار کھٹکا ہونے سے (الف) اور دو بار سے (ب) اور تین بار سے (ت) وغیرہ وغیرہ ۞

بعض دفعہ کھٹکا نہیں ہوتا۔ بلکہ حلقہ والوں مین سے کسی شخص کا ہاتھ کانپنے لگتا ہے اور انگلیاں ہلنے لگتی ہین جان لو۔ کہ وہ میڈیم ہے۔ اس کے ہاتھ مین ایک پنسل دے دو۔ اور کاغذ اس کے ہاتھ کے نیچے رکھ دو۔ وہ کچھ لکھیگا۔ اکثر قطعی ناخواندہ لوگ جو بالکل لکھ نہین سکتے۔ وہ بھی ایسے میڈیم ہو جاتے ہیں اور جو روح اس کے ہاتھ سے کام لیتی ہے وہ اپنی ہی مادری زبان جس سے میڈیم بالکل بیخبر ہوتا ہے۔ لکھتی ہے۔ میڈیم سے جو سوال کیا جائیگا۔ اس کا جواب لکھ کر دیگا۔

بعض وقت میڈیم سویا ہُوا معلوم ہوتا ہے اور اس حالت مین کچھ مہمل الفاظ کہتا ہے۔ جان لو کہ وہ بہت جلد بولنے لگیگا۔ اس کی زبان تو کام دیگی باقی کل اعضا سن اور بیحس معلوم ہونگے۔ ایسے میڈیم سے جو سوال کیا جائیگا۔ اس کا جواب میڈیم دیگا۔ ایسی حالت مین میڈیم وہ زبانین بولیگا۔ کہ جن کا وہ ایک لفظ بھی نہین جانتا۔ یعنی جس ملک کے باشندہ کی روح اس پر دخل کریگی۔ وہ اپنی ہی بولی بولیگی۔

کسی کسی میڈیم کو ارواح نظر آنے لگتی ہین اور وہ دیوارون و آسمان مین چمکدار حروف مین عبارتین لکھی ہوئی دیکھتا ہے۔ اور پڑھ لیتا ہے ایسے میڈیمون پر مشق اور ترقی ہو جانے روحین مجسّم ہوکر نظر آنے لگتی ہین جو تمام جلسہ والون اور تماشہ دیکھنے والون کو نظر آتی ہین۔ باتین کرتی ہین گیت گاتی ہین۔ ناچتی ہین۔ لیکچر دیتی ہین۔ نصیحت کرتی ہین۔ وغیرہ اس ہی قسم کے میڈیمون کا ہم گذشتہ بابون مین وضاحت کے ساتھ ذکر کر آئے ہین۔ مگر ایسا میڈیم ہاتھ آجائے تو بڑی خوش قسمتی ہے۔ اس قسم کے میڈیم فی صدی دو ضرور ہوتے ہین :

بعض وقت حلقہ والے مکان کی رکھی ہوئی ہر ایک چیز میز۔ کرسی اور اسباب ہلنے لگتا ہے۔ اور باہر رکھی ہوئی چیزیں باوجود دروازہ بند ہونیکے اندر آجاتی ہین۔ اور اندر کی باہر چلی جاتی ہین۔ یہ سب حرکتیں ارواح کی ہوتی ہین۔

ہر چیز سے خواہ جاندار ہو۔ یا غیر جاندار ہر وقت ایک قسم کی روشنی یا نور نکلتا رہتا ہے۔ یہ نور کسی جسم سے کم اور کسی سے زیادہ نکلتا ہے۔ یہ نور ہر شخص کو نظر نہیں آتا۔ بلکہ تیز حس لوگوں کو اور میڈیمون کو نظر آتا ہے علم مسمریزم کے ذریعہ جو معمول بنایا جاتا ہے۔ اس کو حالت خواب مقناطیسی مین ہر شے سے وہ نور نکلتا دکھائی دیتا ہے۔ اس نور یا روشنی کو انگریزی مین اوڈ ایل کہتے ہین ملک جرمنی کے باشندہ ڈاکٹر ریکینبنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ کس شے سے کس قسم کا اوڈ ایل خارج ہوتا ہے۔

پس جس شخص کے جسم سے بہت سا او ڈایل خارج ہوتا ہو۔ وہ بہت اچھا میڈیم ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ بہت جلد ارواح سے تعلق پیدا ہو سکیگا۔ اگر کامیابی مین اس پر بھی دیر ہو۔ تو جگہ تبدیل کرنا۔ اور حلقہ والوں میں اور آدمیوں کا ملا لینا بھی اکثر مفید ثابت ہوا ہی ؀

یہاں تک ہم سرکل میں بیٹھنے اور روحوں کے بلانے کا قاعدہ بیان کر چکے اب یہ بتانا باقی ہی کہ کسی خاص شخص کی روح کو کس طرح بلائیں اگر حلقہ مین بیٹھنے کے بعد میڈیم شناخت ہو جائے۔ ہم کو اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ اگر حلقہ میں بیٹھنے والے کسی خاص شخص کی روح کے بلانے کا تصور نہ کرین۔ تو اکثر حلقہ والوں مین سے کسی نہ کسی عزیز کی جسے وہ بہت پیار کرتا تھا۔ آجاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح سنگ مقناطیس لوہے کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ اس ہی طرح محبت کا روحی تعلق اس روح کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ ان کے علاوہ ایسا بھی ہوتا ہی کہ نیچے کے درجہ کی ارواح یعنی ان لوگوں کی جن کو دنیاوی لگاؤ بہت تھا۔ اور جو اس لگاؤ اور تعلق کے سبب دنیا ہی کے خیالات مین پھنسی ہوئی رہتی ہین۔ زمین سی بندھی رہتی ہین۔ آجاتی ہین۔ اور قسم قسم کی شرارتین کرتی ہین۔ ان کی شرارتو سے بچنے کے لئے حلقہ مین بیٹھنے کے پیشتر میر مجلس اور سب ساتھیون کو عرفان اور تصوف کے بھرے ہوئے راگ۔ بھجن غزلین یا مناجات وغیرہ گانا واجب ہے۔ اور اس کے بعد خدا سے التجا کرے کہ اے رحیم وکریم! کسی بزرگ کی روح کو ہدایت کر کہ ہمارے اوپر مہربانی کر کے ہمارے حلقہ مین آوے۔ وغیرہ۔ یا اس ہی قسم کی اور کوئی عبادت ہو مگر مطلب یہ ہی ہو۔ اور اگر کسی خاص بزرگ کی روح کو بلانا منظور ہی۔ تو دل ہی دل مین اس کا خیال کرو۔ اور بلاؤ۔ یہ کوئی لازمی بات نہیں ہی کہ وہ آہی جاوے۔ لیکن فیصدی ۹۹ حالتوں مین کامیابی ہوتی ہی۔

جن حلقوں میں زیادہ حصہ ایسے لوگون کا موجود ہوتا ہے۔ جو دنیا کے کتے ہین اور خود غرضیوں کے کام مین پھنسے رہتے ہین۔ اور اس قسم کی

سوال روحوں سے دریافت کرتے ہین - کہ میری فلان شخص پر طبیعت ہے۔ وہ کب ملیگا - یا میں اس شخص سے مقدمہ جیتونگا - یہنہن ؟ مین اپنا مکان فروخت کرون - یا نہین - ؟ تو ایسے حلقون مین - بزرگون کی ارواح نہیں آتی ہین - اور اگر آبھی گئی ہوتی ہین - تو فوراً چلی جاتی ہین ارواح کو ایسے لوگوں کے جسم سے بدبو آتی ہے جس وہ برداشت نہین کرسکتا بزرگوں کی ارواح ایسے لوگوں میں آتی ہین - جو خود بھی خدا پرست اور پرہیزگار ہون - اور روحانی ہی باتین دریافت کرین ؛

بالغرض مذکورہ بالا طریق سے دل ہی دل میں کسی بزرگ کا تصوّر بلانے سے وہ تشریف لے بھی آتے ہین - تو وہ آتے ہی میڈیم کے ہاتھ کو حرکت دیتے ہین - فوراً اس کے ہاتھ مین پنسل دے دینی چاہیئے اور کاغذ رکھ دینا چاہیئے - وہ اکثر آتے ہی یہ کہا کرتے ہین - کہ "ہاں میں آگیا" "مجھے کیوں یاد کیا ہے" وغیرہ ؛

ان لوگوں سے ابتدا مین ایسے ہی سوال دریافت کرنے چاہئیں - جن کا جواب "ہاں" یا "نا" مین ختم ہو جائے - یعنی بہت ہی مختصر ہو - پھر رفتہ رفتہ زیادہ باتین کرنے لگیں گے - اس وقت جو سوال دریافت کیا جائیگا جواب ملیگا - لیکن ان لوگوں کی آزمائش کے لئے کوئی سوال نہ کرنا چاہیئے ؛

جب کبھی دنیاوی خیالات مین غرق لوگون کی روح آجاتی ہے تو اکثر دنیا کی باتیں یا کام یاد کر کے زار زار رونے لگتی ہے - ایسی حالت مین خدا کی حمد و ثنا کی نظم کا گانا اسے تسکین دیتا ہے اور خاموش کر دیتا ہے - گویا جلتی ہوئی آگ پر پانی ڈال دیا - چنانچہ اس کے متعلق ذاتی تجربہ سناتے ہین ؛

ایک مرتبہ رات کے آٹھ بجے ہم سات آدمی حلقہ بنا کر بیٹھے - ہم لوگوں میں دو انگریز بھی تھے - مناجات گانے کے بعد میڈیم بیہوش ہو گیا - ہم نے دیکھا - کہ سامنے ایک آدمی کھڑا ہے - غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ وہ

آدمی تھے جو کئی سال ہوئے۔ کہ مر چکا ہے۔ پس ہم نے سب سے کہا۔ کہ دیکھو وہ کون ہے۔؟ یہ سن کر وہ غائب ہو گیا۔ ادھر میڈیم کا جسم اینٹھنے لگا۔ اور وہ میز پر سر رکھ کر ہاتھ پیر سکوڑنے لگا۔ ہم نے دو اگزیٹرن کی مدد سے کھینچ کھانچ کر اوسے پلنگ پر لٹا دیا۔ وہاں اس کی حالت اور بھی خراب معلوم ہوئی۔ پس ہم نے اس کے جسم پر پاس کرنے شروع کیئے (حلقہ مین ایک دو شخص ایسے ضرور موجود ہوتے چاہئیں۔ جو علم مسمرزم سے کسی قدر واقف ہون۔ یہ علم نہایت آسانی سے ایک ہفتہ مین کتاب "زندہ کرامات" کے ذریعہ آسکتا ہے) تب اس کے ہاتھ پیروں کی اینٹھن بند ہو گئی۔ لیکن زار زار رونے لگا۔ جب ہم اس سے دریافت کیا۔ کہ تم بتاؤ۔ تم کون ہو؟ تو اس نے جواب دیا۔ کہ میں اپنا نام نہین بتاؤنگا بلکہ کہتا رہا "آہ کتنی تکلیف ہے۔ اب برداشت نہین ہوتی۔ اے خدا! تیرا وہ رحم کہاں گیا؟ کیوں مجھے ایسی خراب عقل دی تھی۔ افسوس صدہا افسوس۔ مین نے کیوں تیرا ایسا شیرین نام نہین لیا۔ آہ! اس خیال سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اب یہ تکلیف سہی نہین جاتی" یہ کہہ کر ڈہاڑھیں مار مار کر رونے لگا۔ اس کے بعد حسب ذیل سوال و جواب ہوئے:۔

(ہم) تم نے کیا گناہ کیا تھا اور اس وقت تم کو کیا تکلیف ہے

(روح) (رو کر) کیا دریافت کرتے ہو۔ مین نے خدا کے تمام احکام توڑے ایک کو بھی پابندی نہ کی جب سے مین نے زمین کی زندگی چھوڑی ہے تب سے سخت تاریکی مین مارا مارا پھرتا ہوں۔ نہ کسی آدم نہ کسی آدم زاد سے ملاقات ہوئی۔ اے میرے پروردگار! میرا کلیجہ اگر کوئی چیر کر دیکھے۔ تو خدا کا بزرگ نام اس مین لکھا پاوے گا۔ دنیا کی باتین جب یاد آجاتی ہین۔ تو کلیجہ پھٹ دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ خدا کے لیئے آپ لوگ دنیا کی باتوں کا تذکرہ نہ کرین۔ ورنہ سن کر سخت تکلیف ہوتی ہے۔ (اس کے بعد ہم نے ایک بھجن گایا) تب میڈیم نے ہاتھ پاؤں سمیٹ کر کہا۔ کہ ہاں! اب ذرا ٹھنڈ پڑی۔

(ہم) تم یہاں کیسے آئے؟

(روح) میں تاریکی میں مارا مارا پھرتا تھا کہ دفعتہً کچھ روشنی نظر آئی اس کے سُراغ پر چل دیا۔ اور یہاں آگیا۔ آپ لوگ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ آپ کے قریب کچھ دنوں رہنے سے میرا بہت اندھیرا دور ہو جائیگا۔ دنیا چھوڑنے کے بعد آج اول مرتبہ آدمیوں سے دید شنید ہوئی ہے۔ آہ! تکلیف سہی نہیں جاتی یہ کہہ کر پھر رونے لگا۔

اس طرح قریباً وہ نصف گھنٹہ تک روتا رہا۔ اس وقت میڈیم کا جسم بالکل سرد تھا۔ اور پسینہ جاری تھا۔ ہم نے روح کو کہا۔ کہ آپ تشریف لے جائیں۔ اور میڈیم پر بہت عرصہ تک الٹے پاس کرکے اسے ہوش میں کیا ؛

انسان اس دنیا کی دولت وحشمت پاکر اپنے خدا سے بالکل پھر جاتا ہی گویا اس کا خدا دنیا ہو جاتی ہی یہ شخص جس کی روح کا ہم نے اوپر بیان کیا۔ باوجودیکہ روح نے بوجہ شرم کے اپنا نام ونشان نہیں بتایا۔ لیکن ہم اس کو جانتے تھے۔ اس لئے فوراً پہچان گئے۔ اس کی ارواح ابھی اس قابل نہیں ہوئی۔ کہ عالم ارواح میں جاوے۔ اس لئے زمین پر ہی ماری ماری پھرتی تھی۔ اس کو ابھی غرور باقی تھا۔ کیونکہ اس خیال سے کہ میں بڑا آدمی ہوں۔ میرا نام معلوم کرکے یہ لوگ شرمندہ کرینگے اور اس ہی خیال سے یہ نہیں بتایا۔ کہ اس نے دنیا میں گناہ کئے تھے۔

یہ شخص دنیاوی زندگی میں ابتدا میں ایک کم حیثیت اور ادنے درجہ کا آدمی تھا۔ حکام کی خوشامد کرکے اور رعایا کا گلا کاٹ کر یہ شخص بڑے مرتبہ پر پہنچ گیا تھا۔ اور کئی خطاب بھی اس نے پائے اور رات و دن مکاریوں اور دغابازیوں کی فکر میں رہنے کے سبب قلب بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ رحم قطعی اس کے دل پر نہ تھا۔ اس کا نتیجہ اب صرف رونا اور جھینکنا تھا جو لوگ غرور سے زمین پر پیر نہیں رکھتے۔ جو لوگ خدا سے بچھڑے رہتے ہیں ان کو اس واقعہ سے عبرت پکڑنا چاہیئے ؛

بعض روحیں حلقہ مین آکر اپنا نام صاف نہین بتاتیں۔ بلکہ خاص خاص اشاروں سے بتادیتی ہین۔ ہمارے ملاقاتیوں مین سے ایک شخص ہوتپ دق ،، سے مرا تھا۔ اس کا آخری وقت مین کھانسی بہت ہو گئی تھی۔ اس لئے جب کبھی وہ آتا تو میڈیم پانچ چھ منٹ تک اول اول کہوں کہوں کرتا۔ گویا کھانستا ہی ایک پولیس کے داروغہ کی روح جو کوڑھی ہو کر مرا تھا۔ جب آتی تو میڈیم کا پنجہ بالکل ایسا اینٹھ جاتا کہ بالکل ونڈ معلوم ہوتا۔ ہم فوراً جان لیتے تھے کہ داروغہ صاحب تشریف لائے ہین ؀

باب دہم

موت کیا شئے ہے

عالم راز کے واقف ان باتوں کو خوب جانتے ہین۔ کہ درحقیقت موت کوئی چیز نہین ہے۔ صرف دفعتہً ایک حالت سی دوسری حالت مین تبدیلی کا نام موت غلطی سے رکھ لیا ہے۔ ہمارے مطلب کو شاید بہت لوگ۔ ان مختصر الفاظ میں نہ سمجھے ہون۔ بلکہ بعض اس مسئلہ کو قطعی عجیب وغریب اور کل مذاہب کے پکے اصول کے خلاف سمجھین لیکن یہ کوئی وجہ نہین ہے۔ کہ جس دوا کو مریض کڑوا خیال کرے حکیم بھی اس کو باوجود مفید جاننے کے دینا ملتوی کر دے سچ بات کہنے مین کبھی بھی پس و پیش نہ کرنا چاہیئے۔

تبدیل سے ہماری یہ غرض ہے۔ کہ کیا انسان اور کیا نباتات اور جمادات ہر ایک شے جو دنیا مین موجود ہی ہر لحظہ و لمحہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اول انسان کو دیکھو۔ کہ پیدائش کے بعد بچہ روزبروز ایسا بے معلوم بڑھتا ہی۔ کہ جس کو کوئی جان نہین سکتا۔ لیکن دو چار مہینے یا سال کے بعد وہ بچہ بالکل ایک نئی چیز ہوجاتا ہی اس کے ہاتھ پیر بہت

ترقی کر جاتے ہین۔ کیا کوئی شخص کہ سکتا ہے کہ مین نے بچہ کو بڑھتے معلوم کیا ہے۔ بلکہ ایک عرصہ کا نتیجہ ضرور اس بات کا پتہ دے سکتا ہے۔ کہ بچہ کے جسم پر کچھ فرق ہو گیا۔ کوئی شخص کسی آلہ یا حواس کے ذریعہ یہ نہین بتا سکتا کہ بچہ نے ایک گھنٹہ مین کس قدر جسمانی ترقی کی۔ لیکن در حقیقت کچھ ترقی ایک گھنٹہ ہی نہین۔ بلکہ ایک لمحہ مین بھی ضرور ہوئی لڑکپن سے جوانی تک کس قدر فرق صورت شباہت مین ہو جاتا ہے اور پھر جوانی سے بڑھاپے تک کیا حال ہو جاتا ہے اگر ہر دم جسم مین ترقی نہ ہؤا کرتی۔ یعنی تبدیل نہ ہوتی تو سب کو معلوم ہو جایا کرتا۔ کہ فلاں شخص فلاں وقت جوان ہوا اور فلاں وقت بوڑھا ہؤا۔ لیکن یہ تبدیلیاں ایسی غیر معلوم ہوتی ہین کہ غیر تو غیر خود وہی شخص جس میں یہ تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ معلوم نہین کر سکتا۔

اسی طرح نباتات اور جمادات کا حال ہے اکثر قسم کے درخت ایسے ہین۔ جو دو چار مہینے مین ہی بڑے ہو جاتے ہین۔ مگر ان کی تبدیلی بھی معلوم نہین ہوتی پتھر وغیرہ بھی اس ہی طور ترقی کرتے ہین الغرض دنیا کی سب چیزیں بہت چھوٹے چھوٹے ذروں سے بنی ہین۔ ان میں یہ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اگر لکڑی مین جو مکان وغیرہ مین لگائی جاتی ہے۔ تبدیلی ہر دم نہ ہوتی رہتی ہو۔ تو وہ پرانی اور بوسیدہ کس طرح ہو جائے آج تک کسی نے یہ نہ دیکھا ہوگا۔ کہ فلاں چوکھٹ دفعتہً گل کر گر پڑی۔ بلکہ رفتہ رفتہ اس کی حالت بدل جاتی ہے اور وہ بیکار ہو جاتی ہے ؎

جب وہ چھوٹے ذرے جن سے انسان کا جسم مرکب ہے۔ تبدیلی کی انتہا کو پہنچ جاتے ہین۔ یعنی ان مین وہ قوت کم ہو جاتی ہے جو ان کو واپس مین ملائے رکھتی ہے۔ تو وہ روح کو جو اس خاکی قید خانہ مین بند تھی رہا ہونے سے نہین روک سکتے اور وہ فوراً باہر نکل جاتی ہے ؎

پس اگر کوئی ایسی ترکیب کرے کہ ان ذرّوں کو علیحدہ ہونے
مین بہت عرصہ لگا دے۔ تو اس قدر عرصہ زیادہ جی سکتا ہی کہ جس قدر
زیادہ عرصہ ان کی علیحدگی مین لگا دیا گیا۔ اس طرح انسان ایک بے
حد زمانہ تک زندہ رہ سکتا ہی سب لوگ جانتے ہین کہ پہلے زمانہ کے
لوگ بڑی بڑی عمر کے ہو کر مرتے تھے۔ اور آج کل عمر نہایت چھوٹی
ہوتی ہے۔ اس کی یہ وجہ ہی کہ ان مین طاقت زیادہ ہوتی تھی اور اب
بہت کم ہی لیکن چونکہ وہ بھی اس کا انتظام کرنا نہ جانتے تھے۔ اس لیے
ایک خاص عرصہ کے بعد مرنے مین ان کو بھی مجبوری تھی اگر وہ لوگ
علم راز کی ترکیب سے واقف ہوتے یا ابکے لوگ واقف ہو جائین۔ تو بلا
شبہ عمر کو بہت بڑھا سکتے ہین۔ یہ نہین ہو سکتا کہ انسان کبھی مرے ہی
نہین۔ کیونکہ اس کا جسم مادہ سے بنا ہے۔ اور یہ مادہ کا خاصہ ہی کہ تبدیل
ہو اس لئے تبدیلی ضرور واقع ہو گی لیکن یہ ضرور ممکن ہی کہ وہ اس تبدیلی
کو ایسے ڈھنگ سے ہونے دے کہ وہ کس طرح معلوم نہ ہو۔ فرض کرو کہ دو
شخصوں کے پاس سَو روپیہ ہے۔ اگر ایک ان مین سے ایک روپیہ روز
خرچ کرے اور دوسرا ایک پائی روز تو روپیہ دونوں کا ایک ختم ہو گا۔
لیکن بے انتہا فرق پڑیگا ؎

ہماری مذکورہ بالا تحریر سے یہ مطلب نکل سکتا ہی کہ ہم موت کے زمانہ
کو پیشتر سے مقرر شدہ نہین مانتے۔ ایک معنی سے ہم ایک مسئلہ کو مانتے
ہین۔ اور دوسری طرح نہین مانتے۔ ہمارے خیال مین مقررہ وقت کے
یہ معنی ہین۔ کہ جس قدر عرصہ مین اس کا مجموعہ نتائج افعال جس کو لوگ
تقدیر کہتے ہین۔ اور ہندو پراربدھ کہتے ہین ختم ہو جائے جس طرح روپیہ
روپیہ والوں کا ہم نے روپیہ ختم ہونا بیان کیا ہے۔ اس ہی طرح اُس
نتیجہ کو بھی ایک غیر محدود زمانہ تک کھینچ لے جانا یعنی عرصہ دراز کے بعد
ختم ہونے دینا ممکن ہے۔ پس جو لوگ کسی کے مرنے پر رنج کرتے ہین وہ
یہ نہین جانتے کہ روح کو ایک خاص قسم کی اس وقت خوشی ہوتی ہی فرض

کرو۔ کہ کوئی شخص جیل خانہ مین چلا جائے اور وہاں تمام قیدیوں سے اس کا بہت کچھ خلا ملا اور محبت ہو جائے جب وہ وہاں سی رہا ہو۔ تو ضرور سب قیدی جن سے اس کی ملاقات تھی رنج کرینگے۔ لیکن کیا اُن کا رنج کرنا بجا ہے۔؟ ہرگز نہین۔

ممکن ہے کہ رہائی پانے والے کو بھی جب تک وہ دروازہ سی باہر نہین آیا ہے۔ کچھ افسوس ہو لیکن جب باہر آجائیگا۔ اور دوسرے رہائی یافتہ لوگوں سے ملیگا۔ تو وہ قیدیون کے رونے جھینکنے کو دیکھ کر ہنسے گا۔

جو لوگ دنیا کی باتون مین سر تا پا غرق ہین البتہ اُن کے عالم ارواح مین کوئی دل دلچسپی نہین۔ وہان بھی ان کو دنیا کا ہی خیال رہتا ہی۔ اور چین ملتا۔ فرض کرو۔ کہ ایک ایسا بھی قیدی ہو کہ جو ہمیشہ جیل خانہ ہی مین عمر گذارتا ہو۔ باہر جیلخانہ سے اس کو روٹی اور کپڑا ملنے کی بھی اُمید نہ ہو۔ تو وہ بے شک رہا ہو کر اور بھی مصیبت مین پڑ جائیگا۔ جیلخانہ مین تو اسکو ٹاٹ کا کرتہ اور جو کی روٹی ملتی بھی تھی۔ باہر وہ بھی نہین جیلخانہ کے لوگ اس سے بولتے بھی تھے۔ مگر باہر کے منہ نہین لگاتے۔ پس اسے جیلخانہ ہی پسند آئیگا۔

لیکن جو لوگ خدا پرست ہین مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہین دنیا کو صرف ایک چند روزہ سرائے سمجھتے ہین۔ ان کے لئے عالم ارواح مین سب کچھ ہے۔ ان کی ملاقات کو وہاں صدہا موجود ہین اب ہم چند ایسے لوگوں کی ارواح کے حالات لکھتے ہین۔ جن کی موت مختلف سیلوں سے ہوئی ہے ؁

باب یازدہم

نیچے درجہ کی روحوں کی حالت

ہم ہندوستانیوں مین ایک مثل مشہور ہی کہ جیسی روح ویسے فرشتے

یہ کسی ایسے تجربہ کار کی کہاوت ہے کہ جو عالم ارواح اور اسٹرل لائیٹ سے خوب واقف تھا۔ عالم ارواح اور اسٹرل لائیٹ میں معمولی مسمریزم کا میڈیم اور معمولی روشنضمیری یعنی سمادھی لگانیوالا مشکل سے فرق معلوم کر سکیگا۔ لیکن درحقیقت فرق زمین آسمان کا ہے۔ عالم ارواح میں مرے ہوئے لوگوں کی روحیں موجود ہوتی ہین جو دنیاوی زندگی میں اچھے اعمال تھے یا ان لوگوں کی روحیں ہوتی ہین جو دنیاوی جذبات کی پابند اسٹرل لائیٹ مین تکلیف بھگت چکتے ہین اسٹرل لائیٹ یا لوح محفوظ میں ہر شخص کے اعمال کی تصویریں اور انکی نتائج کی شکلیں رہتی ہین یہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک شی کی تصویر جسطرح فوٹوگراف میں اتر آتی ہے اسی طرح اسمیں اتری ہوئی موجود رہتی ہے۔ پس مسمریزم کا اعلیٰ درجہ کا روشنضمیری یعنی مراقبہ اور سمادھی لگانیوالا شروع مشق میں اسٹرل لائیٹ کو دیکھتا ہے وہاں اسکو صدہا قسم کی تصویریں نظر آتی ہین لیکن یہ عجب قسم کی ہوتی ہے جنکا بیان کرنا یہاں ضروری نہیں ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ انسان جب خوب گہری نیند میں سویا ہوا ہوتا ہے۔ تو اس کے اندرونی حواس تیز ہو جاتے ہیں اور وہ اسٹرل لائیٹ میں قسم قسم کی چیزیں دیکھتا ہے۔

جسکو عوام خواب دیکھنا کہتے ہین خواب دیکھنے کے چند سبب ہین اول غذا کی حرارت دوم بیداری میں کسی خاص بات کا زیادہ خیال اور سوم حواس کا تیز ہو جانا جب غذا کے سبب خواب نظر آتے ہین تو وہ سونے سے تھوڑی ہی دیر بعد دکھائی دیتے ہین۔ کیونکہ جب تک غذا ہضم نہین ہوتی۔ تب ہی تک اپنا اثر کرتی ہے ایسے خواب عموماً دس بجے سے ایک بجے رات تک یا دن کو سوتے وقت دکھائی دیتے ہین دوسری قسم کے خواب جن میں حافظہ قائم کرتا ہے معاً سوتے ہی یا صبح کے چار بجے کے بعد جب اٹھنے کا وقت ہوتا ہے اور نیند گہری نہین ہوتی تیسری قسم کے خواب دو بجے رات سے چار بجے تک کے درمیان نظر آتے ہین۔

اول اور دوسری قسم کے خواب یاد رہتے ہین تیسری قسم کے کم یاد رہتے ہین کیونکہ انکو یاد رکھنے کیلئے نہایت لطیف حواس کی موجودگی درکار ہے اول اور دوسری قسم کے خواب علی العموم جھوٹے ہوتے ہین لیکن تیسری قسم کے اکثر سچے ہوتے ہین اس ہی لئے خوابوں کی تعبیر بتانے والے وقت خواب ضرور دریافت کیا کرتے ہیں۔ اسٹرل لائیٹ میں دیکھنے کا ایک علم بھی ہے جسکو سائیکومیٹری کہتے ہین اس کے ذریعہ آسانی سے انسان لوح محفوظ کے حالات پڑھ سکتا ہے ابتدا میں عامل کی نظر کے سامنے وہاں کی تصاویر اسطرح گذر جاتی ہین۔ جس طرح کاغذ کی شکارگاہ کی تصویریں گذر جایا کرتی ہین۔ لیکن پھر اسکو اختیار ہو جایا کرتا ہے اور انکی جتنی دیر تک چاہے روکے رہے۔ چنانچہ امریکہ کے پروفیسر ڈینین سے جبکہ ان کو ایک انگریز نے ایک مکان سے چونے کا ٹکڑا دیکھنے کیلئے دیا تو انہوں نے اسٹرل لائیٹ میں دیکھکر

بتادیا۔ کہ یہ ایک ایسے شہر کے ایک مکان کا چونہ ہی۔ جو صدہا سال سی ایک آتش فشاں پہاڑ کے نیچے دبا پڑا ہی پھر اس مکان کے کل حالات بیان کردے درحقیقت یہ پامپئی شہر کے ایک مکان کا چونہ تھا۔ جو مسیح سے تین سو برس پیشتر کوہ وسووی یس کے تلے جو ملک اٹلی میں واقع ہی دب گیا تھا۔ اور اب کھود کر نکالا جارہا ہی :-

قصہ مختصر جو لوگ دنیا کے لوثوں سے آلودہ ہوتے ہین انکی ارواح زمین کے قریب ہی رہتی ہین اور بہت عرصہ بعد صاف ہو کر اسٹرل لائیٹ سے اوپر گذر کر عالم ارواح میں داخل ہونے پاتے ہین اکثر لوگوں نے سنا ہوگا۔ کہ فلاں مرد یا عورت مرگئی تھی اور جب اس کو دفن کرنے یا جلانے کا سب سامان ہوگیا تو وہ جی اٹھی اور اس نے وہاں کے حالات بھی بیان کئے کہ وہاں کیا کچھ دیکھا اور اگر وہ شخص ہندو ہوتا ہی تو اسکو دھرم راج کی کچہری نظر آتی ہی جہاں بڑے بڑے حساب کتاب ہوتی ہین بعد حساب کے معلوم ہوتا ہی کہ اس کو نہیں بلایا۔ اور دوتوں کو حکم ہوتا ہی کہ اُسے واپس پہنچاؤ واپس آجاتا ہی وغیرہ۔ اگر وہ شخص مسلمان ہوتا ہی تو اس کو ایک بڑی عالیشان مسجد یا کوئی ایسا ہی مقام نظر آتا ہی۔ جہاں فرشتے موجود ہوتے ہین۔ وغیرہ ایسی ایسی باتوں کو سن کر نئی تعلیم والے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ پس آخرت کوئی چیز نہیں ورنہ کیا وجہ کہ دونو کو یکساں باتیں نظر نہین آتین لیکن وہ یہ نہین جانتے کہ مرکر واپس نہیں آسکتا۔ صرف کمزوری کے سبب حواس اندرونی مین ذرا ایک تیزی آگئی تھی، اس لئے اس نے اسٹرل لائیٹ میں اپنا پرانا مذہبی خیال جو اس کو مذہب نے اسپر جمایا تھا پڑھ لیا تھا۔ اس حالت مین قبض وغیرہ کل ساکت ہوجاتی ہے اس ہی لوگ اس مرا جان لیتے ہین درحقیقت وہ ایک قسم کا ضعف یا سکتہ ہوتا ہی جب اس سے افاقہ ہوا وہ ہوش مین آجاتا ہی بعض حالتوں مین عزیز و اقارب کی ارواح بھی مریض کو نظر آتی ہین یہ سچ بات ہوتی ہی اس مریض کا صحت پانا غیر یقینی ہوجاتا ہی۔ جو روحیں عالم ارواح میں جانیکے لائق نہیں ہوتیں وہ ماری پھرا کرتیں ہین پس یہ کہنا کہ جیسی روح ویسے فرشتے لفظاً صحیح ہی کیونکہ جیسے آدمی کے خیالات ہوتے ہین ویسا ہی مرنے پر اور اس کے قبل نظر آتا ہی جو لوگ دنیاوی زندگی میں بدکار اور گنہگار ہوتے ہین انکو قالب چھوڑنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہی۔ کہ گویا وہ ایک تاریک غار میں پھینک دئے گئے ان کے پاس کوئی روح نہیں آتی اور اسی طرح وہ حیران اور پریشان رہتے ہین :

ایک مرتبہ ہمارے ایک حلقہ میں ایک مشہور دہریہ کی روح طلب کی گئی اس نے آتے ہی کہا کہ مجھے سخت تکلیف ہی جو سہی نہیں جاتی پھر سوال یہ ہی آپکے حالات معلوم کرنیکے لئے آپکو یہاں طلب کیا ہی

اس سے آپ خفا تو نہیں ہو لئے۔

جواب بڑی تکلیف ہوتی ہے آپ مہربانی کر کے پھر نہ بلائیں۔ سوال آپ نے پھانسی کھا کر کیوں کیوں جان کھوئی۔ جواب زندگی قائم رکھنے سے مایوس ہو کر ایسا کام کیا تھا پر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہاں میرے رہنے کی ضرورت نہ تھی عاقبت کا مجھے یقین نہ تھا میرا خیال تھا کہ دنیا میں ہی معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ سوال مرنے کے بعد آپ کو کیا خیال ہوا تھا۔ جواب اول یہ معلوم ہوا تھا۔ کہ تاریکی میں کہیں کو چلا جا رہا ہوں لیکن اب یہ بات جاتی رہی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ ابھی اور کیا مصیبتیں جھیلنا باقی ہیں۔ سوال کیا آپ اپنے بھائی سے ملاقات کیا چاہتے ہیں۔ جواب نہیں نہیں۔ عیش و آرام کے زمانہ میں تو عیش سب کو تقسیم کرنا چاہیئے لیکن ایسی مصیبت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیئے وہ میری یہ حالت سن کر رنجیدہ ہونگے۔ سوال آپ اپنے دہریہ دوستوں کو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جواب یہ کہ دنیا کو مجھ بدنصیب کی حالت معلوم کر کے خدا سے منحرف نہ ہوں۔ سوال کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کو کس قسم کی تکلیف ہے۔ جواب بہت کچھ بتا سکتا ہوں اگر تمہارے جیسے ہوئے عقیدہ کے خلاف کوئی بات صحیح ٹھہر جائے تو تمہاری غرور ٹوٹ جانے سے تم کو کتنا رنج اور تکلیف ہو اس سے سو گنا زیادہ مجھے تکلیف ہوتی ہے زندگی میں ہمیشہ لوگوں کو عاقبت کے خلاف بحث کر کے قائل کیا کرتا تھا۔ لیکن آج اس ہی سے کام پڑا ہوا ہے شرم سے کسی کو منہ نہیں دکھا سکتا ہوں۔ الغرض اپنے ادنے روحوں سے مقابل ہونے پر منہ چھپا کر بھاگنا پڑتا ہے صرف خدا کی ذلت پر بھروسہ باقی ہے۔

باب دوازدہم

مرنے کے بعد کی حالت ایک روح کی زبانی

ملک فرانس کے دار السلطنت شہر پیرس میں ۱۸۵۸ء سے ایک علم روحانی کے شائقینوں کی ایک بڑی سوسائٹی ہے اس میں وہاں کے بڑے بڑے متمول اور عالم فاضل لوگ شریک ہیں اس سوسائٹی والوں کا قاعدہ ہے کہ حلقہ بنانے کے بعد پہلے خدا کی حمد و ثنا کے گیت گاتے ہیں اور پھر دعا مانگتے ہیں۔ کہ اے رحیم اور قادر مطلق خدا ہم تیری ذات سے امید رکھتے ہیں۔ کہ تو ہمارے حلقہ میں کسی نیک آدمی کی روح ہماری ہدایت کیلئے بھیجیگا۔ کوئی گنہگار اور شریر شخص کی روح ہمیں

دق کرنیکو نہ آنے پائیں پھر خدا کا نام لیکر کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کی روح ہم لوگ بلانا چاہتے ہین اسطرح وہ اپنی مرضی کے موافق ارواح بلا لیتے ہین۔

اس سوسائٹی کا ایک ممبر سخت علیل ہوا جب اسنے مرنے کے دن قریب دیکھے۔ تو سوسائٹی کے پریزیڈنٹ کو ایک خط لکھا۔ کہ آپ مہربانی کرکے میرے مرنے کے فوراً بعد ہی میری روح کو طلب کرین اور اس سے دریافت کرین کہ روح جسم سے کس طرح نکلتی ہے اور پھر کیا کیا ہوتا ہے تھوڑے سے ہی دنوں بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا ابھی انکی لاش دفن ہونیکو باقی ہی تھی اور انتظام بھی ہو رہا تھا۔ کہ سوسائٹی کے لوگ جا پہنچے اور اسی ہی کمرہ میں جہاں صاحب نے وفات پائی تھی اور جہاں ابھی انکی لاش موجود تھی۔ حلقہ بنایا گیا۔ خدا کی حمد وثنا کرنے کے بعد انکی روح طلب کی گئی۔ بہت جلد وہ روح آگئی اور پھر مفصلہ ذیل گفتگو ہوئی

سوال پیارے بھائی آپکی خواہش کے موجب ہم لوگوں نے آپکو بلایا ہے جواب خدا کی تعریف کرو اسکی عنایت سے ہین اس وقت تمہارے پاس آسکا ہوں۔ لیکن مین اس وقت بہت ہی کمزور ہوں تھرتھر کانپ رہا ہون۔ سوال مرنے سے قبل تم کو یہاں بڑی تکلیف تھی اسوقت بھی کیا تمکو سب باتیں معلوم ہوتی ہین دونوں پہلے کی حالت ارواح کیحالت کا مقابلہ کرکے کہو کہ تم کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ جواب پہلے جو کچھ تکلیف تھی اب وہ ذرا نہین ہے بلکہ اس وقت بڑا آرام ہوتا ہے میرا جسم تیار ہو گیا ہے گویا نیا جسم ہوا ہے خاکی جسم سے روح کسطرح نکلتی ہے دل کچھ نہ سمجھ سکا۔ کیونکہ ابتدا مین بہت سی ارواح نادانی کی حالت میں ہوتی ہین لیکن مرنے سے پیشتر جو بھائی اور دوسرے پیارے لوگوں نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ مرنے کے بعد مجھ میں بات چیت کی طاقت بنی رہے اس لئے خدا کے کرم سے ہین اسوقت بات چیت کرسکتا ہوں ::

سوال مرنے کے کتنے عرصہ بعد آپکو ہوش ہوا تھا۔ جواب قریباً نصف گھنٹہ میں اس لئے خدا کا شکر گذار ہوں سوال آپ کس طرح جانتے ہین کہ آپ اس ہی زمین وہاں گئے تھے جواب اس بارہ میں مجھے کچھ بھی شک نہین۔ جب میں زمین پر رہتا تھا۔ تو اپنی زندگی دوسروں کی بھلائی میں صرف کرتا تھا۔ اب روحانی زمین مین رہ کر لوگوں مین علم روحانی کی سچائی پھیلاؤنگا اگر آپ مجھے اس جسم مین دیکھیں تو ہرگز اپنی مٹی کے جسم کی وقعت نہ کرین یہاں یہ مٹی کا بوجھ اٹھانا نہین پڑتا۔ سوال تم کو اپنا یہ خاکی جسم (جو قریب ہی پڑا تھا) دیکھکر کیا خیال پیدا ہوتا ہے؛ جواب آہا خاکی جسم تو مٹی میں مل جائیگا۔ لیکن اسمیں کے سبب میں آپ لوگوں سے

محبت کرتا تھا۔ میری روح کے مکان یعنی میرے جسم نے میری روح ہی کو پاک کرنے کیلئے اتنے عرصہ تک کیا کیا نہیں سہا۔ اے خاکی جسم یہ سب آرام جو مجھے آج میسر ہی تمہاری ہی بدولت ہی یہ خاکی جسم ہی ہی جو انسان کو عیش و تکلیف دیکھتے ہین۔ سوال کیا آپکو مرنیکے وقت تک ہوش تھا۔ تب اس وقت آپکے قلب کی کیا حالت تھی جواب ہاں تھا اس وقت میں خاکی جسم کو ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ سکتا تھا مگر اندرونی آنکھوں ہی سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ دنیا کے سب کام یاد ہونے لگے۔ ٹھیک جسم سے علیحدہ ہونیکے وقت روح کی بینائی جاتی رہی ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی غیر جگہ کو تاریکی مین جارہا ہون پھر تھوڑی دیر بعد ایک نہایت آرام کے مقام پر پہنچ گیا۔ سب تکلیف بھول گیا ول ایک غیر فانی اور لامحدود عیش میں غرق ہوگیا۔ سوال آپ کیا جانتے ہین (پوری بات منہ بھی نہ نکلی تھی کہ جواب لکھا جانا شروع ہوگیا۔ جواب جو لکھا ہی سو ضرور باضرور ہوگا قبرستان اور مردہ کو دیکھ کر لوگوں کو عاقبت یاد آجاتی ہی اور خدا کے منکروں کو خوف ہوجاتا ہی اس لئے اعتقاد کے متعلق میری جو کچھ رائے ہی اس کا سب پر اظہار کردو۔ کیونکہ اس سے بڑا نفع دوسروں کو پہنچنے کی اُمید ہی پھر جب صاحب موصوف کی لاش قبر مین رکھی جانے لگی۔ تو انہوں نے لکھا تھا سو موت سے خوف نہ کرو۔ دنیا کی سخت ترین مصیبت مین بھی مستقل رہ کر راہ راست پر چلنے سے اعلٰے درجہ کا آرام اپنے سامنے دیکھو گے حق کے پھیلانے میں مشغول رہو ایک بات ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ دنیاوی عیش حاصل کرنے کیلئے ضرور دوسروں کو تکلیف دینا پڑتا ہی اور عقبٰے کا عیش جب ملتا ہی کہ دوسروں کو آرام دو۔"

اس روز یہ کہکر روح چلی گئی دوسری مرتبہ جب روح آئی۔ تب حسب ذیل سوال و جواب ہوئے جواب تکلیف ضرور ہوتی ہی دنیا میں رہنے کا زمانہ بالکل تکلیف کا زمانہ ہے دنیا ایک کھیت ہی جہاں اعمالوں کا بیج بونے کے لئے انسان بھیجا جاتا ہی اس کھیت کا پھل عالم ارواح میں چکھنا ہوتا ہی۔ دنیاوی تکالیف کا جب خاتمہ ہوجاتا ہی تب موت ہوتی ہی روح جسم سے جدا ہونے سے بیشتر اس کا تمام نور کھینچ لیتی ہی اس ہی کو لوگ جانکندنی کہتے ہین۔ اس اینچاتانی میں روح بیخبر ہوجاتا ہی۔ یہ بات سب ارواح کو ساتھ نہیں ہوتی۔ اکثر ارواح ہوش و حواس کیساتھ بات چیت کرتے کرتے جسم سے الگ ہوجاتی ہین۔ سوال اچھا جسم سے علیحدہ ہونیکے کچھ بیشتر آپکی روح عالم

ارواح کو دیکھ سکتی تھی جواب اس بات کا جواب پیشتر دے چکا ہوں میں نے وہاں جا کر اپنے عزیزوں کو دیکھا ان لوگوں نے بڑی خوشی کے ساتھ میرا استقبال کیا چونکہ مجھے اپنا جسم بے مرض اور قوی معلوم ہوا۔ اس لئے میں خوشی خوشی ان لوگوں کے ساتھ چلا راہ میں میں نے جو چیزیں دیکھیں انکی خوبی بیان کرنیکے لائق دنیا میں کوئی زبان موجود نہیں ہے کیونکہ جو شئے آپ لوگوں نے نہیں دیکھی اور نہ مثال دینے کو آپکے یہاں کوئی دوسری چیز موجود ہے تو آپ کسطرح سمجھ سکتے ہیں بس صرف اتنا کہ جسکو تم لوگ دنیا میں خوشی اور عیش و آرام کہتے ہو وہ برائے نام ہے آپکے یہاں کی مشہور سے مشہور مبالغہ آمیز نظم لکھنے والا شاعر بھی یہاں کے ایک ذرا سی بات کی تعریف نہ لکھ سکا۔ سوال روح کی شکل کیسی ہوتی ہے کیا ہم لوگوں کی ہی طرح ہاتھ پیر آنکھ ناک ہوتی ہے جواب ہاں ٹھیک آدمیوں کی ہی طرح سب کچھ ہوتا ہے صرف فرق اتنا ہی ہے کہ انسانوں کا جسم بہت بھدا اور بدصورت ہوتا ہے بڑھاپے اور رنج اور تکالیف سے اور بھی برا ہو جاتا ہے لیکن روح کا جسم بہت لطیف ہے آسانی سے چل پھر سکتی ہے اور بھی بڑھاپا نہیں آتا ہم جہاں خواہش کریں وہیں جا سکتے ہیں جسطرح آئینہ کے وہ نظر آتا ہے اس طرح ہم سب چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ سوال آپ لوگ کسی کے دل کی بات کسطرح جان سکتے ہو جواب یہ بات تم لوگ نہیں سمجھوگے صبر کے ساتھ دنیا میں بھلائی کرو تب سب سمجھ سکوگے آپ لوگوں کے دل کی بات چاروں طرف ہوا میں نقش بنا دیتی ہے (یعنی آسٹرل لائٹ میں تصور سے تصویریں بن جاتی ہیں جنکا ذکر ہم پیچھے کر آئے ہیں) اس ہی کو ارواح پڑھ لیتی ہیں ۔

باب سیزدہم

زمانہ کی تقسیم حال و ماضی و مستقبل غلط ہیں

ایک ایسے مسئلہ کو توڑنا جسکو دنیا کی آبادی کا ننانوے فی صدی درست جانتے ہیں بڑی جرأت کا کام ہے کیونکہ ایک شخص جو زمانے کے دستور کے خلاف کوئی بات پیش کرتا ہے چاہے اس کی تحقیقات کیسی ہی صحیح اور مضبوط بنیاد پر ہو مگر لوگ اس شخص کو کچھ عرصہ کیلئے مذاق اڑانے کا آلہ سمجھ لیتے ہیں۔ یہ ہی نہیں بلکہ اسکی جان کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ اول تو ہماری یہ کتاب ہی ہندوستان میں ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگوں میں ہل چل مچا دیگی کیونکہ ان کو ارواح کا موجود ہونا اور اسطرح دنیا کے لوگوں سے تعلق رکھنا اور پاس آنا اور بات چیت کرنا قطعی خیال معلوم

کرتے ہی جہاں چاہتے ہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اور یہ ہماری آنکھوں کی دیکھی بات ہے لیکن منکروں کو ہم ایک ایسی ترکیب بتاتے ہیں کہ ہماری مذکورہ بالا تحریر کا اعلےٰ درجہ کا ثبوت مل جائے علم مسمریزم کے ذریعہ جو بشرط کوشش ایک ماہ میں قدر قلیل تجربات کرنیکے لائق آجاتا ہے معمول کو ہزاروں کوس بھیجکر خبر منگا سکتے ہیں جہاں معمول سے کہا کہ فلاں مقام پر جاو اور وہ منہ سے لفظ جاؤ نکلتے ہی وہاں پہنچ جاتا ہے اور عامل کے پاس بیٹھا ہوا وہاں کی خبریں سناتا جس کا صحیح ویسا ثبوت بعد کو بخوبی ہو سکتا ہے۔ اس ہی طرح کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تار سے بھی زیادہ جلد خبر پہنچانیوالا آلہ یا ترکیب ایجاد ہو سکے یا کوئی ایسی ترکیب کہ جس میں آلات کی ضرورت ہی نہ رہے۔؟

تار برقی میں کس طرح خبر چلی ہے بجلی کا دھکا جو ایک مقام پر دیا جاتا ہے وہ بجلی کے ان تمام ذروں کو جو دوسرے مقام کے درمیان جہاں خبر پہنچی جاتی ہے واقع میں حرکت دیتا ہے اس ہی طرح آلہ ٹیلیفون میں ہوا کے باریک ذروں کو حرکت دینے سے بالکل بات چیت ہزاروں کوس پر ہو سکتی ہے صرف اس لئے کہ بجلی کے ابتدائی صدمہ کو کوئی دوسری شے جو درمیان میں حائل ہو منتشر کردے یا ہوا کے ذروں کی حرکت کو روک نہ لے ٹیلگراف میں تار اور ٹیلیفون میں نل کی ضرورت ہوتی ہے پس اگر کوئی شخص بجلی یا ہوا میں ایسا صدمہ پہنچا سکے جو منزل مقصود سے ادھر منتشر نہ ہو پائے تو پھر کوئی ضرورت تار لگانے اور نل استعمال کرنیکی نہ رہے ہمارے بزرگوں کو معلوم تھا کہ بذریعہ قوت ارادی یعنی اچھا شکتی کے خلا میں جو آکاش تتو یعنی ایتھر موجود ہے اس میں ایسا صدمہ پہنچایا جا سکتا ہے اور اس ہی طرح وہ عملدر آمد کرتے تھے اور کرتے ہیں مولانا روم نے اپنی مثنوی میں اس طاقت کا کئی جگہ ذکر کیا ہے کہ استاد مشرق میں ہوا اور شاگرد مغرب میں تو وہیں سے تعلیم ہو سکتی ہے جو لوگ اپنی قوت ارادی کو قوی کر سکتے ہیں ان کو کسی درمیانی شے سے امداد لینے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ راہ راست وہاں خبر پہنچا سکتے ہیں۔ جس طرح ٹیلگراف میں بیٹری یعنی اس آلہ کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ خبر ایک مقام سے دوسرے مقام کو بھیجی جاتی ہے اس ہی طرح روحانی طریق پر بھی بیٹری کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بیٹری خود خبر بھیجنے ولے اور پانے والے کا جسم ہی ہوتا ہے یہ ہم نہیں چاہتے کہ اس کا پورا قاعدہ لکھدیں۔ لیکن تاہم کچھ اشارتاً لکھیں گے جس کو صوفی لوگ خوب سمجھیں گے یا وہ لوگ جو علم مسمریزم سے واقف ہیں۔

علم مسمریزم کے واقف کار لوگ جانتے ہین کہ جس شخص پر ایکدفعہ عمل ان کا ہاتھ سے ہو گیا ہو تو اس شخص پر لاکھوں کوس کے فاصلہ سے بھی ہر وقت عمل ہو سکتا ہی چنانچہ ہم نے اس قسم کا ایک واقعہ اپنی کتاب زندہ کرامات میں لکھا ہی اسی طرح تصوف اپنے مرید کو اپنا معمول بنا لیتے تھے اور بعض جو اس راز سے واقف ہین بنا لیتے ہین پھر جس وقت شاگرد سے کوئی بات کہنی ہوتی ہی تو چاہے وہ کتنی ہی فاصلہ پر کسی کام مین معروف ہو بذریعہ قوت ارادی خبر پہنچا دیتے ہین اول شاگرد کو ایک مقناطیسی دھکا محسوس ہوتا ہی جسطرح ایک تار بابو دوسرے کو خبر لینے کے لئے متوجہ کر لیتا ہی پھر جب شاگرد متوجہ ہو جاتا ہی تو جو کچھ پیر کو کہنا ہوتا ہی اس کے قلب مین آجاتا ہی۔

پس جب ایسی عجیب و غریب باتین احاطہ امکان سے باہر نہیں ہین تو یہ ثابت کرنا بہت ہی آسان امر ہے کہ زمانہ کی تقسیم لوگوں نے اپنے تسکین کیلئے کر لی ہی ورنہ اصل ایک غلطی ہے۔ اگر زمانہ صرف حال ہی ہوتا۔ تو ماضی یا مستقبل کی بات معلوم کر لینا بالکل محال تھا کیونکہ جو چیز گذر گئی وہ گئی اور جو آنیوالی ہی اس کا ابھی وجود نہین ہی لیکن پیشن گوئیاں ہر مذہب کے لوگ مانتے ہین تاہم یہ ثبوت انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے کافی نہین ہی ان سے لڑانے کیلئے انگریزی ہی کے ہتھیار چاہین انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں سے ہماری مراد ہمیشہ بی۔ اے۔ اور ایم اے لوگوں سے ہے۔ پس ہر انگریزی سے واقف ہی کہ آواز ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنے مین عرصہ لگاتی ہی روشنی کا حال آواز کی چال سے بہتر تیز ہے۔ سب لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جب توپ یا بندوق داغتے ہین تو سامنے فاصلہ پر کھڑے ہوئے شخص کو اول روشنی نظر آتی ہی پھر آواز آتی یا جب برستا ہی تو اول بجلی کی چمک نظر آتی ہی اور پھر بادل کی گرج یہ بات بھی ہر انگریزی خوان جانتا ہی کہ سیارہ چاند زمین سے بہت فاصلہ پر ہی فرض کرو کہ آواز کی چال فی منٹ ہزار کوس ہی اور چاند زمین سے ۹ لاکھ میل کے فاصلہ پر ہی اور ایک شخص چاند پر کھڑا ہی اور دوسرا بیچ آسمان مین اور ایک زمین پر تو حساب سے زمین کی آواز پندرہ گھنٹہ مین چاند پر پہنچے گی فرض کرو کہ زمین سے ٹھیک صبح کے چھ بجے توپ داغی گئی اس شخص کیلئے جو زمین پر ہی چھ بجے ایک سکنڈ پر وہ آواز ماضی ہو گئی اور اوسط والے کے لئے ساڑھے سات گھنٹے ابھی زمانہ مستقبل مین آواز موجود ہے اور جو چاند پر ہی اس کے لئے پورے پندرہ گھنٹہ مستقبل ہے ساڑھے سات گھنٹہ

بعد وسط کے شخص کیلئے زمانہ حال ہوگا اور زمین کے شخص کو ساڑھے سات گھنٹے ماضی اور
چاند کے شخص کو ساڑھے سات گھنٹہ مستقبل اور علےٰ ہذا القیاس پس جو تین زمانہ خیال
کررہے ہین دراصل ایک ہی زمانہ حال ہے اس ہی بنیاد پر ہین۔ برسوں کے تفاوت میں
آ ملینگے۔ اور وہ سب کیلئے ایک زمانہ مختلف ناموں سے موسوم ہوگا۔ ہم نے یہ بات اس
لئے لکھی ہے کہ دہریہ لوگ اس بات واقف ہو جائیں۔ کہ قدیم مذاہب کی کتب مین جہاں
کہیں خدا کو حاضر ناظر اور تینوں زمانہ کے حالات سے واقف لکھا ہے وہ اس ہی اصول پر
لکھا ہے کیونکہ خدا ہی نہین۔ بلکہ اگر انسان بھی کوئی ایسی ترکیب نکال لے جو تینوں مقامات
پر ایک ہی دم موجود رہ سکے۔ تو اس کے لئے بھی زمانہ ایک ہی رہ جائے یعنی حال رہے پس
جو کچھ حالات روحین گذشتہ یا مستقبل کے بتاتی ہین اور اسٹرل لائیٹ سے یا خود سائیل
کے او حالات سے پڑھکر بتا دیتی ہین۔ یہ تعجب کی یا ناممکن بات نہین ہے ؛

باب چہاردہم

سیلیف مسمریزم یا خود روشنضمیر بننا

عوام کے لئے اس سے زیادہ دلچسپ سوال ہو نہین سکتا کہ وہ خود کسطرح روشنضمیر بنین
اور تینوں زمانوں کے حالات معلوم کرین کل مذاہب جو روحانیت سے مس رکھتے ہین اس
امر کے جاننے کے خواہشمند ہوتے چلے آئے ہین روشن ضمیر بننے کی ترکیبین کچھ ایسی آسان
ہین کہ جب کسی شخص کو معلوم ہو جاتی ہین تو وہ ہرگز ان کی آزمائش اور تجربہ کرنیکی پرواہ
نہین کرتا اس ہی لئے فقرا کا فرقہ جو اس راز کا محافظ ہوتا ہے بڑی آزمائشوں کے بعد یہ باتین
بتایا کرتا ہے تاکہ سائیل معلوم کرکے اس کی بیقدری نہ کرے۔ جو چیز بوقت حاصل ہوتی ہے زیادہ
عزیز ہوتی ہے۔ جسطرح روشنضمیری کے مختلف مدارج ہین اس ہی طرح پیشین گویاں بھی
مختلف اقسام کی ہوتی ہین ایک قسم پیشین گوئی کی وہ ہے جس کو مفصل حال ہم اپنی کتاب
"زندہ کرامات" مین کرچکے ہین اور جو معمول کو حالت روشن ضمیری پیدا کرکے کرائی
جاتی ہے اس قاعدہ کو پھر یہاں درج کرنا باعث طول عمل ہے دوسری قسم وہ ہے جس کا ذکر اس
کتاب مین کیا گیا ہے کہ بذریعہ ارواح ہوتی ہے۔ مگر یہ دونوں مذکورہ بالا طریقے ایسے ہین

جن میں بلا ارادہ دوسرے شخص کے عامل بذات خود کچھ نہیں کر سکتا گو دونوں طریقے
نہایت دلچسپ اور آسان ترین ہیں اور یقینی یہ ہی ہیں لیکن جو قاعدے کہ ہم اپنے اوپر حالت
روشن ضمیری طاری کرنے یا قوت پیشین گوئی حاصل کرنیکو آئندہ بیان کرینگے وہ اگر درست
بیٹھ جاویں تو وہ لاثانی ہیں تیسری قسم بذریعہ تعبیر خواب بنانیکی ہوتی ہے خواب کی فلسفی کی اصلیت
ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں چوتھی قسم بذریعہ شگون یعنی بذریعہ پاس انفاس کے پیشین گوئی کرنا ہے
ہم علم دوسرے یعنی علم پاس انفاس کے متعلق ایک مستند کتاب سے بہت کچھ انتخاب
کریں گے۔ اور چونکہ اس کتاب کا بیان ہمارے تجربہ کے مطابق ہے۔ اس لئے ہم زور دیتے
ہیں کہ ناظرین اس کو غور سے پڑھیں گے اور ضرور تجربہ کرنیکی تکلیف گوارہ کریں گے؛

روشن ضمیری حاصل کرنیکا طریقہ

ایک شیشے یعنی کانچ کا نہایت شفاف پیالہ جو اس شکل کا ہو کسی سوداگر کے ہاں سے خرید
لو۔ اس کے تلے میں اس قدر فوٹوگرافی میں استعمال کرنیکی چاندی کی سیاہی لگاؤ اور خوب سکھا
لو یہ سیاہی سوداگروں کے ہاں بکثرت ملسکتی ہے لیکن کہیں سفیدی باقی نہ رہ جائے رات
کے تین یا دو بجے کیوقت ضروریات سے فارغ ہو کر اور خوب منہ ہاتھ دھو کر اور اگر موسم برسات
ہو تو نہا کر کسی صاف وستھرے کمرے میں جہاں مختلف اقسام کا اسباب وغیرہ بھی نہ ہو
زمین پر کھشا گھاس کے آسن یعنی چٹائی پر اطمینان سے بیٹھ اور اس پیالہ میں جہاں
سیاہی لگی ہوئی ہے پانی سے بھر دو اور ایک لیمپ کے اوپر نہایت موٹے کاغذ کا ایسا فانوس
بنا کر رکھدو کہ روشنی صرف ایک میں جمع ہو کر اس پیالے کے پانی میں پڑے کچھ کچھ طریقہ
اس تصویر سے سمجھو جو اسی صفحہ میں ہے یا اس کام کے لئے انگریزی ایک آلہ موجود ہے جس کا
نام لایبرا ملیٹلا پڑتا ہے۔ اور جو دو تین روپیہ کو بمبئی کلکتہ سے مل سکتا ہے منگا لو۔ جب اسی طرح
روشنی پیالے میں پڑنے لگے تو غور سے نظر جما کر اس پانی میں دیکھو۔ لیکن بالکل یکسو ہو کر
اکثر اوقات چند ہی منٹ دیکھنے کے بعد اس سیاہی میں سفید سفید بادل کے سے ٹکڑے
چلتے ہوئے نظر آنے لگیں گے۔ لیکن پھر بھی برابر غور سے دیکھے جاؤ اور بالآخر عجیب وغریب
کرشمے ہوں گے جس کو ہم اس لئے درج نہیں کرتے کہ کہیں عامل اپنے خیال سے جو
اس کو پیشتر معلوم ہو چکے ہیں بنا لے جو لوگ اس مشق کو کریں گے وہ خود دیکھ

لیں گے کہ ہم نے کیا لکھا ہی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ اگر عامل تیز حس ہوگا تو بہت جلد کامیاب ہوگا ورنہ نہ پدیرند **دوسرا طریقہ** سورج طلوع ہونے سے قبل اور ضروریات سے فارغ ہوکر مذکورہ بالا طریق سے آسن پر بیٹھو اور ایک جوار کا دانہ زمین پر رکھو۔ اور اس کی طرف بلا آنکھ جھپکائے دیکھتے رہو اول اول آنکھوں میں چرمراہٹ ہوگا۔ اور پانی بھر آئیگا۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ عادت ہو جائیگی۔ کچھ دنوں دیکھنے کے بعد یہ دانہ نہ نظر آیا کریگا۔ یعنی جہاں چند منٹ اسکی طرف دیکھا اور غائب ہوگیا پھر جب یہ نوبت پہنچ جائے تو ایک بڑا دانہ مکا کا لو اور اسکی طرف دیکھو پھر یہ بھی غائب ہونے لگیگا۔ جب یہ بھی غائب ہو جانے لگے تو ایک نصف تختہ فلسکیپ کاغذ پر ایک مدور سیاہ نشان روپے کے برابر بنالو۔ اس کے بیچ میں کہیں سفیدی باقی نہ رہ جائے اُس کاغذ کو دیوار پر اپنی نظر کے مقابل لگادو۔ اور نظر جماکر دیکھا کرو۔ ابتدا میں اس قرص کے چاروں طرف ایک روشنی نظر آئیگی لیکن وہ متحرک رہیگی اور پھر رفتہ رفتہ تمام داغ سفید نظر آنے لگے گا۔ پھر شب کو چراغ پر نظر جماؤ۔ جب یہاں تک کامیابی ہو جائے تو قبل طلوع آفتاب سے کسی میدان میں جاکر کھڑے ہو۔ اور سورج کے قرص پر نظر جماکر دیکھو اور اس ہی طرح جب غروب ہونے کو ہو تب عمل کرو۔ ایسا کرنے سے قلب پر گرمی معلوم لیکن اس سے کوئی نقصان نہیں ہوسکتا جب خوب نظر جمنے لگے تو رات کے وقت چاند پر یہ ہی مشق کرو جب اس پر بھی نظر جمنے لگے تو اس وقت جن کا ذکر ہم ترکیب اول میں کر آئے ہیں۔ اور اس ہی طریق سے آسن پر چار زانو بیٹھو اور اپنی آنکھیں بند کرکے اس تاریکی میں جو آنکھ بند کرنے سے ہو جاتی ہی غور سے یکسو قلب کرکے دیکھو آئیندہ جو کچھ نظر آئیگا۔ اس کا درج کرنا ہم قبل از وقت خیال کرتے ہیں جو لوگ اس مشق کو کریں۔ اپنے تجربات سے ہم کو اطلاع دے سکتے ہیں اور ضروری ہدایات حاصل کر سکتے ہیں اس مشق کا ادنے نفع یہ ہی کہ اس کا عامل ہر مرض سے ایک لمحہ میں دور کر سکتا ہی مرض دور کرنیکا یہ طریقہ ہی کہ ایک گلاس میں دو تین تولہ پانی لو اور اگر مرض سردی سے ہے۔ تو بذریعہ تصویر اس پانی میں سورج دیکھو تو اگر گرمی سے ہی تو چاند جب عامل نظر جمائیگا۔ تو جس سیارے کا خیال کریگا۔ وہ سہی نظر آنے لگے گا۔ نظر جماتے وقت خواہش کرنی چاہیئے کہ مرض دور ہو جائے اور پھر وہ پانی مریض کو پلا دو

(نوٹ ... لکھنے کے ... استعمال کرتے ہیں ...)

فوراً پانی حلق سے اترتے ہی صحت ہوجاویگی دوسرا فایدہ یہ ہی کہ اگر عامل کو کہیں تاریکی میں جانا ہے تو اگر وہ چند لمحہ چراغ کی لو پر نظر جما کر جسطرف کو دیکھے گا۔ اس کے آگے آگے روشنی ہوتی جاویگی اور نہ روشنی میلوں تک قایم رہیگی اگر تاریک کمرہ بین بیٹھکر دیوار پر نظر جمایگا۔ تو کمرہ دفعتہً روشن ہوجاویگا۔ اس کیے عامل کو ترک حیوانات ضروری ہے حتے کہ کوئی گرم غذا بھی استعمال نہ کرے اور دن مین دو تین مرتبہ غسل کرے ؛

تیسرا طریقہ

رات کے وقت جب ہدایت مذکورہ بالا اطمینان سے آسن پر چار زانو بیٹھو اور آنکھیں بند کرکے کسی بزرگ نیک شخص کی تصویر تصور میں جماؤ جب خوب تصور جمنے لگے گا۔ تو دفعتہً ایک پردہ سا اٹھ جاویگا۔ اور عجیب وغریب مشاہدات ہونگے جن کا بیان قرین مصلحت نہین سمجھا گیا۔ یہ طریقہ ایک فرقہ کے فقرا کا ہی جواب موجود ہی وہ اس طریقہ کو بڑی دقت سے بتاتے ہین اور ہوان کے یہاں کا گویا اصلی گر ہی ہم اس راز کو زیادہ فاش کرنا مناسب نہین خیال کرتے۔ ان ترکیبوں کے لکھنے کے بعد یہ کہدینا بھی ضروری ہی کہ عامل درجہ کا متقی اور پرہیزگار ہو دل نہایت ہی صاف اور خدا ترس ہو اس کے خیال تک میں بدی نہ آنے پاوے ورنہ جہاں جملہ ایک خصائل کو جو اس کی فطرت مین داخل ہین ترقی ہوگی وہاں بدعادتوں کو بھی ترقی ہوگی چونکہ موجودہ زمانہ بین انسان بین بدیاں بہ نسبت نیکیوں کے زیادہ ہین اس لئے بدیوں کا تخم قبل مشق اکھاڑ کر پھینک دینا۔ اشد ضروری ہی جسطرح زمین پر بارش کا اول چھینٹا پڑنے سے سب قسم کی گھاس پھوس جم کھڑی ہوتی ہی اس ہی طرح روحانی پانی پہنچنے سے انسان کی جملہ مخفی خصلتیں بھڑک اٹھتی ہین اور بد عادتیں نیک کو دبا ڈالتی جس طرح کانٹے کے درخت پھولدار درختوں کو دبا ڈالتے ہین اس لئے عامل کو چاہیئے۔ کہ ایام عمل ہین نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھے اخلاقی اور مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا کرے گفتگو فضول نہ کرے کم بولے صاف وپاک رہی ورنہ خراب عادتیں مثلاً حسد طمع حرامکاری کی عادت وغیرہ وغیرہ زیادہ ہوجائیگی ؛

آیندہ باب میں ہم علم پاس انفاس لکھیں گے اور بتائیں گے کہ ہنود نے تتلانے فلسفہ کیا ہی اور وہ علم کس طرح حاصل ہوسکتا ہی خواب اور انکی تعبیروں کے متعلق ہم یہاں لکھنا

باب پانزدہم

علم پاس انفاس

زبان سنسکرت مین اس علم کو سر دیہ کہتے ہین جس کو لغوی معنی یہ ہین کہ سر نفسی وادی طلوع یعنی سُر کا باقاعدہ چلانا اس علم کا ادنے نتیجہ یہ ہی کہ اس کا عامل معلوم کر لیتا ہی کہ دنیا کس طرح ظہور مین آئی کسطرح اسکی ہستی قایم ہی اور کس طرح نیست -

یہ امر سب کو قبول ہی کہ دنیا عناصر سے مرکب ہی اور دن سی قایم ہے اور بالآخر ان مین غائب ہوگی پس جس شخص کو عناصر سے واقفیت ہو جائے تو مذکورہ بالا سوالات کا جواب اس کو معلوم کرنا ادنے بات ہی اہل اسلام نے چار عناصر فرمائے ہین لیکن ہنود پانچ تتو بیان کرتے ہین عناصر یعنی تتوں کے نام حسب ذیل ہین - وآیو یعنی عنصر ہوائی تجس یعنی عنصر آتش آپ یعنی عنصر آبی پرتھوی یعنی عنصر خاکی اور پانچواں تتو آکاش ہی جس کا مرادف کوئی لفظ نہیں ملتا ہی - ان سب عناصر کا خالق وہ ذات واحد معبود حقیقی ہے - ہنود کی بیان عناصر کی پیدائش یا گن آواز ہی چنانچہ مذہب عیسوی اور مذہب اسلام دونوں اس بات کی شہادت دیتے ہین کہ دنیا الفاظ سی یعنی ایک آواز سی بنی ہی ہمکو اس سی کچھ بحث نہین ہی کہ وہ لفظ کن تھا یا کیا . عیسائیوں کے عہد نامہ جدید مین یوحنا بنی کی انجیل کا بیان کچھ حوالہ دینا خالی از دلچسپی نہیں ہی (دیکھو باب اوّل " ابتدا مین کلام تھا - اور کلام خدا کیسا تھا اور کلام خدا تھا اس حوالہ دینے سی ہماری غرض یہ ہی کہ اہل ہنود کی تحقیقات متعلق عناصر گہری معلوم ہوتی ہی کیونکہ اگر آکاش تتو اول نہ ہوتا تو آواز کا ہونا از روئے سائینس بھی محال تھا . انگریزوں کی تحقیقات بھی یہی کہتی ہی کہ آواز ایتھر کا خاصہ ہی گو ایتھر آکاش کا کثیف ترین مرتبہ کے نام ہنا بھی ناموزون ہی باقی ماندہ عناصر اس ترتیب سی پیدا ہوئے جسطرح ہم نے اوپر لکھے ہین اہل ہنود کا خیال ہی کہ ان عنصرہ کا شوکم شریر یعنی جسم لطیف صرف یوگیوں کے ہی نظر آسکتا ہی لیکن ہم آئیندہ چل کر کل طریقہ بتاوین گے جس سی ہر شخص کامیابی حاصل کر سکے . مذکورہ بالا تتوں سی آج کل لوگ کچھ اور ہی مطلب لیتے ہین انکا خیال ہی کہ پرتھوی سے مراد زمین ہی جس پر ہم چلتے پھرتے ہین آپس یا جل سے مراد پانی ہی

جس سے ہم نہاتے ہیں۔ کھانا پکاتے ہیں اور پیتے ہیں تو سمجھتے ہیں جس سے وہ حقہ پیتے ہیں وایو سے مراد لیتے ہیں جو تمہا النظر کا نام ہے لیکن ہنود کی یہ مراد ہرگز نہیں ہے کیونکہ بذکورہ بالا ہر عنصر میں پانچوں تتو موجود ہیں وہاں یہ کہنا کسی قدر درست ہے کہ جو چیز جس عنصر کے نام سے ظاہر کی جاتی ہے اس میں وہ عنصر زیادہ شامل ہے۔

علم سر ودے کی تحقیقات ہے کہ ہر عنصر کا جدا گانہ رنگ مزہ شکل اور خاصیت و چال ہے اس بات کا علمی ثبوت دینا فضول ہے کیونکہ ہر شخص جو عمل کریگا خود جان لیگا یہ حال نقشہ مندرجہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

نمبر شمار	رنگ	مزہ	شکل	خاصیت	چال	کیفیت
۱	آکاش کا رنگ سیاہ	کڑوا	کان	سرد	ایک انگل	جس وقت ناک کے پاس ہاتھ لگا کر دیکھو گے کہ سانس کتنی دور تک پہنچتا ہے تو ناک سے جس قدر فاصلہ پر ہوگا وہی تتو چل رہا ہوگا۔
۲	وایو کا سبز	ترش	گول	متحرک	آٹھ انگل	
۳	اگنی کا سرخ	چرچرا	مثلث	گرم	چار انگل	
۴	پرتھوی کا زرد	میٹھا	چوگوشہ	وزن	بارہ انگل	
۵	جل کا سفید	میٹھا	ہلال	سرد	سولہ انگل	

تتوں کی چال بلحاظ وقت

یہ ہم آیندہ بیان کرینگے کہ ہر شخص نتھنے سے ایک سر پانچ گھڑی تک چلتا ہے اور پھر دوسرے نتھنے سے چلنے لگتا ہے ان پانچوں گھڑیوں میں برابر پانچوں تتو اپنا اپنا دورہ کر جاتے ہیں سر شروع ہوتے ہی اول گھڑی میں وایو تتو چلتا ہے دوسری میں اگنی تیسری میں پرتھوی چوتھی میں جل باقی ماندہ پانچوں گھڑی میں آکاش تتو چلتا ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جسطرح اور تتو گھڑی بھر تک چلتے ہیں اس ہی طرح آکاش تتو بھی چلتا ہے بلکہ آکاش اپنا وقفہ متفرق گھڑیوں میں تھوڑی تھوڑی دیر چل کر پورا کر لیتا ہے اسی طرح ۲۴ گھنٹہ یعنی دن رات میں کل تتوں کے بارہ دورے ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا تتوں کا ذکر بلحاظ مفرد ہوا ہے لیکن ان پانچوں کے میل جول سے ہر ایک کی پانچ پانچ مرکب قسمیں بن جاتی ہیں مثلاً آکاش تتو غالب ہے تو اس کی پانچ مرکب اقسام یہ ہونگی (آکاش ۲ آکاش اگنی ۳ آکاش وایو ۴ آکاش پرتھوی ۵ آکاش جل) اس ہی طرح باقی ماندہ تتوں کی مرکب اقسام سمجھ لینا چاہیئے یہ بات بذریعہ حساب بھی معلوم ہو سکتی ہے کہ کس وقت کونسا عنصر غالب ہے لیکن شاغل کو حساب

لگانیکی احتیاج نہیں ہوتی کیونکہ ہر عنصر کا چہرہ ہر وقت اس کی نظر کی روبرو معلوم ہوتا رہتا ہے

تتوں کی چال بلحاظ سمت

(۱) پرتھوی تتو جل تتو اور اگنی تتو کے بیچ میں چلتا ہی (۲) جل تتو ہمیشہ نیچے کو چلاتا ہی (۳) اگنی تتو ہمیشہ اوپر کو حرکت کرتا ہی (۴) وایو تتو ہمیشہ آڑا حرکت کرتا ہی اس کا ترچھا پن اگر وایو تتو چندرماں کا چل رہا ہے۔ تو بائیں جانب کو ہوگا اور اگر سورج کا ہی تو دائیں جانب (۵) آکاش تتو ہمیشہ ناک کے قریب ہی رہ جاتا ہی اس لئے اسکی کوئی سمت قرار نہیں دی جاتی

سر کی چال

اس علم میں راہ قمری مستعمل ہوتا ہی اور اس قسم کے مہینے کے دو حصہ ہوتے ہیں جنکو سنسکرت میں پکش کہتے ہیں اول وہ پکش جس میں چاند گھٹتا ہی اس کو کرشن پکش یعنی تاریک حصہ کہتے ہیں۔ دوسرا وہ جسمیں چاند بڑھتا ہی اس کو شکل پکش یعنی روشن حصہ کہتے ہیں علم سر ودے کی اصطلاح میں اول حصہ کو سورج پکش اور دوسرے کو چندرماں پکش بھی کہتے ہیں چندر پکش کی پروا یعنی اول تاریخ کو وقت طلوع آفتاب ہر تندرست آدمی کا چندرماں سر یعنی بائیں نتھنے سے سانس چلتا ہی اور متواتر تین دن تک یعنی پروا دوج اور تیج کو (پہلی دوسری تیسری تاریخ کو) یہ ہی سر وقت طلوع آفتاب چلیگا۔ چوتھے دن یعنی چوتھ کو سورج نکلنے کے وقت سورج سر چلیگا۔ اور تین روز تک وقت طلوع آفتاب یہ ہی سر چلیگا۔ اور اس ہی طرح پر تیسرے روز تبدیل ہوتا رہیگا سورج پکش کی پڑوا کو وقت طلوع آفتاب سورج سر چلیگا۔ اور مذکورہ بالا طریقے سے ہر تیسرے روز بدلتا رہیگا ہر ایک سر پانچ گھڑی یعنی تقریباً دو گھنٹہ تک چل ہی اوپر کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ دو حصص ماہ میں سر دائیں اور بائیں جانب سے چلتا ہی۔ ماہران علم پاس انفاس، جسم کے بائیں ایڈا ناڑی پھیلی ہوئی مانتے ہیں اور دائیں جانب پنگلا اور وسط جسم میں جو ناڑی پھیلی ہوئی ہی اسکو سشمنا کہتے ہیں باوجودیکہ بموجب تحقیقات یوگیان ہند جسم انسان میں کل بڑی ناڑیاں دس ہیں لیکن علم سر ودے میں ان تین ہی ناڑیوں سے کام پڑتا ہی جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہی۔ مذکورہ بالا دس ناڑیوں میں سر بذریعہ دس وایو ظاہر ہوتا ہی دس وایو سے یہ نتیجہ

لینا چاہیئے کہ دراصل ان دس ناڑیوں میں دس گیس حرکت کرتی ہیں۔ بلکہ لفظ وایو کی ایک
قسم کی قوت مراد ہے جسکی مرادف سنسکرت کے سوائے کسی دوسری زبان میں لفظ میسر نہیں آتا
اس ہی طرح ناڑیوں سے بھی وہ رگیں مراد نہیں۔ جو ڈاکٹر لوگ علی العموم جسم میں پھیلی ہوئی
بیان کرتے ہیں یہ نہایت ہی باریک ہیں جن کو یوگی لوگ معلوم کر سکتے ہیں۔ پس دونوں
پکشوں میں سر ایڑا اور پنگلا ناڑی سے ہی چلتا ہے سشمنا سے اس وقت چلتا ہے کہ جب
ایڑا سے پنگلا میں یا پنگلا سے ایڑا میں تبدیل ہوتا ہے ایسی حالتیں بھی ہیں جن میں سشمنا
چلتا ہے ایڑا ناڑی کو بعض وقت چندر ناڑی بھی کہتے ہیں اور پنگلا کو سورج اس ہی وجہ
سے جب سر چندر ناڑی سے چلتا ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ چندر سر چل رہا ہے اور جب سورج ناڑی
سے چلتا ہے تو کہتے ہیں۔ کہ سورج سر چل رہا ہے انکی وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ جب سانس ایڑا ناڑی
سے جاتا ہے تو جسم میں ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ اور یہ ہی چندر رمال اور سورج کا ان ناڑیوں سے
تعلق ہے۔ دس وایو جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس کے نام اور مقام قیام حسب ذیل ہیں
(۱) پران وایو۔ اس کا مقام سینہ ہے (۲) اپان وایو۔ اس کا مقام فضلہ نکلنے کی جگہ ہے (۳)
سمان وایو۔ مقام اسکا ناف ہے (۴) اوان وایو۔ مقام حلق ہے (۵) ویان وایو۔ اس کا مقام
کوئی خاص جگہ نہیں کل جسم میں پھیلی ہوئی ہے (۶) کورام وایو آنکھوں میں رہتی ہے اور جسکی
وجہ سے آنکھیں کھلتی ہیں (۷) کرکل وایو معدہ میں رہتی ہے (۸) ناگ وایو قے لاتی
ہے۔ (۹) دیودت وایو جمائی لاتی ہے (۱۰) دھننجے وایو بعد مرنے کے بھی جسم میں رہتی ہے

یہ دس وایو یا قوتیں دس ناڑیوں میں کام کرتی ہیں مگر یہ نہ سمجھو کہ ایک ناڑی میں
ایک وایو مفرداً کام کرتی ہے اگر یہ کام اپنا خوش اسلوبی کیساتھ کرتی ہوں۔ تو پھر بیماری
پاس نہیں آتی۔ ورنہ انسانی تندرستی میں فرق آجاتا ہے یونانی اطبا بیماری کی علت غائی
خلطوں میں فرق آجانا بتاتے ہیں۔ الغرض وایو کی درستی پر انسانی صحت کا مدار ہے علم
سر ودے کا شاغل ان سب کو ترتیب رکھتا ہے اور کام لیتا ہے۔ اور اس ہی سبب
اس کے قریب مرض نہیں آتا۔ اور اگر آمدنی ہوتی ہے تو وہ پیشتر سے معلوم کر لیتا ہے
اور روک سکتا ہے۔ ان دس وایو کی کنجی پران وایو ہے جو ہوا کو ایڑا پنگلا اور سشمنا کے
ذریعہ اندر پہنچاتی ہے جب کہ ہوا ایڑا سے کھینچی جاتی ہے۔ تو سانس بائیں نتھنے سے
چلتا ہے اور پنگلا سے کھینچی جاتی ہے تو داہنے سے اور جب سشمنا سے کھینچا جاتا ہے

تو دونوں نتھنوں سے چلتا ہی دائیں اور بائیں نتھنوں سے چلتا ہی دائیں اور بائیں نتھنوں سے سانس سے چلنے کیوقت معین ہین اگران کے خلاف چلے۔ تو جان لو کہ یا تو مرض آگیا ہے یا آنے والا ہے۔

باب شانزدہم

علم پاس انفاس کے ادنے کرشمے

جب ہم عام طور پر بلا تخصیص یہ علم سکھانے اور اسکی عظمت اور بزرگی ثابت کرنے پر آمادہ ہین اور اس کتاب مین مفصل طریقے اس کے حصول کے درج کئے دیتے ہین تو شاید پھر اس کے متعلق کوشش کر کے خود تجربہ کر کے نہ دیکھنا ہمارا قصور نہین ہے۔ جو شخص تعصب کو علیحدہ رکھ کے ذرا بھی تکلیف گوارا کریگا۔ وہ ایک دن مین اپنی رائے قایم کریگا۔ کہ ضرور یہ علم اس قابل ہے کہ اس پر اپنا وقت عزیز صرف کیا جائے۔ آج تک یہ علم ایسے لوگوں کے ہاتھ مین تھا۔ جو اس کو چھپائے پھرتے تھے۔ اور بالفرض وہ سکھانے کی جرات بھی کرتے تو آجکل آجکی تعلیم انکی زبان بند کر دینے کو تیار تھی کیونکہ وہ لوگ نئی تہذیب والوں سے ان ہی زبان پر لڑنا نہ جانتے تھے۔ لیکن ہم کوان سے ذرا بھی خوف نہین اور سائنٹیفک اصول پر دانت کھٹے کرنے کو ہر وقت آمادہ اور مستعد ہین جو لوگ آزمائش کیا چاہتے ہین۔ وہ بہ آسانی تحقیقات کر سکتے ہین اور ان کو تھوڑے ہی عرصہ مین معلوم ہو جائیگا کہ اس بھولے بھولے علم مین کیا کیا خزانہ پوشیدہ ہین اس علم کے قواعد حصول سکھانے سے پیشتر اعتقاد جمانے کے لئے چند معمولی اور چھوٹے چھوٹے کرشمے کرنیکی ترکیب بتاتے ہین۔ دن مین کسی وقت دیکھو۔ کہ کون سے نتھنے سے سانس آتا ہے۔ فرض کیا کہ بائیں سے آتا ہے۔ اب اگر ایک چھوٹا سا تکیہ لے کر بائین جانب تقریباً پانچویں پسلی کے قریب رکھکر دباؤگے۔ یا بائین کروٹ لیٹ جاوٗگے۔ تو ایک یا دو ہی منٹ مین سانس دائیں نتھنے سے چلنے لگیگا۔ پھر ناک کی نوک پر ٹکٹکی باندھے یکسو قلب کئے دیکھتے رہے۔ جس وقت دم اوپر کو یعنی اندر کو لے لو لفظ ہم اور جب باہر کو لے تو لفظ دل مین کہے اس لفظ کی بزرگی کا سبب ہم پیچھے بیان کر چکے ہین گویا اسم اعظم ہے تجربہ کرنیوالے کو خود ہی معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہم کیا کہتے ہین۔ مذکورہ بالا درجہ تک پہنچ جانے کے بعد شغل کو حسب ذیل طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ جب دو بجے کے وقت جب

ذرا ایک مشکل ہوگا کہ سانس کہاں تک پہنچتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ مہارت ہو جاویگی اور صحیح معلوم ہونے لگیگا۔ کہ سانس کہاں تک نیچے آتا ہے اگر سانس سولہ انگل تک نیچے پہنچتا ہے تو آپکے دوست نے سفید رنگ لیا ہے۔ کیونکہ جل تتو کا رنگ سفید ہے اور جب وہ چلتا ہوتا ہے۔ تو سولہ انگل تک نیچے پہنچتا ہے۔ اگر بارہ انگل ہے تو زرد لیا ہوگا۔ اگر آٹھ انگل تک پہنچتا ہے تو سبز لیا ہوگا۔ اگر چار انگل تک ہو۔ تو سرخ اور اگر بالکل ناک کے قریب ہے۔ تو سیاہ رنگ دل میں فرض لیا ہوگا۔ یہ بیان کر دینا اشد ضروری ہے کہ ابتدا میں ضرور غلطیاں ہوتی ہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ استقلال سے مشق کرنے سے صحیح رنگ ہی بلکہ یہ بتانا بھی کہیں ہے کہ فلاں شخص نے کس قسم کی غذا کھائی ہے کیونکہ جس تتو کا وقت ہوگا۔ اس ہی ذائقہ کی غذا کھائی ہوگی لیکن غذا کا ٹھیک نام بتانا مشق اور تجربہ اور تمیز پر منحصر ہے۔

اگر کوئی اس علم کا شاغل قمار بازی میں کسی سے جیتنا چاہے تو نہایت آسان بات ہے اس کو چاہیئے کہ اپنا سورج سر اور پر تھوی تتو چلائے اور دوسرے پر آکاش تتو غالب کر دے فوراً کل روپیہ شاغل کیطرف کھنچ آویگا۔ اور ہمیشہ داؤ اچھے پڑیں گے اگر کوئی تجربہ کرنا چاہے۔ تو چوسر کھیلنے میں بخوبی کر سکتا ہے کیونکہ اس کھیل میں پاسہ پڑنے پر جیت منحصر ہے۔ اگر لوگوں نے سنا ہوگا کہ فقیروں زہر کا اثر نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے۔ تو بہت خفیف عام آدمیوں کو یہ عجیب۔ بات معلوم ہوگی لیکن شاغل کے نزدیک کچھ بھی نہیں کیونکہ اگر چندرماں سر اور جل تتو چلایا جاوے تو کیسا ہی سخت زہر ہو فوراً بھی اثر نہ کریگا:

باب ہفدہم

شاغل کی صفات

ابتدائی مشق

مبتدی کے خیالات صاف ہوں نیک چلن ہو اپنے استاد پر اعتقاد ہو اور احسان مند ہو۔ اگر یہ باتیں موجود نہ ہونگی تو اس عمل سے اس کو بہت ہی کم فائدہ ہوگا۔ بد چلنی کی سیاہی قلب پر روحانی باتوں یا کاموں کا اثر نہیں ہونے دیتی ہے یہ صرف کہنے ہی کی باتیں نہیں بلکہ عمل کرنے کی ہیں اس کے بعد ہم یہ بتاتے ہیں کہ شاغل ابتدا میں اپنے افعال حرکات و سکنات کو کس طرح بھرے انھیاسی یعنی شاغل کا یہ فرض ہے کہ جو کام کرے یہ تتو کے موافق کرے

اسی طرح سروں اور تتوں سے طبعی مناسبت ہو جاتی ہی۔ علم سرودہ کے مطابق ہر ایک فعل کے لیے سر معین ہیں اگر ان کے مطابق کام کیا جائیگا۔ تو بہتر ہوگا۔ ورنہ نتیجہ برعکس نکلیگا ۞

شاید ان باتوں کو سن کر نئی تعلیم والے مضحکہ اڑاویں۔ لیکن ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ تجربہ کرو۔ اور دیکھ لو سر مو بھی فرق نہ نکلیگا ۞

چندرماں سر میں کیا کام کرنا چاہیے

(۱) تمام وہ کام جو استقلال اور استحکام چاہتے ہیں۔ مثلاً مکان بنانا۔ باغ لگانا۔ کنوا کھدوانا تالاب بنوانا وغیرہ (۲) دروازے کا سفر اختیار کرنا۔ نئے آشرم میں داخل ہونا مکان تبدیل کرنا۔ شادی کرنا۔ زیور بنانا۔ اشیا مہیا کرنا۔ خیرات دینا۔ دوا کھانا۔ مقویات استعمال کرنا۔ افسر یا آقا سے ملاقات کرنا۔ تجارت شروع کرنا دوست و احباب سے ملنا۔ مذہبی بحث کرنا۔ روحی جلنا مثل ہاتھی گھوڑا خریدنا دوسروں کی بہتری کے کام کرنا۔ خزانہ یا ساہوکار کے ہاں روپیہ جمع کرنا۔ گانا۔ ناچنا۔ باجا بجانا۔ ایک شہر یا گانوں سے اٹھ کر دوسری جگہ بود و باس اختیار کرنا۔ پانی پینا۔ پیشاب کرنا۔ دولت جمع کرنا۔ بیج بونا۔ معاملہ کرنا۔ تعلیم شروع کرنا وغیرہ۔ تنبیہ۔ شاید اکثر اشخاص یہ خیال کریں۔ کہ صرف سر ہی کافی ہے۔ لیکن تتو کا خیال کرنا بھی اشد ضروری ہی اگر مذکور بالا سر اور تتو پرتھوی یا جل چل رہا ہو تو بلاشبہ کام پورا ہوگا۔ ورنہ کچھ خلل واقع ہو جاویگا۔ تاہم بہ نسبت سورج سر کے نتیجہ عمدہ و نیک ہوگا ۞

(۱) فائیدہ ۔ اگر مشاغل کو کسی قسم کا رنج یا کوئی تکلیف ہو تو چندرماں سر چلانا نہایت مفید ہی کیونکہ یہ سر اثر کو دور کر دیتا ہی اگر مشاغل کو بخار آ جاوے۔ تو اس کو چاہیے کہ سر چندرماں چلائے اور تتو پرتھوی یا جل کر لے بخار ایک منٹ بھی نہ ٹھہر سکیگا ۞

سورج سر میں کیا کرنا واجب ہی

مشکل اور غور طلب مضامین کا پڑھنا اور پڑھانا مجامعت کرنا جہاز وغیرہ میں سوار ہونا شکار کھیلنا۔ اونچے مقام مثل قلعہ یا پہاڑی پر چڑھنا گھوڑے اونٹ اور گدھے وغیرہ پر سوار ہونا لکھنا خرید و فروخت کشتی لڑنا بادشاہ وقت سے ملنا حجامت کرانا فصد کھلوانا جوا کھیلنا وغیرہ وغیرہ

تنبیہ جو تنبیہ متعلق چندرماں سر میں بیان کیا گیا ہے وہ سورج سر میں بھی قابل غور ہے

ششمنا میں کرنے کے کام

یہ پیشتر بیان کر چکا ہے کہ جب دونوں سوراخ بینی سے سانس چلتا ہے تو اس کو علم باس انفاس کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ اس وقت سر ششمنا چلتا ہے اس ہی طرح اگر سر کبھی دائیں اور کبھی بائیں نتھنے سے چلے تو بھی ششمنا ہی سمجھا جاتا ہے اس سر میں کوئی کام متعلق دنیا داری کرنا چاہئے اگر کیا جائیگا تو کبھی ٹھیک نہ ہوگا۔ اسوقت صرف لفظ سوہم کا دھیان کرنا چاہئے اہل ہنود کی سندھیا کی اصلی معنے ہیں۔ لفظ سندھیا کے لغوی معنے ہیں ملنا پس جسوقت دو سر ملیں یا دو وقت ملیں مثلاً وقت شام یا صبح تو اس وقت نیچر اپنے تمام افعال معطل کر دیتی ہے اس لئے کسی دنیاوی کام میں کامیابی نہیں ہوتی صرف خدا کی عبادت کرنا واجب ہے کیونکہ اہل ہنود کے فلسفہ کے بموجب خدا کی ربوبیت زور پر ہوتی ہے یعنی مادہ میں تفصیل یا پھیلنے کا خاصہ پیدا ہو جاتا ہے یا ہم باہر کو سانس لیتا ہے تو دنیا بلکہ تمام عالم پیدا ہو جاتا ہے اور پھر جب قوت الوہیت زور پر ہوتی ہے تو جو قطرتاً ہوتی تنزدری ہوتی ہے یعنی رہم کو سانس لیتا ہے تو سب سرشٹی یعنی عالم نیست ہو جاتا ہے ان دونوں حالتوں کے وسط کے زمانہ میں کچھ عرصہ کیلئے نیچر کے کل افعال بند رہتی ہیں۔ چنانچہ سوہم میں بھی یہ حکمت رکھی ہے یا یوں کہو کہ بزرگوں نے اپنے تجربہ کے تتو کے رنگ وغیرہ مطابق کرکے ایسے حروف اس لفظ کی ترتیب میں شامل دئے ہیں جس کا طبعی اثر بالکل نیچر کے اثر سے ملتا ہے یعنی سو کا اثر یا معنی یہ ہیں کہ ہو جا اور ہم کے معنی یا اثر یہ ہے کہ گویا معدوم ہو جا چونکہ انسان بھی عالم کا ایک جزو ہے اس لئے اگر ایسے وقت پر کہ جب نیچر نے اپنے افعال معطل کر دئے ہیں وہ اس کے زمانہ معطلی کو دور کرتے ہیں رد کرے تو اس کے معنی اہل دنیا و اہل مذہب کے نزدیک عبادت عظیم ہے بعض لوگ کہ سکتے ہیں کہ پھر تو ناگوار کرنا نیچر کی امداد کرنا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ دنیاوی مادی ہی ہوتا ہے جو کچھ قیام نہیں رکھتا اندرونی افعال اسٹرل لائٹ میں جہاں نیچر بڑے زور سے کام کرتی ہے اثر کرتے ہیں اسطرح کامل طور سے عبادت ہو سکتی ہے۔

اس امر کی شناخت کہ اس وقت کون تتو چلتا ہے

(۱) ایک آئینہ پر زور سے سانس لو اسطرح سانس کی بھاپ سے آئینہ دھندلا ہو جاویگا۔ اسطرح اگر اس دھندسے پن کے چار کونے یا زاویہ ہوں تو جان لو کہ پرتھوی تتو چل رہا ہے (۲) اگر شکل ہلال یا نصف چاند کی ہو تو سمجھو کہ جل تتو چل رہا ہے (۳) اگر مثلث کی شکل بنی

تو اگنی تتو چلتا ہوگا۔

(۴) اگر مدور یعنی گول بنے تو وایو تتو چلتا ہوگا (۵) اگر کان کی شکل بنے تو آکاش تتو چلتا ہوگا۔

مختلف تتوں میں کیا کام کرنا چاہیئے

(۱) پرتھوی تتو میں وہ کام کرنا چاہیئے جس میں استقلال اور استحکام کی ضرورت ہو چند زمان سر کے کاموں میں تفصیل موجود ہے (۲) جل تتو میں وہ کام کرتے ہیں جن میں جلدی کرنی ضرور ہو (۳) اگنی تتو میں سخت محنت طلب کام کرنا واجب ہے (۴) وایو تتو میں دشمن وغیرہ کو مارے (۵) آکاش تتو میں صرف ابھیاس کرنا چاہیئے جو شخص تتو دیکھ کام کریگا اس کو بہت جلد ثابت ہو جائیگا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے لفظاً صحیح و درست ہے تتو اور ان کے ملاپ کو دیکھکر انسان آئندہ حال بھی بتا سکتا ہے ہم نے صرف اس ہی لئے اس کتاب میں اس علم کا ذکر کیا ہے یہ حال علیحدہ باب میں درج کیا جاویگا۔

تتوں کا ایک آسان امتحان

ہم اوپر یہ لکھ چکے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کے دل میں فرض کئے ہوئے رنگ کو بتانا چاہے تو وہ دیکھے کہ سانس ناک سے کس قدر فاصلہ تک جاتا ہے اب اس ہی قسم کے سوال و جواب دوسرے طریق سے بتلاتے ہیں اگر شخص کو اس علم کا سیکھنا اور تجربہ کرنا منظور ہو اس کو مناسب ہے کہ پانچ گولیاں پانچوں تتوں کی رنگت کی بنالے اور ان کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھے جب کبھی اسکو یہ معلوم کرنا منظور ہو کہ کون سا تتو چل رہا ہے تو اس کو چاہیئے کہ آنکھیں بند کر کے جیب میں ہاتھ ڈالے اور ایک گولی نکال لے اگر جس رنگ کی گولی برآمد ہوگی وہ ہی تتو چل رہا ہوگا اور اگر آنکھ بند کر کے اس تاریکی میں کو جو آنکھ بند کرنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ دیکھے گا۔ تو بھی وہ ہی رنگ نظر آویگا۔ یہ لازمی بات نہیں ہے کہ ابتدا میں مشاغل کی آنکھ کی تاریکی کا اور گولیوں کا رنگ ہمیشہ مطابق ہی ہو لیکن رفتہ رفتہ مشق کرنے سے سو میں ننانوے دفعہ ٹھیک ہوگا معمولی طریقہ مشق کا یہ ہے کہ اپنے کسی دوست احباب سے کہے کہ تم اپنے دل میں کسی رنگ کا خیال لو۔ جو رنگ تمہارے دوست نے فرض کیا ہوگا۔ ابتدا میں کچھ غلطیاں بھی واقع ہونگی لیکن مشق ہو جانیکے بعد ٹھیک رنگ بتانے کی عادت ہو جاویگی۔

اکثر اشخاص کو فقیروں کی صحبت میں اتفاق ہوا ہوگا۔ کہ جب ان کے پاس دو چار شخص بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ بابا جو جانا چاہتا ہی چلا جاوے اور در حقیقت کوئی جانیکی

خواہش کر رہا ہوتا ہی عوام کو اس بات سی بڑا تعجب ہوتا ہی کہ فقیر بڑا کامل ہے لیکن فقیر کے نزدیک یہ ادنی بات ہی کیونکہ اگر اسکے پاس دو چار شخص بیٹھے ہین اور وایو تتو آوے تو بتاہے کہ کوئی بجانا چاہتا ہی - مبتدی کو قدرے مشق کے مفرد تتوں کے علاوہ ان کے مرکب بھی معلوم ہونے لگتے ہین جن کا ذکر پیچھے ہو چکا ہی اول اول تو یہ کام بدمزہ اور مشکل معلوم ہوگا لیکن جس وقت کچھ مشق ہو جائیگی تو پھر آنکھوں ہی میں دنیا بھر کی دلچسپی کا سامان مہیا ہو جاویگا اور مختلف اقسام کی رنگتوں سے بخوبی دل بہلا سکیگا - جب رنگ دیکھنے سے اکتا جاوے تو سر تصور کرنے لگے ؛

تتوں کا قابو میں کرنا

اب تک تتوں کے رنگ وغیرہ دریافت کرنے کی معمولی طریقے اس لئے بیان کئے گئے تاکہ مبتدی کو اس علم کے عجیب و غریب ہونے میں اعتقاد ہو جاوے اور وہ سرگرمی سے اس علم کی تحقیقات پر کمر بستہ ہو اور وہ تجربات کر کے دیکھے - لیکن اب ہم وہ بات بتاتے ہین کہ اگر استقلال سے مشق کیجاوے تو مشاغل کی آنکھوں کے روبرو خواہش کرتے ہی کل عالم ہو جاسکتا ہی دن میں کسی وقت وعلی العموم صبح کے وقت - جبکہ مطلع قطعی صاف ہو آسمان کے کسی حصہ میں نظر جماوے اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا ہی ابتدا پانی کی سی لہریں نظر آئیں گی اور پھر یہ معلوم ہوگا - کہ مختلف اقسام کے رنگ ادھر ادھر پھرتے ہین کچھ دنوں کی مشق کے بعد آسمان میں وہ کچھ دکھائی دینے لگے گا - جس کا ذکر کرنا قبل از وقت ہی جو مشق کریگا - خود معلوم کریگا جس شخص کی مذکورہ بالا درجہ تک مشق ہو جاوے تو جان لو کہ اب سر تک صاف ہی اور ضرور کامیاب ہوگا تو اسکو صاف دکھائی دینے لگیں گے اور جو رنگ آسمان مین نظر آویگا - وہ ہی آنکھیں بند کرنے سے آنکھوں میں دکھائی دیگا - یہ دن میں کرنیکا کام تھا - رات کیلئے علیحدہ مشق ہی مبتدی کو چاہئے کہ صبح کے دو بجے کے قریب اٹھے ضروریات سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ اچھی طرح دھو وے اور سر گردن کو اچھا پانی سے مس کرے پھر اطمینان سے دو زانو اسطرح بیٹھے کہ ہاتھ زانو پر رہین اور انگلیاں اور ہتھیلیاں جسم کی جانب رہین پھر ناک کی نوک پر ٹکٹکی باندھے ایکو قلب کے دیکھتے رہین جسوقت دم اوپر کو یعنی اندر کو لے لو - لفظ ہم اور جب باہر کو لے تو لفظ سو دل میں کہے اس لفظ کی بزرگی کا سبب ہم پیچھے بیان کر چکے ہین گویا اسم اعظم ہی تجربہ کرنے والے کو خود ہی معلوم ہو جاویگا کہ ہم کیا کہتے ہین مذکورہ بالا درجہ تک پہنچ جانے کے بعد شاغل کو حسب ذیل طریق اختیار کرنا چاہئے کہ جب دن کے کسیوقت

حسب معمول اُٹھے اور آسن مار کر مذکورہ بالا طریق سے بیٹھے تو دیکھے۔ کہ کون تتو اس وقت چل رہا ہے۔ اگر اس وقت پرتھوی تتو چلتا ہو تو حسب ذیل دھیان کرے کہ ایک چار کونے کا چھوٹا سا جسم ہے اسکا رنگ زردی ہے بو میٹھی ہے اور کل امراض کے لئے نفع کرنیوالی ہے اسوقت لفظ ہم دل مین کہتا جاوے۔ اگر جل تتو چلتا ہو تو تصور کرے کہ ایک جسم نصف چاند کی شکل کا نہایت صاف و روشن ہے جس سے گرمی دور ہوتی ہے۔ تشنگی دفع ہوتی ہے اور یہ کہ وہ خود ایک عمیق پانی مین غوطے لگا رہا ہے۔ اس وقت لفظ دم دل میں کہتا جاوے اگر تتو اگنی ہو تو دھیان کرے کہ ایک مثلث شکل ہے جس میں سے روشنی نکلتی ہے اور جو کھانے پینے کو جلاتی ہے اسکی حرارت ناقابل برداشت ہے اس وقت لفظ رم دل میں کہے اگر تتو وایو ہو تو ایک اندوریعنی گول جسم کا تصور کرے اس کا رنگ بشر سمجھے اور خیال کرے کہ مثل طیور کی ایک طوفان عظیم مین اڑتا پھرتا ہے اسوقت لفظ یم دل مین کہتا جانا لازمی ہے اگر تتو آکاش ہے تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ ایک بلا شکل کی چیز ہے جس میں سے بہت بڑی روشنی نکل رہی ہے گویا روشنی ہی اس کی شکل ہے۔ اس وقت لفظ ہم دل مین کہنا چاہیئے۔ کامل مشق کے بعد تتو اس قدر قابو مین آجاتے ہین کہ جہان مشاغل نے اس تتو کے متعلق کا لفظ زبان سے نکالا اور وہی تتو آ گیا اس ہی ذریعہ سے ہندوستان کے فقرا کاملین بارش آندھی وغیرہ پیدا کرسکتے تھے۔ مثلاً ہوا چلانی منظور ہے۔ تو وایو تتو کے متعلق کا لفظ کہا اور تمام آسمان مین وہ تتو غالب ہو گیا۔ اور ہوا چلنے لگی :

آئندہ کا حال بتلانا

کامل شخص سے اگر کوئی سوال کیا جائے کہ وہ ایک دم شافی جواب دے سکیگا اور وہ بالکل درست ہوگا۔ لیکن مبتدی بھی سوالوں کا جواب صحیح دے سکتا ہے جب کوئی سوال دریافت کرے تو دیکھنا لازم ہے کہ کون سا تتو چلتا ہے (۱) اگر پرتھوی تتو چلتا ہے تو سوال مفصلہ ذیل چیزوں سے متعلق ہوگا۔ نباتات جکو سنسکرت میں مول کہتے ہین یعنی جمین پرتھوی تتو بنا وہ موجود ہو جاتا ہے (۲) اگر جل تتو ہو تو سوال مرنے جینے کے متعلق ہوگا جان اور جاندار کے متعلق کل سوالات اس میں شامل ہین (۳) اگر اگنی تتو چلتا ہو تو سوال دھاتوں کے متعلق یعنی سونا چاندی

وغیرہ کے ہوگا۔ نفع و نقصان کے سوالات بھی اس میں شامل ہیں (۴) اگر وایو تتو غالب ہے تو سوال سفر کی بابت ہوگا۔ (۵) اگر آکاش تتو چل رہا ہو تو سوال کچھ بھی نہ ہوگا۔ محض بابت جسکا کچھ مطلب نہ ہو دریافت کی گئی ہوگی۔ یعنی مذاق کیا ہوگا۔ جواب دیتے وقت تتو کے علاوہ ان باتوں کا دیکھنا بھی ضروری ہے (۱) سر کون سا چلتا ہے (۲) پکش کون سا ہے (۳) تاریخ یعنی تتھ کونسی ہے (۴) کس سمت سے سوال کیا گیا ہے اگر سر چندر مان ہو تو یقینی کامیابی کیلئے پکش بھی چندر مان کا تتھ بھی چندر مان کی ہو اور سمت جنوب اور مغرب ہو اگر کل باتیں مطابق ہو جائیں تو کام بالکل پورا ہوگا۔ ورنہ جس قدر اختلاف رہیگا اس ہی قدر خامی رہجائیگی یہ تتمنا کہ کس قدر کام ہوگا۔ اور کس قدر نہ ہوگا۔ تجربہ پر منحصر ہے۔

اگر سر سورج کا ہو تو پکش اور تتھ بھی سورج کی ہو اور سمت مشرق اور شمال ہو خیال رکھنا کہ سوال ہو نیکے وقت غلط سر نہ چلتا ہو ضروری ہے غلط سر اسکو کہتے ہیں کہ اگر طلوع آفتاب کیوقت بحساب تاریخ سر سورج چلنا چاہیئے تھا اور ہے چندر مان یا ہونا چاہیئے چندر مان اور ہے سورج تو اس کو غلط سر کہتے ہیں

تتوں کی سمتیں

جل مشرق پرتھوی مغرب اگنی جنوب بنایو شمال اور آکاش ان سب کے درمیان چونکہ آکاش تتو سب میں گزر کیا کرتا ہے اس لئے یہ دھیان کیلئے یہی موزوں ہے

سورج اور چندرمان کے دن

سورج کے دن یہ ہیں اتوار۔ سنیچر۔ منگل چندر مان کے دن یہ ہیں جمعرات۔ جمعہ۔ سوموار

ششمنا و سورج و چندرمان کی لگنیں

سورج کی لگنیں یہ ہیں۔ سکھ۔ کرک۔ تلا۔ مکر چندرمان کی یہ ہیں۔ برکھ۔ منگھ۔ برشچک۔ کمبھ۔ ششمنا کی یہ ہیں۔ متھن۔ کنیا۔ دھن۔ میں ششمنا سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اول حصہ اس لگن کا سورج کا ہے اور آخری چندرمان کا اعداد یعنی ایک دو تین میں جفت اعداد یعنی دو چار وغیرہ چندرمان کے سمجھے جاتے ہیں اور طاق سورج کی بعض وقت صرف سر اور لگن دیکھکر ہی سوال کا جواب دیدیا کرتے ہیں اسوقت لگنوں کی تفریق حسب ذیل ہے

اگر سوال ہیکھ منگہ۔ وھن میں کیا جاویگا تو کام دیسی ہوگا مگر کرک پرشچک لگنوں مین سوال ہوگا تو کام ہرگز نہ ہوگا۔ برکھ تل کمبھ میں سوال ہوگا تو بہت جلد ہوگا۔ متھن کنیا مین سوال کیا جاویگا۔ توبھی جلدی فائدہ ہوگا

نکشتروں کی تعریف

سوال کا جواب دیتے وقت نکشتروں کا بھی خیال کیا جاتا ہی چنانچہ بلحاظ سورج و چندرماں انکی تقسیم یوں ہی سورج کے نکشتر یہ ہین۔ اسوانی۔ بھرنی۔ کرتکا۔ روتر اشاڈھ ابھجت شرون دھنشٹا۔ شت بھشا۔ پوربا بھادر پد۔ اوترا بھادر پد۔ ریوتی۔ چندرماں کے نکشتر یہ ہین سلیکھا مگھسیا۔ پوربا پھالگنی۔ اوترا پھالگنی ہست چترا۔ سواتی دشاکھا نردھا۔ جیشٹھ مول پورواشاڑھ شمنا کے نکشتر یہ ہین۔ مرگیشترا ردرا۔ پونرو سو۔ پشیہ یعنی وہ نکشتر جن کا اول حصہ سورج اور آخری چندرماں کا ہو۔ اگر سوال کرنے کے وقت سروشا لگن نکشتر انشتر ایسا تتھ پکش۔ تو سب مطابق ہوں تو کام پورا ہونے میں کچھ دیر نہیں ہی:

باب ہشتدہم

علم پاس انفاس کے ذریعہ امراض کا دفعیہ

جملہ امراض کی علت خانی اطبا خلطوں مین فرق آجانا بتاتے ہین علم سمریزم کے واقف مقناطیس حیوانی میں خلل واقع ہونیکو مرض کہتے ہین پاس انفاس کی مشق کرنیوالے سر اور تتو کی ہم آہنگی میں نقصان آجانیکو بیماری کی علت مانتے ہین ہمارے نزدیک تینوں کی رائے درست ہی لیکن اول مرتبہ کی رائے واقف علم ہینی دوسرے کی ہی کیونکہ سر اور تتو ہی کے ٹھیک نہ چلنے سے خلطوں اور مقناطیس مین خلل پیدا ہو سکتا ہی اگر یہ ٹھیک ہوں تو سب ٹھیک رہین گے پس اگر بیماری آبھی جاوے توبھی سر اور تتو ٹھیک کرنے سے دور ہو جاویگی:

مذکورہ بالا تحریر سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ سر تبدیل کرتے ہی اور تتو ٹھیک ہوتے ہی مرض دور ہو جاویگا کیونکہ اگر مرض شدید اور مہلک ہی یا عرصہ کا جما ہوا ہی اور اس کا سبب زبردست ہے تو عرصہ لگیگا اور معتدی کو تھوڑی دوا بھی استعمال کرنی ہوگی کیونکہ اسکی سر تتو پر

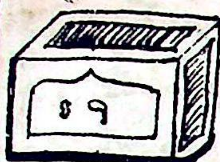
پورا قابو نہ ہوگا۔ اور اگر ہوگا تو چشم زدن میں دور ہو جاویگا تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اگر سر
اور تتو جھمب چلتے ہوں تو ان کو روکنا نہ چاہیئے صحت کیلئے علی العموم چندر مان سر نہایت
ہی مفید گنا جاتا ہے لیکن ان امراض میں جو سردی سے پیدا ہوں۔ مثلاً کھانسی۔ زکام۔ بلغم
وغیرہ میں سورج سر مفید ہوتا ہے۔ تتوں میں صحت کیلئے پرتھوی اور جل تتو مفید ہے آکاش تتو
صحت کے مضر ہے؛

جسوقت آکاش اگنی اور وایو تتو غالب ہونگے بیماری پیدا ہوگی یا فیماندہ دونوں تتو چلتے
ہونگے تو ہرگز مرض پیدا نہ ہوگا طبیعت کو تسکین رہیگی اگر پرتھوی اور جل تتو پورے
زور پر ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ صحت بالکل درست ہے جو امراض چندر سر سے رفع ہوتے
ہیں ان میں حسب ذیل عمل کرنا واجب ہے ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ کروٹ لیکر بغل میں
چھوٹا سا تکیہ دبائے رکھنے سے سروں میں تبدیلی واقع کر سکتے ہیں پس اول کروٹ
لیکر چندر سر کو لو اور اس خیال سے کہ پھر سورج سر نہ ہو جائے بغل میں تکیہ دبائے
رکھو۔ علاوہ ازیں اپنی دائیں ٹانگ کے گھٹنے سے اوپر کسی چیز سے مضبوط باندھ لو اور
پلنگ پر پڑے رہو کچھ عرصہ بعد آرام ہوتا معلوم ہونے لگیگا۔ عرصہ کی کمی بیشی مریض کی مشق
اور بیماری کے زور پر منحصر ہے جسوقت پرتھوی یا جل تتو جاویگا۔ اس کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ
بہت تکلیف دور ہو گئی مرض دفعہ ہو جانے کے بعد کو بھی احتیاطاً چند مرتبہ عمل کرنا چاہئے
تاکہ باقیماندہ خراب اثر بھی دور ہو جائے؛

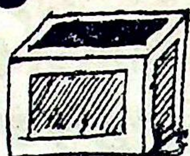
باب نوزدہم
چند کارآمد چٹکلے

اگر کسی روز صبح اور وقت دوپہر سورج سر چلے اور شام کو چندر سان تو کسی کام میں ناکامیابی
ہوگی اور کوئی ایذا بھی ہوگی مگر اسکے خلاف ہو چلیں تو انجام نیک ہوگا۔ اگر کوئی شخص سفر کو
جاتے وقت پیشتر وہ قدم اٹھاوے جطرف کا سر بند ہے تو سفر میں ناکامیابی ہوگی اس لئے سفر
کرنیوالے کو پیشتر وہ قدم اوٹھانا چاہیئے جطرف کا سر چلتا ہو اگر سورج سر چلتا ہو تو تین قدم

اول وہ ہی پیر اٹھاوے یہ بھی لازم ہے کہ تتو بھی اچھا ہو تو ہمیشہ کامیابی کرتے جاؤ کہ تومنا ہے
کہ بند سر اکی طرف کرکے کھڑا ہو ضرور مطلب برآویگا لیکن درخواست جایز ہو ورنہ یہ ہوگا۔ کہ افسر
مہربانی سے درخواست میں لیگا لیکن منظور کرنے مین احتمال ہے کسی مین اندر جانے کے لیے سورج
سر بہتر ہوتا ہے اور باہر آنیکے لیے چندرماں نیک شمار کیا جاتا ہے اگر سوال دریافت کرتے وقت چندرماں
کا پرتھوی اور جل تتو یا سورج کا اگنی تتو چلتا ہوگا تو کام پورا ہوگا لڑائی کے لئے چندرماں سر مین جانا
چاہئیے فتحیاب واپس آویگا وقت لڑائی کے اگر چندرماں سر چلتا ہو تو دستم پر بھی فتح ہوگی اگر قبل شروع
جنگ سورج سر چلتا ہو اور پھر چندرماں ہو جائے تو بہت ہی نیک ہے ان معاملات میں سر کے علاوہ
تتو کا حال بھی واجب ہے اگر حیض کے چوتھے روز غسل کرتے وقت عورت کا چندرماں سر چلتا ہو اور مرد کا
خاوند کا سورج پس اگر حمل ٹھیر جائیگا۔ تو لڑکا پیدا ہوگا اور اگر برخلاف تو لڑکی اگر عورتیں سشمنا اور مرد کا
سورج تو بچہ کا کوئی عضو ندارد ہوگا۔ اگر عورت کا چندرماں اور جل تتو اور مرد کا سورج اور جل تتو ہو تو
اگر عورت سبانجھ بھی ہے تو ضرور لڑکا پیدا ہوگا اگر حاملہ عورت دریافت کرے کہ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی
تو دیکھو کہ کون سر چلتا ہے اگر سورج ہے تو لڑکا اور اگر چندرماں ہے تو لڑکی اور اگر دونوں چلتے ہوں
تو سشمنا ہے اگر جل تتو چل رہا ہو تو لڑکا پیدا ہوگا اور اگر پرتھوی اور وایو تو لڑکی اگر اگنی تو حمل گر جائیگا
اگر آکاش تتو ہے تو احتمال حمل ہی غلط ہے اگر مذکورہ بالا تتوں میں سے دو شامل ہوں تو بچے پیدا ہونگے
اگر وایو تتو مین حمل ٹھیریگا تو ضرور تکلیف ہوگی اگر جل تتو میں تو آرام اگر اگنی مین تو اسقاط ہو جائیگا۔
یا بچہ پیدا ہوتے ہی مر جائیگا۔ چیت مین چندر پکش کی پروا کی اگر شاغل کا وقت طلوع آفتاب اگنی یا آکاش
تتو غالب ہو تو جان لو کہ سال ناقص ہے فصل خراب ہو جائیگی قحط پڑیگا۔ اور دیگر اقسام کی مصیبتیں
ہونگی۔ اور جل پرتھوی یا وایو تتو ہو تو فصل اچھی ہوگی سشمنا ہو تو خراب ہوگی ردوبا پھیلے گی جو وقت
سورج سنکھ لگن میں جاوے تو اگر شاغل کا پرتھوی تتو ہو تو فصل اچھی ہوگی ملک میں بہبودی ہوگی خوب بارش
ہوگی اور ہر طرف امن رہیگا اگر جل تتو ہو تو بھی نیک فال ہے لیکن اگر اگنی تتو ہوگا تو قحط سالی ہوگی بارش نہ
ہوگی جو فصل پیدا ہوگی برباد ہو جائیگی اگر وایو تتو ہو تو طوفان بھونچال بکثرت آئیں گے بارش نہ ہوگی اگر
کوئی بیمار کی بابت سوال کرے تو اچھا ہو جائیگا۔ یا نہیں تو اگر سوال کرنیوالا پیشتر خالی سر کی طرف آوے
اور پھر بھرے سر کی طرف ہو جاوے تو جان لو کہ بیمار ضرور اچھا ہو جائیگا خواہ کیسی ہی ناامیدی کیوں نہ ہو ٭



آہنی چوکیدار



نظرِ
آپ کو حیرت تو ضرور ہوئی ہوگی کہ لوہا بھی کوئی جاندار چیز ہے جو حفاظت کر سکیگا۔ تو آپ کی خدمت میں اس کی پوری تشریح کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ چوکیدار ہمارے کارخانہ کے صندوق و الماریاں ہیں جو کہ اپنی مضبوطی خوبصورتی میں بے نظیر ہیں ہر شہر و دیار سے مانگ پر مانگ آرہی ہے جاندار چوکیدار کیلئے آپ کو ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے کہ کہیں بیوفا نہ ہو جاوے لیکن یہ چوکیدار ایسا ہے کہ اس کو آپ اپنے مکان میں کسی جگہ رکھ دیجئے اور بے فکر ہو جایئے کسی چور یا ڈاکو کی مجال نہیں کہ اس کو توڑ اور کھول سکے۔ بیرونی اور خفیہ خانے اس کاریگری سے بنائے جاتے ہیں کہ جب تک مالک کو بھی پورے طور سے واقف نہ کر دیا جائے وہ ہرگز نہیں کھول سکتا یہی وجہ ہے کہ کارخانہ مشہور و عام ہے ؛

بفضل خدا یہ کارخانہ سنہ ۱۸۸۰ء سے اس آب و تاب سے جاری ہے کہ جسکی برابری آج تک کوئی کارخانہ نہیں کر سکتا مندرجہ اشیا کی الماریوں کا نرخ بموجب تحریر ہے نمبر ۱ عـــہ روپیہ فی من نمبر ۲ عـــہ روپیہ فی من صندوق فائر پروف نمبر ۳ عـــہ روپیہ فی من صندوق نمبر ۴ عـــہ روپیہ فی من کے حساب سے فروخت ہو رہی ہیں منگایئے اور فائدہ اٹھایئے مفصل حالات کیلئے کارخانہ کی فہرست طلب فرماویں

(نوٹ) جو صاحب یہ ثابت کر دے کہ ہمارے کارخانہ ہی سے پیشتر کوئی کارخانہ اس جگہ تھا۔ تو وہ یک صد روپیہ العام کا مستحق ہو سکتا ہے

حاجی پیر بخش محمد عبد اللہ آہنی صندوق ساز گوجرانوالہ پنجاب

بجلی کی آنکھ

بجلی کے حیرت انگیز کرشمہ جات دیکھ کر حضرت انسان ہمہ تن محو ہو رہا ہے لیکن یہ نہیں
جانتا کہ اسکا مخزن وہ خود مجسم ہے برقی لہریں ہر وقت آنکھوں سے نکلتی رہتی ہیں جو کبھی
نگاہ سے کسی نے دیکھا نہیں کہ بجلی نے اثر کیا نہیں۔ آنکھیں کیا ہیں بجلی گھر ہیں نہ
کوئی تار نہ کوئی ذریعہ گویا وائرلس ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ بیمار آنکھیں
بجلی کی لہروں کو منتقل نہیں کر سکتیں۔ اور نہ ہی اجتماع کر سکتی ہیں یہ خاصہ
صرف تندرست آنکھوں میں ہی ہے۔ اس لئے آپ ہمیشہ اپنی آنکھوں
کو بیماری سے بچا کر رکھیں اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر آپ

رامی سرمہ

کا روزانہ استعمال کریں۔ کیونکہ رامی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اگنی بان ہے
نظر کو تیز کرتا ہے۔ قوت بینائی کو قائم رکھتا ہے۔ ککرے دھند جالا خارش
پانی آنا کو دور کر کے آنکھوں کو نور یعنی بجلی بخشتا ہے سینکڑوں سندات ڈاکٹروں
اور حکیموں کے موجود ہیں ایک پیسہ کا کارڈ بھیجکر رسالہ چشم مفت منگوالیں
ایک بار ضرور آزمائش کریں۔ صداقت خود بخود روشن ہو جاویگی قیمت فی بکس
ایک روپیہ بصیغہ وی۔ پی ایک روپیہ چار آنہ

پتہ خط وکتابت بنام منیجر

منیجر کارخانہ رامی سرمہ ڈیرہ اسمعیل خان صوبہ سرحد

(نوٹ) اس علاج سے فائدہ مند دنیا بھر میں کوئی علاج نہیں اور یہی ہی علاج کو ہندوستان بھر میں کوئی جانتا ہے

اگر
کوئی شخص ہماری علاج اور میجک بکس کو بعد استعمال غیر مفید ثابت کر دے تو اسکی قیمت معہ محصول ڈاک واپس کی جاویگی
مینیجر

اگر
کوئی شخص ہماری علاج اور میجک بکس کو بعد استعمال غیر مفید ثابت کر دے تو اس کی قیمت معہ محصول ڈاک واپس کیجاویگی
مینیجر

بجلی کی طاقت سے نامرد اور سست کا مفت علاج

اس علاج سے انسان کی کل امراض دور ہو جاتی ہیں

اس علاج کے کرنے [illegible]

جو نوجوان

اپنی طاقت اپنے ہاتھوں ضائع کر کے کمزور اور نامرد ہو گئے ہیں اور اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہے ان کے لئے ہمارا بجلی کا بے ضرر علاج بہت مفید ہے اگر وہ امرتسر کے نزدیک ہیں تو خود آ کر علاج کرائیں۔ اگر امرتسر سے دور فاصلے پر ہیں تو بجلی کی طاقت کا میجک بکس منگوا کر استعمال کریں جس میں ایک خاص طریقہ سے بجلی کی طاقت بھری گئی ہے اس سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی اور نہ ہی آبلہ یا چھالہ پڑتا ہے ایک بکس سے چار مریض اپنا علاج بخوبی کر سکتے ہیں میجک بکس کا ٹریڈ مارک ہے [میجک] اس سے سوا سب جعلی ہیں قیمت میجک بکس چار روپے للعہ امرتسر آ کر علاج کرانے کی فیس للعہ

کمزوری · سستی · احتلام · رقت · جریان · سرعت · کمر درد · کمی باہ · دل دھڑکنا · ضعف جگر · ضعف دل · ضعف معدہ · ضعف اعصاب · ضعف · ضعف گردہ · کمی خون · کمی چربی · یرقان · بدہضمی · زکام · نزلہ · سر درد · قبض · نامردی

استری رکھشک

اس کے استعمال سے بے قاعدگی حیض کمر اور پیڑو کا درد گور دا جسم سے کیسدا یا بدبو دار سفید پانی کا بہنا وجہ آنا ایک دو لڑکے لڑکیاں پیدا ہو کر سلسلہ اولاد بند ہو جانا جو کھول کا دور نجلس درد وغیرہ نقارض بہت جلد دور ہو جاتے ہیں
قیمت فی شیشی عہ

[illegible]

سارسپریلا جو ہر عشبہ وہ لوگ جو فساد خون کے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں انکی تمام شکایات کو جڑ سے اکھیڑ دیتا اور آتشک پھوڑے پھنسی بھگندر ناسور جسم کے داغ وغیرہ کے دور کرنے میں بے نظیر ہے
قیمت دو شیشی عہ کلاں عہ

تمام درخواستیں
بنام مینیجر پنجاب میڈیکل ہال گڈھا امرتسر پنجاب

(۲۱) برس سے تمام ہندوستان مین مشہور ہو چکی
ہین۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس۔ ائکنا ڈامینلا
ملاکر یہ گولیان بنی ہین مغز ریڑھ رگ اور خون کو طاقت دینے کا
دعوے رکھتی ہین زیادہ سخت جوانی کی بے اعتدالی خواہ کسی وجہ
سے ہو ان گولیون کے استعمال سے اول ہی روز سے فایدہ ظہور مین آتا ہے
بدن مین قوت اور مزاج مین گرمی معلوم ہونے لگتی ہے



چہرہ پر رونق اور جوانی مین ضعفی کی سی حالت
ٹوٹے ہوئے جسم مین دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۳۰ گولیون کی شیشی
دو ہفتہ کی خوراک ایک روپیہ محصول ڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ ر
امتحاناً نمونہ کی گولیان بلا قیمت دی جاتی ہین؛
استعمال کے اول ہی روز سے فایدہ دکہاتی ہین ضرور امتحان
کیجیے۔ اگر آپ بلا قیمت ان کی آزمائش کرنا چاہین تو صرف محصول
ڈاک کیواسطے دو پیسہ کا ٹکٹ پیڈ لفافہ مین بھیجئے۔ اور اس خط مین
دس خواندہ اور رئیسون کے نام و پتہ صاف طور پر لکھئے۔ پتہ لکھنے مین مقام
ڈاکخانہ و ضلع لکھئے (نوٹ) فرمائش کیساتھ کتاب کا حوالہ دینا
ضروری ہے۔ مکمل فہرست کارخانہ سے درخواست آنے پر مفت روانہ کیجاویگی

ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

پنڈت ٹھاکر دت شرما وید لاہور کی ایجاد کردہ

امرت دھارا (رجسٹرڈ)

واقعی عجیب خداداد نعمت حیرت انگیز کرشمہ

دنیا میں یہی ایک دوا ہے

جس نے ایک بار آزمایا ہمیشہ پاس رکھا۔ بارہا وقت بے وقت یہ چھوٹی سی شیشی جو کام
دیتی ہے سینکڑوں ادویات کے بوجھ دار بکس وہ کام نہیں دے سکتے۔ ہر گھر
اور ہر جیب میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ تمام امراض جو اچانک آ دباتی ہیں۔
اچانک ہی دور کرتی ہے۔ درد سر، درد کان، درد دانت، درد آنکھ، چوٹ وغیرہ
ہر قسم کا درد اندرونی و بیرونی۔ کھانسی، دمہ، نمونیا، پیٹ درد، نزلہ، بدہضمی
اپھارہ، اسہال، پیچش، ہیضہ، طاعون، مرگی، چھینک، بدھ۔
درد مفاصل، ورم، پھوڑا پھنسی، سوزاک، آتشک، کمزوری دماغ، بخار
تپ تلی، بیل، بچھو، بھڑ، سانپ وغیرہ کا ڈنگ، بائی گولا، امراض عورات
امراض بچگان۔ داد، چھپاکی، آگ و تیزاب سے جلنا، چنبل وغیرہ وغیرہ
کل امراض جو سر سے لیکر پاؤں تک اندرونی و بیرونی ہوتی ہیں۔ اسکے
کھانے اور لگانے سے جاتی رہتی ہیں۔ ہزاروں شیشیاں بکتی ہیں ہزارہا
سارٹیفکٹ موجود ہیں۔

رسالہ امرت منگوا کر ملاحظہ فرماویں سب راز ملے گا

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ) نمونہ آٹھ آنے (۸/)

احتیاط افسوس ہے کہ امرت دھارا کا اس قدر نام دیکھ کر بہت سے جھوٹے
اشتہار بازوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ مختلف نام رکھ کر ایسے
اوصاف کی ادویات مشتہر کر رہے ہیں سوائے امرت دھارا کے کسی نقلی ایسی
دوائی کو خرید کر وہ کامت اٹھاؤ۔ اگر نقل ہی خریدنی ہو تو آب حیات
بارہ آنے ۱۲ فی شیشی پر ہم سے طلب کرو۔
امرت دھارا میری ایجاد ہے اور اس کا اصل نسخہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

مفت

ضعف باہ و دیگر امراض پوشیدہ کے مریضو!
اگر تم مختلف علاج کر کے مایوس بھی ہو چکے ہو تو بھی
ایک کارڈ بھیج کر

رسالہ الامراض مخصوصہ مردان

طلب کرو۔ اس میں وہ نصیحتیں درج ہیں اور وہ ترکیب
ہیں کہ تم پھر سے جوان، تندرست و قادر ہو جاؤ گے

ہندوستان بھر میں

ویش اپکارک ہی ایک ہفتہ وار

کثیر الاشاعت طبی اخبار ہے جن کو طب کا شوق ہے وہ
اسکو دیکھتے ہی خریدار ہو جاتے ہیں قیمت سالانہ دو روپے
ششماہی ایک روپیہ۔ ہر ماہی ۱۲ آنے سالانہ قیمت ادا کرنے پر
عہ کی کوئی ادویات حسب منشا خریدار مفت ملتی ہیں
نمونہ مفت!

کام رتی شاستر

حصہ اول قیمت پانچ روپے (صہ)
اسمیں ۵۰ فوٹو بلاک کی تصویر اور ۲۴۵ دستی تصاویر ہیں
پسند نہ ہو تو قیمت واپس منگوالو!
صرف یہی ایک کتاب ہے جسکے پڑھنے سے پتہ لگیگا کہ کوک
شاستر یا کام شاستر کیا چیز ہے اسکی تعریف میں سینکڑوں خطوط
آتے ہیں اگر پسند نہ ہو تو پہنچنے سے اگلے دن رجسٹری
کر کے واپس کر دیں اور اپنی قیمت منگوالیں۔ اس
سے بڑھکر کیا تعریف کریں۔ اس جگہ تعریف ہو نہیں سکتی
مفصل اشتہار منگوا سکتے ہیں۔

خط و کتابت یا تار کا پتہ۔ امرت دھارا برانچ لاہور

بسرپرستی ہز ہائینس دی مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست دربھنگہ

خاص دوکان ۱۸۰۵ء نسخہ [illegible]

حب مسیحائی

جو خلاف قانون قدرت عمل درآمد کر لیے یا عیاشی کی کثرت اور جوش جوانی کی ناجائز حرکتوں سے اپنے مایۂ عیش و نشاط کو کھو کر اپنے رگ و پٹھے کمزور کر بیٹھے ہیں۔ اور لطف زندگی سے مایوس ہو کر قوت رجولیت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ وہ ہماری حُب مسیحائی کا استعمال کریں یہ گولیاں ان کی کھوئی ہوئی طاقت مردمی کو واپس لا کر حسرت و یاس کا قلع و قمع کر کے نیا دور شباب اور اٹھتی ہوئی جوانی کا مزہ دکھاتی ہیں۔ یہ گولیاں تمام سمی اور نشی اور ممنوع اجزا سے بالکل مبرا ہیں۔ اور ہر عمر اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہیں۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ روانہ ہوگا۔ قیمت فی درجن گولیاں ۸؍

(نوٹ) علاوہ ان تمغہ جات کے ایک تمغہ طلائی میرٹھ کی نمائش ۱۹۱۲ء میں بھی ملا ہوا ہے اور خاص کر راجاؤں۔ مہاراجاؤں۔ نوابوں۔ جاگیرداروں رئیسوں اور نیز نمائش الہ آباد منعقدہ ۱۹۱۰ء سے اعلیٰ سندات ملنے کا فخر اسی کارخانے کو حاصل ہے۔

پنسار گوبند رام کاہن چند جنرل عطاران

[illegible] بازار لاہور